حامداً و مصلیاً

ختمِ رسالت

رقم زدہ مسلم بی اے

بفرمائش مصطفائی بک ڈپو کوچہ چابکسواراں لاہور

(قیمت فی جلد ۱۲ علاوہ محصول ڈاک)

ختم رسالت

رسالت یا نبوت ایسی بے مثال نعمت ہے جس کی حقیقت ہم ذاتی طور پر نہیں جانتے۔ لیکن یہ مانتے ہیں۔ کہ نبی کی نبوت پر ایمان لائے بغیر ہماری نجات نہیں ہو سکتی۔ ہم نے اللہ کو نہیں دیکھا۔ لیکن ہم اللہ کو معبود برحق تسلیم کرتے ہیں۔ ہم نے مادہ کی ذات یا مطلق مادہ کو نہیں دیکھا۔ لیکن مادہ کے تعلقات کو محسوس کر کے اسکے وجود کے قائل ہیں۔ اگر ایک سیب کے رنگ۔ ذائقہ۔ بُو۔ طول۔ عرض اور عمق کا ذہنی طور پر ہمیں علم نہ ہوتا تو ہم کسی شے کو سیب نہ کہتے۔ ایسے ہی اگر فطری طور پر خدا کے وجود کو تسلیم کر لینے کا جذبہ ہمارے اندر نہ ہوتا تو ہم کسی کو خدا نہ کہتے۔ اندھے دیکھ نہیں سکتے۔ لیکن انسان ضرور ہیں بہرے سُن نہیں سکتے۔ لیکن انسان ضرور ہیں۔ اسلیے کہ انسان دیکھنے والا۔ سُننے والا۔ چکھنے والا۔ ٹٹولنے والا۔ محسوس کرنے والا عقل و فہم رکھنے والا حیوان ناطق ہے۔ اگر لا ادریت کے معدودے چند پرستار مادے کے وجود کو نہ مانیں تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ مادہ کوئی چیز نہیں ہے۔ ایسے ہی اگر بعض نفوس منکر خدا ہیں۔ تو خدا کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اسلیے کہ چند ہستیوں کے علاوہ باقی کے تمام انسان خدا کو مانتے ہیں۔ ہم اگر کسی جلسے میں شریک ہوئے ہوں۔ اور دوسرے دن تعداد حاضرین کے باب میں یا مقررین کی تقریروں کے خصوص میں مختلف اخبارات کی رپورٹیں متضاد ہوں ایک نے حاضرین کی تعداد ۲ ہزار تو دوسرے نے ۲ سو تیسرے نے ایکسو اور چوتھے نے صرف ۲۰ لکھی ہو۔ تو ان اختلافات کی بنا پر جلسے کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ بعینہٖ اگر ذاتِ خداوندی کے متعلق ارباب دین و دانش کے تصورات

مختلف ہوں۔ تو اُن کے اختلافات کے باعث وجود باری کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ یہ انکار فطرتِ انسانی کے منافی ہوگا۔ ..... بلکہ اختلافات کو دیکھکر زیادہ یقین ہوتا ہے۔ کہ کوئی ہے۔ جسکی سب کو تلاش ہے۔ ہاں اسکی ہستی کا نقش ہر دل پر ہے۔ ہر ایک اس کی معرفت حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن اسکی صحیح معرفت ہر ایک کو نہیں ہے۔ ؎

ہر کس نہ شناسندۂ راز است وگرنہ
اینہا ہمہ راز است کہ معلوم عوام است

ہمارے علم کی صُورت

بایں ہمہ یاد رہے کہ ہم صرف اشیاء کے باہمی تعلقات کو جانتے ہیں۔ اور انکی بنا پر انکی ہستیوں کے قائل ہیں۔ ہم ایک تنکے یا ذرے کی ہستی یا اسکی مطلق ذات کو نہیں جان سکتے۔ ایسے ہی ضروری ہے۔ کہ اگر ہم نبوت کی نسبت کچھ جانتے ہیں تو یہ چیز پیش نظر رکھنی چاہیئے۔ کہ ہم نبوت کے ضمن میں صرف چند مخصوص اثرات یا تعلقات کو جانتے ہیں۔ آؤ دیکھیں کہ ہمارے اس جاننے کی صورت کیا ہے۔ ہم اپنے آپ کو ان تعلقات کی اساس پر جو ہمارے جمادات۔ نباتات اور حیوانات سے ہیں۔ جانتے ہیں۔ ہم نباتات کو جمادات سے فائق اور حیوانات کو نباتات سے افضل خیال کرتے ہیں جس کا نقشہ ہے۔ کہ ہم فن فلاحت یا کاشتکاری کے سیدھے سادھے تجربوں کے رو سے دیکھتے ہیں۔ کہ نباتات اپنی خوراک جمادات سے حاصل کرتے ہیں۔ درخت کی جڑ بجائے اس کے زمین میں جذب ہو کر اپنی ہستی فنا کرے۔ اتنی قوی و فہیم چیز ہے کہ زمین میں سے ایسے اجزا جو درخت کی غذا بن سکتے ہیں۔ ان کو چوس لیتی ہے۔ ان کا رس نکال لیتی ہے۔ اور اسے درخت کے کام میں لاتی ہے۔ ایسے ہی اسکی شاخیں اور

پتے وغیرہ سورج کی شعاعوں۔ ہوا اور چاند کی کرنوں کو جذب کرتے ہیں معلوم ہوا کہ
نباتات کو جمادات کا علم ہے۔ ایسے ہی حیوانات کو بھی ان تعلقات کا علم ہے۔ جو
اسکے نباتات سے ہیں۔ حیوانات نباتات کو خوراک بناتے ہیں حضرت انسان جمادات
نباتات۔ حیوانات اور کل کائینات سے فواید حاصل کرتا ہے۔ اس لئے کہ اسے ان
روابط کا علم ہے۔ جو اسکی ذات کو اُن سے ہیں۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے۔ کہ جتنا ہم
ان چیزوں کو جانتے ہیں۔ یہ چیزیں ہم کو اتنا نہیں جانتیں۔ اس لئے کہ ہم ان کے
قدرتاً حاکم ہیں۔ اور یہ چیزیں ہماری محکوم ہیں۔ ہم فاعل و مؤثر ہیں۔ وہ منفعل و مُؤثر
ہیں۔ آج جو علم نے ترقی کی ہے۔ یعنی زمین کے رہنے والوں نے سکان فلک کا پتہ لگا
لیا ہے۔ یا زمین کا وزن معلوم کر لیا ہے۔ نباتات۔ جمادات۔ اور حیوانات کے خواص
معلوم کر لئے ہیں۔ نور کی شرح رفتار معلوم کر لی ہے۔ آواز کی رفتار جان لی ہے۔
اس تمام ترقی اور ان تمام معلومات کا طول عرض محض یہ ہے۔ کہ ہم نے اپنے سے ادنیٰ
چیزوں کا علم بہت خوب حاصل کر لیا ہے۔ اور ہمارے علم میں روز بروز اضافہ ہو رہا
ہے۔ جو قومیں زیادہ عالم ہیں انہیں زیادہ شوکت و اقتدار حاصل ہے۔ جو اقوام کم
علم ہیں کم حیثیت ہیں۔ لیکن انسان کو انسان کا علم سائنس کے ذریعہ حاصل نہیں ہوا
اور نہ روح۔ خدا۔ موت۔ اخروی زندگی حشر و نشر وغیرہ گہرائیوں تک سائنس کی
رسائی ہو سکتی ہے۔ ان حقائق پر مذاہب نے روشنی ڈالی ہے۔ اس لئے کہنا پڑتا
ہے۔ کہ سائنس کا منتہائے پرواز و حرم یا مذہب کا آغاز ہے۔ ان دونوں میں تصادم
یا تزاحم ممکن نہیں۔ اسلئے کہ ان کے دوائر اثر و نفوذ بالکل الگ الگ ہیں۔ جیسے ہمالیہ
کی سب سے اونچی چوٹی کا آخری پتھر بحر ہند کے اس قطرے سے جو راس کماری سے
چھونے میں سب سے پیش پیش ہے۔ ٹکرا نہیں سکتا۔ ایسے ہی مذہب اور سائنس کی
گاڑیوں میں ٹکر نہیں ہو سکتی۔ سائنس کی پٹڑیاں دنیا میں بچھی ہوئی ہیں۔ اور مذہب کی

ٹرین کے اسٹیشن وہاں ہیں۔ جہاں اس دنیا کی آخری سرحد واقع ہے۔ اتنی بات ہم محسوس کر رہے ہیں۔ کہ انسان نے بذریعہ سائنس اپنی نسبت اتنا کچھ ہی جانا ہے۔ جتنا کہ اسے جمادات یا نباتات یا حیوانات کا علم ہے۔ مختصر یہ کہ انسانیت میں جتنا حصہ جمادی نباتاتی اور حیوانی ہے۔ انسان نے فقط اسی کو معلوم کیا ہے۔ ان کے علاوہ اپنی نسبت اُسے جو کچھ معلوم ہوا ہے۔ مذاہب کے ذریعہ معلوم ہوا ہے۔ مثلاً ہم مسلمانوں کے اس علم کی صورت یوں واقع ہوئی ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا سُنایا اور سمجھایا کہ یہ علم ایسا ہے۔ کہ اس میں انسان کی اپنی کوشش کو دخل نہیں۔ بلکہ جس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ اسی نے ازراہ ذرہ نوازی اسکی تعلیم دی ہے ہمیں یہ تو علم تھا۔ یہ تو ہم محسوس کر رہے تھے۔ کہ ہمارا کوئی پیدا کرنے والا ہے۔ ہم کہیں سے آئے ہیں۔ ہم میں روح بھی ہے۔ ہم میں جذبات اور عقل بھی ہے۔ لیکن یہ پتہ نہ تھا۔ کہ خالق کون ہے؟۔ اس کا اور ہمارا تعلق کیا ہے؟ ہم اس سے کیونکر تعلق قائم کریں؟ ان چیزوں کی حقیقت ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل معلوم ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ ان چیزوں کو خود خدا نے بنایا ہے۔ اس کا شارح وہ خود آپ ہے۔ اس نے اپنی عنایت خاص سے ہر بستی اور ہر قوم میں رسول بھیجے (وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ) رسالت کا سلسلہ قائم کیا۔ ہر بستی میں آنے والا لازمی تھا۔ کہ اسی بستی کا رسول کہلائے۔ اور یہ کہ ضروری تھا کہ وہ خدا۔ انسان۔ حشر نشر وغیرہ ماورائے ملویات کا علم اُنہیں اُن کی سمجھ کے مطابق سمجھائے۔ اور ماحول اور فضا کو ضرور پیش نظر رکھے۔ ایسے ہی ایک قوم کی طرف جسکی بعثت تھی۔ اسکی تعلیم کے رنگ میں لابدی تھا۔ کہ اس قوم کی جھلک نمایاں ہو۔ آخر میں آپ خود تشریف لائے آپ کا آنا سب کیلئے تھا۔ آپ ہر قوم۔ اور ہر ملک کے نبی ہیں۔ اس لئے قدرتی بات ہے۔ کہ آپ کی تعلیم میں عالمگیر شان ہو۔ (۱) آپ نے کُل نبیوں کی تصدیق کی (۲) آپنے

معرفت الٰہی کے انتہائی اصول واضح کر دیئے۔ (۳) آپ نے جو امور ملکی یا نسلی یا قومی امتیازات کو مدنظر رکھ کر بیان کئے گئے تھے۔ اُنکی اصلاح کر دی اور ہر ایک حقیقت کو عالمگیر پیرایہ میں واضح کیا۔ (۴) آپنے ملائکہ۔ حشر نشر۔ جنت و دوزخ۔ صفات باری۔ وجود باری ایسی حقیقتوں کو اتنا واضح کیا۔ کہ اب یہ داخل عقاید ہو گئی ہیں۔ ان کی بابت پہلے معلومات محدود تھیں۔ اب ان کا نام ہر ایک کی زبان پر چڑھ گیا ہے۔ جن امور کا تصور ناممکن تصور کیا جاتا تھا۔ آج اُنکی تصدیق کے بغیر چارہ نہیں۔ نبوت کا انتہائی فرض یہی تھا۔ کہ ان امور کی عالمگیر طور پر نسلی و ملکی تصورات سے بالاتر ہو کر کما حقہ وضاحت کرے۔ جب انکی وضاحت کر دی گئی تو لازمی تھا کہ نبوت بھی ختم ہو جائے متذکرہ حقائق کی صراحت کا اتمام حضور کی ذات پر ہوا۔ اسلئے رسالت کا خاتمہ بھی آپ کی ذات پر ہوا۔ اگر نبوت ختم نہیں ہوئی۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ ابھی معرفت کی تمام راہیں بھی نہیں کھلیں۔ ابھی ہمکو انتظار کرنا ہے۔ کہ کوئی آئے اور حقائق الٰہیہ پر بیش از بیش روشنی ڈالے۔ چونکہ ایسا ہونا ممکن نہیں۔ اسلئے آخری نبی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

مرزا صاحب کی نبوت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو بتا دیا۔ کہ انہیں خداوند تعالےٰ کی عبادت کس طرح کرنی چاہیئے؟ آپ نے قرب الٰہی کے تمام طریقے واضح کر دیئے ان طریقوں پر عمل پیرا ہو کر آپکی اُمت نے قرب باری حاصل بھی کر لیا۔ آپنے مخلوق پر شفقت کرنے کے تمام دستور بتلا دیئے۔ آپ کی اُمت نے ان پر عمل کر کے شفیق خلق ہونے کا سرٹیفکیٹ بھی حاصل کر لیا۔ ان میں ایک ذرہ کا اضافہ بھی ممکن نہیں۔ نبوت سے غرض ہی یہ تھی۔ کہ ان حقائق کو کھول دے۔ ان رازہائے سربستہ

کوعیاں کردے۔جب اضافہ ممکن نہیں۔تواجرائے نبوت بھی ممکن نہیں۔آپ کے
بعدجس کسی نے بھی نبوت کادعویٰ کیا۔اس کو جھوٹا قرار دیتے ہیں مرزا صاحب اور
آپ کونبی ماننے والے حضرات کابھی تمام اُمت کے ساتھ اتفاق ہے۔صرف مرزا
صاحب کے متعلق انکی راہ تمام اُمت سے مختلف ہے۔لیکن اس سے ان کوبھی انکار
نہیں۔کہ مرزا صاحب نے نہ تو معرفت کا کوئی نیاطریقہ واضح کیا ہے۔نہ کسی عبادت
میں اضافہ کیاہے۔نہ کسی عبادت کی ہیئت بدلی ہے۔نہ قیامت کے متعلق کوئی
نئی معلومات بہم پہنچائی ہیں۔نہ ملائکہ،حشرونشر،جنت۔دوزخ کے باب میں کوئی
مستورحقیقت منکشف کی ہے۔زیادہ سے زیادہ یہ کیاہے۔کہ جیسے اورعلمانے ان
حقائق کوعلمی طریق پرثابت کرنیکی سعی فرمائی ہے۔آپ نے بھی ایساہی کیاہے۔نماز
کی جوکیفیت یاجوہیئت نبی کریمؐ نے بتائی پہلے ایسی نہ تھی۔جوچیزادھوری تھی آپنے
پوری کردی۔زکوٰۃ کی یہ صورت آپ سے پہلے نہ تھی یہی حال حج اورروزوں کاہے
مرزا صاحب نے بھی ان میں کوئی تغیروتبدل نہیں کیا۔زیادہ سے زیادہ یہ کیاہے۔کہ دیگر
علماکی مانند انکی فلاسفی بیان فرمائی ہے۔ہرآنے والے نبی نے پہلے نبی کی شریعت میں
کچھ نہ کچھ کمی بیشی ضرورکی ہے۔انجیل نے مسیحؑ کی طرف یہ بات تومنسوب کردی۔کہ
آپ توریت کی تعلیم میں ایک شوشہ کی کمی بیشی نہیں کرینگے۔لیکن صفحات اناجیل
گواہ ہیں۔کہ آپ نے کمی بیشی فرمائی۔لیکن "مرزا صاحب" کوغیرتشریعی نبی ماننے والے
حضرات کاعقیدہ ہے۔کہ مرزا صاحب دین میں ترمیم۔تنسیخ کے مجاز نہ تھے مختصر یہ
کہ اگربنظرانصاف دیکھاجائے تو عیاں ہوسکتا ہے۔کہ آپ نے دعویٰ نبوت کے بجائے
ایک کام بھی ایسانہیں کیا۔جونبیوں کے ساتھ مختص ہو۔ہم لوگ کھاتے پیتے ہیں
نبی بھی کھاتے پیتے تھے۔ہم بھی دین کی اشاعت کرتے ہیں۔نبی بھی کرتے تھے۔لیکن
نبی وحی ربانی سے مشرف ہونیکے باعث دیگرانسانوں سے ممتاز تھے۔انسان

جن ماورائے ماویات یا جن غیر مرئی وجودوں کا تصور جما سکنے کے قابل ہونے کیلئے وحی کے محتاج ہیں۔ ان میں سے ایک کا انکشاف بھی مرزا صاحب نے نہیں کیا پیشگوئیاں انبیاء سے مخصوص نہیں۔ اللہ سے مکالمہ مخاطبہ کرنا صرف نبیوں سے مخصوص نہیں اگر بالفرض مرزا صاحب کو یہ باتیں میسر بھی تھیں۔ تو بھی آپ "نبی" نہ تھے۔ اور نبوت کا دعویٰ کرنے میں آپ راستی پر نہ تھے۔

چند واقعات

جن چیزوں کی جان پہچان کرانے کیلئے خداوند کریم نے مرسلین بھیجے۔ اس کا علم ہمیں اپنی کوشش سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسلئے ضروری ہے کہ ان کا علم جسے وہ چاہے بخشے۔ اسلئے ہم مسلمانوں کا ایمان ہے کہ نبوت کسبی چیز نہیں ہے۔ وہبی چیز ہے۔

(۱) نبی کریم کو قبل از نبوت وحی۔ قرآن۔ قیامت اور ایمان کا علم نہ تھا۔ ۴۰ سال کی عمر تک آپ نے ان کے متعلق کبھی کسی کا نام بھی نہیں لیا۔ اسلئے جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے وحی سے نوازا۔ آپکو قرآن کریم مرحمت فرمایا۔ آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ قرآن کریم کو اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا۔ کوئی اُجرت طلب نہ کی۔ بلکہ کہا کہ نبی اُجرت نہیں طلب کیا کرتے۔ بلکہ آنکی کوئی مادی جائیداد بھی نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ آپنے اپنی اولاد کیلئے صدقہ حرام قرار دیا۔ سلیم الفطرت انسان مجبور ہو گئے کہ ایسے بے لوث مربی و معلم کو نبی مان لیں۔ (۲) مرزا صاحب نے جس زمانے میں "براہین احمدیہ" تصنیف فرمائی۔ آپ نبوت کے مفہوم سے آشنا تھے۔ عالم تھے۔ آپنے اس کے لئے چندہ طلب کیا اولاد کیلئے جائیداد بنائی اور چھوڑی۔ مزید برآں لطف کی بات تو یہ ہے کہ آپکی کوئی عمر کتاب بھی "براہین احمدیہ" کے پایہ کی نہیں مرزا صاحب کی آخری کتاب "حقیقۃ الوحی" ہے اس وقت آپ بخیال خویش نبی بن

چکے تھے۔ ہم ہر اس بھائی سے جو مرزا صاحب کو نبی مانتے یا مسیح موعود جانتے ہیں بعد ادب و نیاز گذارش کرتے ہیں کہ آپ ٹھنڈے دل سے "براہین احمدیہ" اور حقیقۃ الوحی یا کسی اور کتاب کا جو آپ نے مسیح موعود یا نبی کا دعویٰ کرنیکے بعد لکھی ہو مطالعہ فرمائیں تو آپ پر منکشف ہو جائیگا کہ جو شان "براہین احمدیہ" کی ہے آپکی کسی اور تصنیف کی نہیں حالانکہ جسوقت آپ "مسیح موعود" یا "نبی" بنتے چاہیئے تھا کہ آپکا علم اس زمانے سے بڑھ جائے جب آپ نبی نہ بنے تھے۔ لیکن یہ کیا راز ہے کہ جب آپ محض ایک عالم تھے آپ کی اسوقت کی تصنیف "مقابلتہً" زیادہ پائے کی ہے۔ جو شخص آپ کو "نبی" مانتا ہے اس کو ماننا پڑیگا کہ آپکی ہر پچھلی کتاب پہلی سے زیادہ شاندار ہونی چاہیئے تھی۔ لیکن واقعات اس کے خلاف ہیں۔ جو آپ کو سچا نہیں جانتے۔ انکا خیال ہے۔ کہ آپ نے "براہین احمدیہ" روپیہ بٹورنے اور اپنی پٹڑی جمانے کیلئے لکھی اسلئے اس پر زیادہ زور دینا قدرتی تھا۔ واقعات آخرالذکر شخص کے تصور کی تائید کرتے ہیں۔ یاد رہے تصنیفات کے مقابلہ کی صورت یہ ہی ہے کہ مختصر کہ مضمون یا واحد بحث پر مشتمل ہوں گویا اسکے لئے "براہین احمدیہ" کے اس حصے کا جس کا تعلق اثبات صداقت اسلام سے ہے۔ آپکی کسی دوسری تصنیف کا جو آپنے نبی بننے کے بعد لکھی مقابلہ کرنا ہوگا۔ ہمارے خیال میں جیسے "حدیث و قرآن" کی زبان۔ اسلوب بیان وغیرہ کا فرق نبی کریمؐ کی صداقت کا ایک قطعی ثبوت ہے۔ ایسی ہی مرزا صاحب کی ان تصنیفات کا جو آپنے نبی بننے سے پہلے تحریر کیں۔ ان کتابوں سے اچھا ہونا جو آپنے نبی بنکر لکھیں اس امر کا حتمی ثبوت ہے۔ کہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ نبوت میں سچے نہ تھے باایں ہمہ آپنے اور آپ کے مریدوں نے آپکی نبوت کو ثابت کرنے کیلئے جو دلائل پیش کیئے گئے ہیں انکے متعلق میں نے اپنی اس تصنیف ختم رسالت یا ختم نبوت میں اپنی بصیرت کے مطابق بحث کی ہے۔ ناظرین اس کا مطالعہ فرمائیں۔ اور مجھے دعائے خیر سے یاد فرمائیں والسلام۔

"مسلم"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ختمِ نبوت

ان احمدی حضرات نے جو جناب مرزا غلام احمد صاحب آنجہانی قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ "نبوت کی حقیقت" کے عنوان سے چھوٹی تقطیع کا سولہ صفحے کا ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے اور اس کے آخر میں مندرجہ ذیل الفاظ تحریر کئے ہیں۔

"غرض جب تک مسلمان حضرت سرورِ کائنات صلعم کے فرمان کے بموجب اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود کے جھنڈے تلے لاکھڑا نہ کریں گے تب تک وہ دینی و دنیوی فلاح کو حاصل نہ کرسکینگے۔ پس مبارک ہیں جو وقت کی نزاکت کو پہچان کر سبقت حاصل کریں۔ اور سلسلۂ احمدیہ میں داخل ہو کر خلیفہ وقت کی بیعت کریں"

ہم مندکرہ حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے بزعم خویش ہمارے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ غیرت شرافت، انسانیت اور احکام شریعت کا

تقاضا یہ ہے کہ احسان کرنے والے کیساتھ احسان کیا جائے۔ اسلئے ہم احمدی بھائیوں کی خیرخواہی کی غرض سے انکے جواب میں اپنی معروضات پیش کرتے ہیں۔

سیدھی بات

(۱) جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اور آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ہم اس وقت دنیا میں موجود نہ تھے۔ بلکہ پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔

(۲) ہم نے آپ کے ارشادات اور آپ کی تعلیمات کو قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں پڑھا ہے۔ عقائد و اعمال کی بنیاد قرآن و حدیث پر ہے

(۳) کسی اصولی عقیدے کو منوانے کے لئے ضروری ہے۔ کہ اسے ایسے صاف کھلے ہوئے اور واضح طریق پر بیان کیا جائے۔ کہ اسکو واجبی طور پر سمجھنے میں عامی سے عامی کو کوئی دقت نہ ہو۔

(۴) اصولی عقیدہ سے انکار کرنیکا نتیجہ اچھا نہیں ہو سکتا۔

(۵) اب اگر مسلمانوں کی دینی و دنیوی نجات کا واحد طریقہ یہی ہے۔ کہ جناب مرزا صاحب کو "مسیح موعود" اور آپ کے صاحبزادہ جناب میاں محمود صاحب کو "خلیفہ وقت" تسلیم کرلیں۔ اور انکی بیعت کرلیں۔ تو چاہیئے تھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جناب "مرزا صاحب" اور "محمود صاحب" کے نام کمالات اور اوصاف کو ایسے کھلے ہوئے الفاظ میں واضح فرماتے کہ ہم سیدھے سادھے مسلمان دھوکا نہ کھاتے۔ لیکن ہم نے آپ کا ٹریکٹ آنکھیں کھولکر پڑھا ہے۔ پوری توجہ سے پڑھا ہے۔ ہمیں اس میں حضور سرور کائنات

صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان بھی ایسا نہیں دکھائی دیا۔ جس میں آپ نے اپنی امت کو "مرزا صاحب" اور "محمود صاحب" پر ایمان لانے کی ہدایت ارشاد فرمائی ہو۔ یہی نہیں بلکہ آپ کے دوسرے ٹریکٹ "خاتم النبیین" کو بھی پڑھا ہے۔ مرزا صاحب اور محمود صاحب اور بعض احمدی علماء کی متعدد کتابوں کا بھی بنگاہِ غور مطالعہ کیا ہے۔ ان میں تاویلات تو ہیں۔ لیکن تصریحات نہیں ہیں۔ یعنی انہوں نے ایک آیت بھی ایسی نہیں بتائی۔ جس میں واضح الفاظ میں مرزا غلام احمد صاحب کی نبوت اور مرزا محمود صاحب کی خلافت کا ذکر موجود ہو۔ ایسا ہی آپ صاحبان نے کبھی کوئی ایک صحیح حدیث اس مضمون کی سپرد قلم نہیں فرمائی۔ جس سے مرزا صاحب کی نبوت اور مرزا محمود صاحب کی خلافت عیاں ہوتی ہو۔ ہاں آپ کا دعویٰ یہ ضرور ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں مسیح ابن مریم فرمایا ہے۔ اس سے مراد غلام احمد ولد غلام مصطفیٰ ہے۔ دمشق سے مقصود قادیان ہے۔ مینارۂ دمشقی سے مراد وہ منارۃ المسیح ہے جو حال ہی میں قادیان میں تکمیل پذیر ہوا ہے۔ ابن مریم جن دو کندھوں پر سوار شدہ نزول فرما ہوگا ان دو فرشتوں سے ایک تو مولوی نور دین صاحب بھیروی اوّل خلیفہ مرزا صاحب مراد ہیں۔ اور دوسرے جناب مولوی محمد احسن صاحب امروہی ہیں۔ مریم سے مطلوب خود مرزا صاحب ہیں۔ جس باب لُدّ واقعہ شام پر حضور نے فرمایا ہے۔ کہ مسیح دجال کو قتل کریں گے۔ اسکی تشریح یہ ہے۔ کہ مرزا محمود صاحب لندن جائینگے۔ اس کے اڈگیٹ (جس کا عربی ترجمہ باب لد ہے) سے گذرینگے اور ردِّ عیسائیت میں تقریر کرینگے۔ مسجد اقصیٰ جو شام میں ہے اس سے مراد

وہ مسجد اقصےٰ ہے جو قادیان میں ہے - ان کنایات و اشارات - ان دقائق و حقائق کو سمجھ سکنا ہم عامیوں کا کام نہیں اسکے لئے خاص علماء کا فہم درکار ہے - ہم صرف یہ جانتے ہیں کہ اسلام کے موٹے موٹے اصولی عقاید قرآن کریم اور رسول کریم نے ایسے انداز میں واضح کئے ہیں - کہ ہم بھی انہیں بخوبی سمجھ سکتے ہیں - خود مرزا صاحب نے عیسائیوں کو الزام دیا ہے - کہ ان کا عقیدہ تثلیث (یعنی تین میں ایک اور ایک میں تین) ایک معمہ اور چیستان ہے - اور اسلامی عقیدہ توحید و رسالت بالکل واضح اور صاف ہے - اس صورت میں ہم آپکے بے حد ممنون ہونگے اگر آپ مرزا صاحب کی کسی تصنیف یا مرزا محمود صاحب کی کسی کتاب یا مولوی نور الدین صاحب کی کسی تالیف میں کوئی آیت یا کوئی حدیث اس مضمون کی دکھائیں - جس میں غیر مبہم اور مبتین اسلوب میں مرزا صاحب کی نبوّت اور مرزا محمود صاحب کی خلافت کا ذکر فرمایا گیا ہو - افسوس ہے کہ آپ حضرات نے اس فرض اہم کو ادا کرنے کی کبھی توجہ نہیں فرمائی - بلکہ ہمیں آپ کی ان مساعی کو مدّ نظر رکھکر جو آپ احمدیت کی اشاعت میں ظاہر فرما رہے ہیں - یہی کہنا پڑتا ہے - کہ اگر کوئی ایسی تصریح قرآن مجید یا احادیث میں ہوتی تو آپ اس کو دنیا کے ہر گوشے میں پہنچا کر چھوڑتے - چونکہ کوئی ایسی تصریح عنقا کا حکم رکھتی ہے - اسلئے آپ پیش کرنے سے قاصر ہیں ؛

دینی و دنیوی فلاح

آپ کا دعویٰ ہے کہ مسلمان کی دینی و دنیوی فلاح دامن "مسیح موعود"

اور "مرزا محمود" سے وابستہ ہے۔ "دینی فلاح" آپ کے نزدیک یہ ہے کہ انسان کو نبوت کا انعام ملے۔ انسان نبی ہو جائے دنیوی فلاح یہ ہے۔ کہ انسان بادشاہ بن جائے۔ قوم کو حکومت نصیب ہو جائے۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ کیا یہ دو تو انعامات احمدی صاحبان کو حاصل ہیں۔ جناب "مرزا صاحب" کو آپ "نبی" مانتے ہیں۔ اسلئے آپ کہہ سکتے ہیں کہ انہیں دینی انعام مل گیا۔ لیکن یہ انعام مولوی نوردین صاحب کو نہیں ملا۔ مولوی محمد احسن امروہی کو نہیں مل سکا ایسے ہی بڑے بڑے فاضل بڑے بڑے عالم احمدی صاحبان اس دنیا سے چل بسے۔ لیکن ان کے سر پر نبوت کا تاج نہ رکھا گیا۔ حال ہی میں حافظ روشن علی صاحب فوت ہوئے ہیں۔ مرزا صاحب کے خاص مرید تھے۔ اعلیٰ درجے کے مبلغ تھے۔ مناظر تھے۔ مدرس تھے۔ مگر دینی فلاح سے محروم رہے۔ ابھی مرزا محمود صاحب بھی دینی فلاح حاصل نہیں کرنے پائے۔ دنیوی فلاح بادشاہت ہے۔ یہ نہ مرزا صاحب کو ملی نہ ابکے کسی رفیق کو حاصل ہوئی۔ ان کی بھی محکومی میں بسر ہوئی اور مرزا محمود صاحب کی بھی غلامی میں کٹ رہی ہے۔ آپ صاحبان کی دنیوی فلاح کا یہ عالم ہے کہ آپ "مرکز نبوت"۔ "دائرہ خلافت" میں لوجہ ذخانہ تک تعمیر کیلئے اس قوم سے اجازت حاصل کرنے کے محتاج ہیں۔ جو مسیح ابن مریم کو خدا کا اکلوتا بیٹا مانتی ہے۔ مرزا صاحب بھی یہ دعا مانگتے تھے۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً۔ اور آپ بھی مانگتے ہیں۔ لیکن نہ دنیوی فلاح انہیں نصیب ہوئی نہ آپ کو حاصل ہوئی۔

مختصر یہ کہ جو دینی و دنیوی فلاح ہمیں آپ کے بقول مرزا صاحب اور مرزا محمود صاحب پر ایمان لانے سے میسّر آسکتی ہے۔ جب خود انہیں حاصل نہیں ہوئی۔ آپ کو نہیں ملی۔ تو ہمیں کیسے میسّر آسکتی ہے +

نبوّت کی توضیح

پیشتر اس کے کہ نبوت کی توضیح کی جائے۔ اسقدر گذارش ضروری ہے کہ آپ کو اپنے عقاید کے رو سے ان امور سے انکار نہیں ہو سکتا۔

(الف) قرآن خدا کی آخری کتاب ہے۔

(ب) قرآن عظیم الشان نعمت ہے۔

(ج) نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ان معنوں کے لحاظ سے ضرور آخری نبی ہیں۔ کہ آپ کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا نبی نہیں آسکتا۔

(د) جو شخص اللہ و محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پوری اطاعت کرے۔ اس کا نبی بن جانا یقینی ہے جیسے ایک انسان ایم۔ اے کا امتحان پاس کر سکتا ہے۔ ایسے ہی نبی بھی ہو سکتا ہے۔

(ہ) خدا نے انسانوں کو ایسی تعلیم نہیں دی۔ کہ جس پر چل سکنا ان کیلئے محال ہو۔

اللہ کی اطاعت محال نہیں۔ محمد مصطفےٰ کی اطاعت محال نہیں کامل اطاعت کرنے والے کو نبی بنانا خدا کا وعدہ ہے۔ خدا کا وعدہ سچا ہوتا ہے لہٰذا نبی بن سکنا ناممکن نہیں۔

(۱)، جو نبی نہیں بنا محمد مصطفےٰ کا کامل مطیع نہیں۔

(۲) تیرہ سو سال میں حضرتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل مطیع بجز جناب مرزا صاحب" اور کوئی نہیں ہوا۔

(۳) جن آیات میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل پیرو کار ظاہر کیا ہے۔ ان کی ضرور تاویل کرنی چاہیئے۔

(۴) اللہ کی اطاعت اسقدر کٹھن ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اسقدر مشکل ہے۔ کہ ۱۳ سو سال میں صرف ایک شخص انکی اطاعت کر سکا ہے۔ اور کسی سے یہ کام نہیں ہو سکا۔ بہت خوب۔ بایں ہمہ آپ کا دعویٰ یہی ہے کہ "الدین لیسر" یعنی دین آسان ہے۔ موافق فطرت ہے۔ جلّ جلالہٗ ؎

بُت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

ان مقدمات کو مدِنظر رکھ کر ہم آپ کے ان دلائل پر بحث کرتے ہیں۔ جن کو آپ نے مرزا صاحب کی نبوت ثابت کرنے کے لئے پیش فرمایا ہے۔

مرزا صاحب کی نبوت

نبوت کی حقیقت" میں مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کو اُن کے الفاظ میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

"جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں۔ وہ صرف اسقدر ہے

کہ میں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ
بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے۔ اور میری باتوں کا جواب دیتا
ہے۔ اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا ہے۔ اور
آئیندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے۔ کہ جبتک انسان
کو اسکے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو۔ دوسرے پر وہ اسرار
نہیں کھولتا۔ انہی امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام
نبی رکھا ہے"

مزید براں یہ دعویٰ کیا ہے کہ اُمت مرحومہ میں جتنے اولیا اور علما ربانی
گذر چکے ہیں۔ وہ تمام کے تمام ایسی نبوت کے قائل رہے" (نبوت کی حقیقت
صفحہ ۲۹۲) +

بہت خوب۔ مرزا صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ خدا نے ان کا نام "نبی" رکھا
ہے۔ اس اسم نبی کی حسب ذیل تشریح بھی بالفاظ مرزا صاحب قابل غور ہے
مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"النبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلعم ولا کتاب بعد الفرقان
الذی ھو خیر الصحف السابقۃ ولا شریعت بعد الشریعت المحمدیہ
وان رسولنا خاتم النبیین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وعلیہ
انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس لاحد حق" ان یدعی النبوۃ بعد
نبینا المصطفٰے (حقیقت الوحی)

"النبوت" (یعنی ہر قسم کی نبوت۔ مجازی۔ حقیقی۔ بروزی ظلی، ہر قسم کی

نبوت ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پر ختم ہوگئی ہے۔ قرآن شریف کے بعد کوئی کتاب نہیں ہے۔ قرآن پہلی تمام کتابوں سے اچھی کتاب ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت آخری شریعت ہے۔ ہمارا رسول آخری نبی ہے۔ رسولوں کا سلسلہ اسکی ذات پر ختم کردیا گیا ہے۔ کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے۔ اچھا صاحب پھر مرزا صاحب کی پیش کردہ عبارت میں لفظ "نبی" کیوں مذکور ہے۔ اس کا جواب مرزا صاحب یہ دیتے ہیں۔

"سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقت

(حقیقت الوحی)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ نے میرا نام مجازی طور پر نبی رکھا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نہ کہ حقیقی طور پر، یعنی میں حقیقی اعتبار سے نبی نہیں ہوں بلکہ صرف مجازی رنگ میں نبی ہوں۔

اس مجازی نبیؐ کے متعلق بھی مرزا صاحب کا جنرل سر کلر مطبوعہ سرکاری گزٹ "الحکم" ملاحظہ ہو۔

"اور نبی کے لفظ سے اس قدر مراد ہے کہ خدائے تعالیٰ سے علم پاکر پیشگوئی کرنے والا۔ یا معارف پوشیدہ بتانے والا۔ سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں۔ اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اسکا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اسلئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنا چاہیئے۔" ۵

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں — زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

سوال یہ ہے۔ کہ اس بدنتیجہ کا ذمہ دار کون ہے؟ اسلام میں اس فتنہ کا باب کس نے کھولا؟ فلاح دینوی یہی ہے کہ اسلام فتن سے محفوظ ہو۔ ایسے اچھے نتائج دیکھنے پڑیں۔ جس کی عدم احتیاط سے اسلام میں فتنہ کا دروازہ کھلا۔ اس سے فلاحِ دینوی کی امید کون رکھ سکتا ہے؟

مرزا صاحب کا قطعی فیصلہ "حاشیہ تجلیات الٰہیہ صفحہ ۸ و ۹ پر پر ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں۔ "آنحضرتؐ کے بعد کسی پر لفظ نبی کا اطلاق بھی جائز نہیں۔"

احمدی صاحبان کی پہلی دلیل

"نبوت مرزا" کی پہلی دلیل "نبوت کی حقیقت" میں یہ بیان فرمائی گئی ہے۔

"پہلی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعانِ (سورہ بقرہ ۲۳) میں دعا کرنے والے کی دعا سنتا ہوں جبکہ وہ پکارے۔ یعنی دعا سُنی جاتی ہے۔ اور مانگنے والے کو خائب و خاسر نہیں رکھا جاتا۔ اس کلیہ کے بعد دیکھئے قرآن مجید کی پہلی صورت میں ہمیں دعا سکھائی گئی ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم یعنی ہم کو سیدھے راستے کی تعلیم دے۔ پھر مستقیم راستے کی تعریف فرمائی گئی ہے صراط الذین انعمت علیھم یعنی راستہ اُن لوگوں کا جن پر تو نے نعمتیں کیں۔"

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسی نعمت ہے اور منعمین سے کون لوگ مراد ہیں۔ اور وہ کونسی نعمت ہے۔ جس سے ان کو اللہ تعالیٰ نے سرفراز فرمایا۔ اس کا جواب بھی ہمیں کتاب اللہ میں ملتا ہے۔ جہاں پر اللہ جلشانہٗ فرماتے ہیں۔ اذ قال موسیٰ لقومہ یٰقوم اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیآء وجعلکم ملوکا" (مائدہ رکوع ۴)

اور جب کہا حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کو کہ اے قوم یاد کرو اللہ کی اس نعمت کو جو تم پر ہوئی۔ جبکہ تم میں سے اس نے نبی بنائے اور تم کو بادشاہ بھی بنایا۔ اس آیت میں اللہ جلشانہٗ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل پر قومی طور پر جو سب سے بڑی نعمتیں ہوئیں وہ نبوت اور بادشاہت تھیں (صفحہ ۵)۔

مطلب یہ ہے کہ احمدی صاحبان کے نزدیک "اللھم اھدنا الصراط المستقیم" کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ ہم کو نبی اور بادشاہ بنا اور خدا ہر ایک کی دعا سنتا ہے۔ لہٰذا ہر ایک شخص نبی اور بادشاہ ہو سکتا ہے۔ اس آیت کی مزید تشریح احمدی صاحبان کے شائع کردہ ترجمہ قرآن کے صفحہ ۴۲ سے واضح ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں مندرجہ ذیل الفاظ قابلِ غور ہیں۔

"مسلمانوں سے بھی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔ کہ تم کو وہ سب انعامات جو بنی اسرائیل کو ملے تھے ملینگے۔ چنانچہ یہ وعدہ بھی بلفظ پورا ہوا۔ اور امت محمدیہ میں کئی بادشاہ ہوئے۔ اور کئی اولیا محدث اور ایک وہ بھی جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی

پیشگوئی کے مطابق نبی اللہ ہے یعنی مسیح موعود"۔
صفحہ ۲۴۔ کالم دوسرا سطر از ۱۴ تا ۲۰)۔
یہ عبارات ان تصریحات پر مشتمل ہیں۔
(الف) اللہ تعالیٰ ہر ایک کی دعا سنتا اور قبول فرماتا ہے۔
(ب) دعا سننا اور قبول فرمانا ایک کلیہ ہے۔
(ج) "اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم" اس آیت میں مسلمانوں کو دعا سکھائی گئی ہے۔ کہ اے اللہ مسلم قوم کو بادشاہ اور نبی بنا۔
(د) سب سے بڑی نعمت نبوت اور بادشاہت ہے۔
(ہ) مسلمان یہ دعا مانگتے ہیں۔
(ل) ضرور ہے کہ انکی دعا قبول ہو اور وہ بادشاہ اور نبی بنیں۔
(م) بادشاہ تو وہ بن چکے ہیں۔ اسلئے کہ امت نبی میں بادشاہ ہو چکے ہیں ولی بھی ہو چکے ہیں۔ محدث بھی ہو چکے ہیں۔ نبی نہیں ہوئے تھے۔ سو دعا کا یہ حصہ بھی پورا ہو گیا۔ کہ مرزا صاحب نبی بن گئے۔

غور طلب نتائج

(۱) "اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم" یہ دعا نبی کریم نے بھی مانگی بلکہ یہ دعا مانگنا آپ نے ہی امت کو سکھایا۔ لیکن یہ دعا آپ نے اس وقت مانگی۔ جب آپ نبی بن چکے تھے۔ اور آپ پر قرآن مجید اترنا شروع ہو گیا تھا ظاہر ہوا کہ آپ اس دعا سے نبی نہیں بنے۔

(۲) صحابہ نے اہل بیت نے ۔ ازواج مطہرات نے ۔ اولیاء نے یہ دعا مانگی ۔ لیکن انکی دعا قبول نہ ہوئی ۔ ان میں سے کوئی نبی نہیں ہوا بااین ہمہ اس کلیہ میں کوئی فرق نہیں آیا ۔ کہ دعا کرنے والے کی دعا سنی اور قبول کی جاتی ہے ۔

(۳) اسلام نے عورتوں پر یہ دعا ممنوع نہیں کی ۔ لیکن ایک عورت بھی نبیہ نہیں ہوئیں ۔ مرزا صاحب کی کوئی بیوی بھی نبیہ نہیں ۔ مرزا محمود کی ازواج میں سے کسی کو یہ مقام نصیب نہیں ہوا ۔ لیکن ان میں سے کون ہے جو اھدنا الصراط المستقیم کی فیوضات کی قائل نہیں ہے ۔

(۴) اس دعا میں فلاح دارین یا نعمت طلب کرنے کی ہدایت کی گئی ہے ۔ نعمت بادشاہت ہے اور نبوت ۔ مرزا صاحب بادشاہ نہیں ہوئے ان کی دعا صرف آٹھ آنے قبول ہوئی ۔ مرزا محمود صاحب کی دعا تا ہنوز سولہ آنے قبول نہیں ہوئی ۔

(۵) نبوت یا شریعت بھی نعمت ہے اور نبوت با شریعت بھی نعمت ہے بلکہ نبوت با شریعت ڈبل نعمت ہے ۔ سو کیوں ایک نبی بھی ایسا نہیں آیا "جو تشریعی بھی ہو ۔" امت اس نعمت سے کیوں محروم ہے ۔

(۶) آپ کی تشریح سے ظاہر ہوا ۔ کہ منعمین جن پر اللہ نے نعمتیں کیں وہ وہ بنی اسرائیل ہیں ۔ ان میں بادشاہ بھی ہوئے ۔ با شریعت نبی بھی ہوئے ۔ غیر تشریعی نبی بھی ہوئے ۔ لیکن آپ کو معلوم ہے ۔ کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد یہ قوم مغضوب بن گئی ۔ یعنی اللہ نے ان پر غضب کیا ۔ اور جن پر غضب کیا

ان میں حضرت عیسیٰ کو پیدا کر دیا۔ تو نبوت کی نعمت سے تو مغضوب بھی فائز المرام ہو گئے۔ ان کیلئے منعمین کی کیا خصوصیت ہے۔

(۷) صراط المستقیم کے معنے ہیں۔ نبیوں کا راستہ۔ بنی اسرائیل کے بادشاہوں کا راستہ۔ اور "سبیل اللہ" کے معنی ہیں اللہ کا راستہ۔ کیا کوئی سبیل اللہ کی دعا کر کے اللہ بھی بن سکتا ہے یا نہیں؟۔

(۸) سب سے بڑا انعام تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں سے حضرت موسیٰ پر کیا۔ اور کائنات میں سب سے بڑا انعام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا۔ تو کیوں ہر دعا مانگنے والا احمدی حضرت موسیٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ نہیں بن سکتا۔

(۹) اگر مرزا صاحب کی نبوت احمدیوں کے حق میں ایسی ہی ہے۔ جیسے کہ حضرت موسیٰ اور دیگر انبیاء بنی اسرائیل کی نبوت بنی اسرائیل کیلئے تھی۔ تو کیوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ساری کائنات کیلئے کافی وافی نہیں۔

(۱۰) بنی اسرائیل میں متعدد نبی مبعوث ہوئے۔ بنی اسمعیل میں صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے۔ لیکن جو شان اس دُرِّ یتیم کی ہے کسی کی بھی نہیں۔ حضرت موسیٰ کے بعد بیشک انبیاء ہوئے۔ بلکہ یہ ہے کہ آدمؑ سے لیکر عیسیٰ علیہ السلام تک ایک نبی بھی ایسا نہیں۔ جس کے پیچھے نبی نہ آئے ہوں۔ اس سلسلے میں یہ بھی دیکھو کہ حضرت یوسفؑ کے والد نبی ہیں۔ حضرت یعقوبؑ کے والد نبی ہیں۔ حضرت اسحٰقؑ کے والد نبی ہیں حضرت اسمٰعیلؑ کے والد نبی ہیں۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد نبی

نہیں ہیں۔ کیا اگر آپکے والدین نبی نہیں تو اس سے آپکی شان میں نعوذ باللہ من ذالک کوئی کمی واقع ہوسکتی ہے۔ جیسے اس سے کمی واقع نہیں ہوسکتی ایسے ہی آپ کی اُمت میں کسی نبی کے نہ ہونے یا قرآن شریف کے بعد کسی کتاب کے نہ آنے سے حضور کی شان میں کمی نہیں آسکتی۔ چاند کے وقت متعدد ستارے بھی جلوہ پاش ہوتے ہیں۔ ہر ستارے کی ضیا تابی کے وقت دیگر ستارے بھی ہوتے ہیں۔ چاند کا نور دہندہ سورج ہے۔ لیکن سورج فیض باری سے مستفیض ہے۔ اور اسکے ہوتے ہوئے کسی ستارے یا چاند کی تاب نہیں کہ چمک سکے۔

واضح امر

احمدی صاحبان کو بھی اس سے انکار نہیں۔ کہ ہر نبی دوسرے نبی کا مصدق ہوتا ہے۔ تمام انبیاء نے نبی کریمؐ کی تصدیق کی اور حضور نے سب کی تصدیق کی۔ پہلے سیپارے کی جو تفسیر قادیان سے مرزا محمود صاحب کی سرپرستی میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں ہی دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے سب انبیاء سے یہ عہد کیا۔ کہ وہ سب کے سب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرینگے۔ تائید کرینگے۔ یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ حضرت خلیل اللہ نے دعا کی۔ کہ اے اللہ ایک جلیل القدر رسول مبعوث فرما۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا۔ کہ ایک عظیم الشان رسول تشریف فرما ہوگا۔ مسیح نے فرمایا۔ کہ ایک رسول آئیگا۔ جو میری ناتمام تعلیم کو درجہ اتمام تک پہنچائے گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی تعلیم میں قطعاً کوئی کمی نہیں۔ اسلئے کوئی ضرورت نہیں۔ کہ آپکی اُمت میں کوئی نبی ہو۔ کیونکہ نبی وہی ہے۔ جس کا قول بہ حیثیت رسول آخری اور قطعی حجت ہو۔ مرزا صاحب خود اپنے اقوال اور اعمال کی نسبت کہتے ہیں۔ کہ اگر خلاف اقوال رسولؐ ہوں تو ان کو ٹھکرا دو۔ بتاؤ۔ ان دونوں میں آخری اور قطعی حجت کس کے ارشاد ہیں۔ جس کے ارشادات قطعی حجت ہیں۔ اسکے ہوتے ہوئے کسی نئے نبی کی کیا ضرورت ہے؟

دوسری دلیل

نُبوّت کی حقیقت میں اثبات نبوّت مرزا صاحب کیلئے دوسری دلیل یہ پیش کیگئی ہے۔

من یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصلحین"

جو اللہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے لوگ ہونگے۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے نعمتیں کیں۔ اور وہ چار قسم کے لوگ ہیں۔ نبی صدیق۔ شہید۔ صالح۔ (صفحہ ۶)۔

احمدی صاحبان فرماتے ہیں۔ کہ جیسے اللہ اور آنحضرت کی اطاعت کرنے والے صالح۔ شہید۔ صدیقین ہو سکتے ہیں۔ ایسے ہی نبی بھی ہو سکتے ہیں۔

غور طلب امور

(۱) پہلی بات یہ ہے۔ کہ اس دلیل کے رو سے لازم ہے۔ کہ نبوت کو کسبی چیز مانا جائے۔ یعنی نبوت پھل ہوگا۔ اور اس کا بیج اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت ہوگا۔

(۲) اللہ کی اطاعت یہ ہے کہ قرآن شریف پر عمل کیا جائے۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت یہ ہے۔ کہ آپ کی سنت پر عمل کیا جائے۔

(۴) آنحضرت نبی ہیں۔ رسول ہیں۔ جب قرآن شریف نہیں اُترا تھا اس وقت شرعی معنوں میں آپ کی نسبت یہ کہنا کہ آپ آیات قرآن پر عمل کر رہے تھے۔ بے معنی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"ماکنت تدری ما الکتاب" (سورۃ شعراء۔ رکوع ۵۔ پارہ ۲۵)۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ قرآن مجید کیا شے ہے؟

مزید برآں اس آیت پر غور کرو۔

"ماکنت ترجوا ان یلقیٰ الیک الکتاب الا رحمۃ من ربک۔

(سورہ قصص۔ رکوع ۹۔ پارہ ۲۰)۔

آپ کو امید بھی نہ تھی کہ آپ پر قرآن مجید نازل فرمایا جائے گا۔ یہ تیرے پروردگار کی تیرے حال پر رحمت ہے کہ اس نے تجھے کتاب مرحمت فرمائی ہے۔

معلوم ہوا۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اطاعت قرآن سے نبی نہیں ہوئے

حضرت موسیٰؑ اطاعت توریت سے نبی نہیں ہوئے۔
حضرت داؤدؑ اطاعت زبور سے نبی نہیں ہوئے۔
حضرت عیسےٰؑ اطاعت انجیل سے نبی نہیں ہوئے۔

نبوت کسبی چیز نہیں۔ بلکہ وہبی شے ہے۔ اس ضمن میں خود مرزا صاحب کی تصریحات پیش کی جا سکتی ہیں۔

(۵) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی علت یہ نہیں کہ آپ نے اپنی احادیث کی اطاعت کی۔ یاد رہے کہ قرآن کریم کا ایک حرف ایسا نہیں جس پر رسول مقبول کا عمل نہ ہو۔ یا یہ کہ جس کی آپ نے خلاف ورزی کی ہو۔ ایسے ہی آپ کی سنت وہ چیز ہے۔ جس پر آپ نے خود عمل کیا۔ عمل کرنے کو کہا۔ یا عمل ہوتے دیکھا۔ تو سکوت فرمایا۔ اس نے منع نہ فرمایا۔ لیکن یہ نہیں کہ آپ کو نبوت اس وقت ملی ہو۔ جب آپ قرآن پر عمل کر چکے ہوں۔ اور اپنی احادیث کی اطاعت کر چکے ہوں۔ ایسے ہی حضرت موسیٰؑ کی نبوت کی علت یہ نہیں۔ کہ پہلے اُنہوں نے توریت کی اطاعت کی ہو۔ اور پھر اُن کو نبوت ملی ہو۔ پس نبوت کو کسبی ٹھہرانا ہی غلط ہے۔

(۶) آپ نے پوری آیت نقل نہیں کی۔ دیکھئے اس آیۂ مبارک کے اختتامی الفاظ یہ ہیں۔ "وحسن اولٰئک رفیقا۔ اور بہت بہتر ہے۔ نبیوں۔ صدیقوں۔ شہیدوں۔ اور صالحین کی رفاقت۔

آپ فرماتے ہیں۔ کہ "مع" کے معنی بجز "ساتھ" کچھ اور کرنے درست ہیں؟ محمود تو اس ہاتھی کا بھی نام ہے جس پر کعبہ کو گرانے والا ابرہہ سوار ہو کر

آیا تھا۔ لیکن جب "الفاظ" مرزا محمود خلیفہ وقت "کسی احمدی دوست کی زبان نبوت ترجمان سے صدور پذیر ہونگے۔ تو اس سے ان کے خلیفہ صاحب کا وجود مراد ہوگا۔ نہ کہ فیل ابرہہ معانی قرائن پر موقوف ہوتے ہیں۔ رفاقت کیلئے معیت بہت موزوں ہے۔ اور عبارت قرآن موزوں ترین ہے۔

(۷) حضور کے تمام غلام بروز قیامت انشاء اللہ العزیز حضور کے ساتھ ہونگے۔ لیکن تمام کے تمام نبی نہیں ہونگے۔

(۸) قرآن شریف ارشاد فرماتا ہے۔ "ان اللہ مع الصابرین" اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ کیا تمام صابرین اللہ ہیں۔

(۹) قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اولٰئک ھم الصدیقون والشھداء (سورہ حدید۔ رکوع ۲۔ پارہ ۲۷)

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں۔ وہی صدیق ہیں اور وہی شہدا ہیں۔ یہاں مع الصدیقین کی بجائے ھم الصدیقین ہے۔ یہاں مع الشھداء کی بجائے ھم الشھداء ہے۔ لیکن کیا کسی آیت میں مع النبیین کی بجائے ھم النبیین بھی ہے۔ یعنی خداوند کریم نے صدیق بننے کی تو ترغیب دی ہے۔ شہید بننے پر تحریص دلائی ہے۔ صالح بننے کی ہدایت کی ہے (وا صلح لی فی ذریتی) لیکن کیا کسی مقام پر نبی بننے کی بھی رغبت دلائی ہے۔

(۱۰) ان الفاظ سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے۔ کہ اطاعت اللہ اور اطاعت رسول سے کوئی مسلمان بنی تشریعی نبی نہیں بن سکتا۔ کیا "النبیین" کے لفظ کا

کا صرف "غیر تشریعی انبیاء" پر اطلاق ہوتا ہے۔ تشریعی پر نہیں؟ جو جواب آپ دینگے۔ ہم اس سے ثابت کر دینگے۔ کہ اس آیت کے رو سے امکان نبوت ثابت نہیں ہوتا۔

(۱۱) مرزا محمود صاحب کا پرائیویٹ سیکرٹری جہاں آپ جاتے ہیں آپ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور آپ کی جماعت میں سے ہے۔ لیکن بایں ہمہ خلیفۂ وقت نہیں ہے۔

(۱۲) مرزا صاحب کا قطعی فیصلہ ملاحظہ ہو۔ "مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی اسمیں ہتک ہے۔" الوصیت ۱۲

تیسری دلیل

احمدی صاحبان کی تیسری دلیل یہ ہے۔

یابنی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ (سورہ اعراف)

اے بنی آدم اگر تمہارے پاس تم میں سے میری طرف سے رسول آویں کو میری آیات تم پر پڑھیں۔ پس جو شخص تقویٰ اختیار کرے۔ اور صلاحیت کو عمل میں لاوے۔ تو ایسے لوگوں کو کوئی خوف نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی وہ کسی طرح کا حزن و غم پائینگے

آپ فرماتے ہیں: کہ بنی آدم سے بنی آدم کے بیٹے مراد نہیں۔ بلکہ رسول علیہ وسلم کے ہمعصر اور بعد کے لوگ ہی مخاطب ہیں۔

(۱) آپ فرماتے ہیں۔ کہ بنی آدم سے اس جگہ مراد نبی کریم کے ہمعصر ہیں۔ تو آپ بتائیں کہ آپ کے ہمعصروں کے پاس کونسے "رسول" پہنچے؟

(۲) ذرا آیت کا اگلا ٹکڑا ملاحظہ ہو۔ جس میں مذکور ہے۔ کہ جو لوگ "کذبوا بایٰتنا" ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ جو دلالت کرتا ہے۔ کہ اگر آپ کا اصول درست ہو۔ تو اس آیت سے "تشریعی نبوت" کا امکان ثابت ہوتا ہے۔ نہ صرف غیر تشریعی نبوت کا۔

(۳) "رسول" سے ہر جگہ مراد خدا کا رسول نہیں۔ رسول لغت میں مطلقاً پیغامبر یا قاصد کو کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں لفظ "رسول" کا اطلاق لغوی معنوں میں ان پر بھی ہوا ہے۔ جو شرعی اعتبار سے نبی نہیں۔ جبرائیل امین کو "رسول رب" کہا گیا ہے۔ یعنی جب جبرائیل حضرت مریمؑ کے پاس آئے۔ تو آپ نے کہا۔ کہ آپ کون ہیں؟ تو حضرت جبرائیل نے جواب دیا۔ میں تیرے رب کا رسول ہوں۔ اگر آپ اس کے معنی یہ لیں۔ کہ بنی آدم سے مقصود مسلمان ہیں۔ اور آدم کی تمام اولاد نہیں۔ تو اس پر غور کریں۔ کہ کیا یہ ضروری نہیں کہ ان کے پاس ہر زمانے میں۔ ہر خطہ میں "رسول" آئیں۔ ایک رسول نہیں بلکہ بہت سے رسول آئیں۔ ہاں اگر اس کا مطلب لغوی اعتبار سے نبی کریم کے مبلغ۔ حضور کے بھیجے ہوئے قاصد لیں جیسا کہ آپ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو "رسول کا رسول" فرمایا۔ تو کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا۔ یعنی معاذ بن جبل نبی کریم کے ایک صحابی ہیں۔ حضور نے آپ کو حاکم یمن بنا کر بھیجا۔ پوچھا کہ آپ مقدمات وغیرہ کا فیصلہ کس طرح کریں گے۔ معاذؓ نے

کہا۔ میں قرآن شریف کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ پوچھا اگر قرآن شریف میں کوئی آیت ایسی آپ کو نہ ملی۔ تو پھر کیا کرو گے؟ عرض کی پھر میں آپ کے ارشادات کی روشنی میں معاملہ کا فیصلہ کروں گا۔ اس پر سوال کیا۔ اگر حدیث میں بھی کوئی بات اس معاملہ کے متعلق تیرے علم میں نہ آئی تو کیا کرو گے معاذؓ نے گذارش کی۔ اس صورت میں اپنے اجتہاد سے کام لوں گا۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ خدا کا شکر ہے کہ جس نے رسول کے رسول ؓ کو موافق رسولؐ بنایا۔ آپ کے لفظ "مبعصر" کو زیر نظر رکھتے ہوئے یہ تشریح بالکل موافق قواعد عربیہ و واقعات ہے۔

(۴) مزید برآں ہر مضارع مطلق مضارع دوامی نہیں ہوتا۔

(۵) اصل یہ ہے کہ جیسے ذریت آدم سے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار لیا گیا اور ان سے میثاقِ توحید لیا گیا۔ ایسے ہی ان کو یہ بھی کہا گیا۔ کہ جب اللہ کا کوئی رسولؐ ان کے پاس آئے۔ تو اس پر ایمان لائیں۔

چنانچہ تفسیر درمنثور جس کا مرزا صاحب نے بھی اپنی کتابوں میں اکثر حوالہ دیا ہے۔ میں ہے کہ اخرج ابن جریر عن ابی یسار السلمی قال ان اللہ تبارک و تعالیٰ جعل اٰدم و ذریتہٗ فی کفہٖ فقال یا اٰدم اما ......

...... یعنی نون ط

ترجمہ:۔ ابن جریرؒ نے ابو یسار سلمی سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آدم اور ذریت آدم کو ہاتھ میں لیکر فرمایا۔ کہ اے بنی آدم اگر تمہارے پاس نبی آئیں۔

دوسری آیت

قرآن کی اسی آیت کی تشریح کیلئے مندرجہ ذیل آیت بھی ملاحظہ کرو۔ جس کے مخاطب آپ کے نزدیک بھی بنی آدم ہیں۔ اور اس وقت کے بنی آدم ہیں جب آدم علیہ السلام کے سوا ابھی کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا تھا۔
"قلنا اھبطوا منھا جمیعاً فاما یاتینکم منی ھدیً فمن تبع ھدیٰ فلاخوفٌ علیھم ولا ھم یحزنون۔

ترجمہ: ہم نے کہا۔ نکل جاؤ یہاں سے سب کے سب۔ پس اگر آئے تمہاری طرف میری طرف سے کوئی ہدایت تو جو اس ہدایت پر عمل کریں گے۔ نہ انہیں خوف ہوگا نہ غم۔

والذین کفروا وکذبوا بایتنا۔ اور جو لوگ انکار کرینگے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ (دونوں جگہ مضارع ہے)

دیکھئے جیسے اعراف والی آیت میں آیات کی تکذیب کا ذکر ہے۔ یہاں بھی یہ ذکر ہے کہ جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلائیں گے۔ دونوں جگہ "تشریعی نبوت" کا تذکرہ ہے۔ دونوں جگہ مخاطب ابن آدم ہیں۔ اور ان انبیاء میں سے وہ شخص نہیں ہوسکتا۔ جو خود کہتا ہے ع

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب

نہ میں رسول ہوں۔ اور نہ کتاب لایا ہوں۔ ہم آگے چل کر واضح کرینگے۔ کہ ہر نبی کیلئے کتاب لانا ضروری ہے +

ہمارے تصوّرات اور قرآن مجید کی آیات

مسلمانوں کا ایمانی فرض ہے کہ اپنے خیالات اپنی رائے اور اپنی قوتِ فہم کو قرآن کریم اور ارشاداتِ نبوی کے ماتحت کردیں۔ اگر ہم پہلے سے ہی ایک خیال اپنے دماغ میں پختہ طور پر جمالیں۔ اور پھر اسکی تائید میں دلائل ڈھونڈنے کیلئے قرآن مجید اور ارشاداتِ رسولِ حمیدؐ کا مطالعہ کریں۔ تو ہمیں اکثر آیات اور احادیث موافقِ مطلب مل سکتی ہیں۔ آپ گاڑی میں بیٹھے ہوئے اگر یہ بات اپنے دل میں لائیں۔ کہ پہیوں سے یہ آواز برآمد ہو رہی ہے۔ کہ گاڑی لیٹ ہے۔ تو آپ کو ہر آہٹ گاڑی لیٹ ہے کی رٹ لگاتی ہوئی دکھائی دیگی۔ اور اگر آپ یہ خیال جمالیں کہ گاڑی کے پہیے یہ پکار رہے ہیں۔ کہ گاڑی ٹھیک وقت پر جارہی ہے۔ تو آپ کو ٹرین کی کھٹا کھٹ یہی سنائیگی۔ کہ گاڑی وقت پر جارہی ہے۔ اے ہمارے بچھڑے ہوئے بھائیو سوچو کہ جب جناب مرزا صاحب کا تصور اپنی نسبت یہ تھا۔ کہ آپ نبی نہیں ہیں مسیح موعودؑ نہیں ہیں۔ مہدی نہیں ہیں۔ ابنِ مریم نہیں ہیں۔ کرشن نہیں ہیں مریم نہیں ہیں۔ مجدد نہیں ہیں۔ ان دنوں جب آپ نے قرآن کریم کا مطالعہ فرمایا۔ تو آپ کو قرآن مجید سے ہی نظر آیا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت ختم ہوگئی ہے۔ اور آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ لیکن جب آپ نے اپنے کو نبی سمجھ لیا۔ اور آپ نے ان کو نبی مان لیا۔ تو اب آپ قرآن مجید میں اپنی تائید

ڈھونڈنے در پے ہوتے ہیں۔ اور آپ کو ایسی آیات دکھائی دیتی ہیں۔ جو آپکی نبوت پر دال نظر آتی ہیں۔ اسلئے ہم پوری دلسوزی کی راہ سے اور پورے ادب کے ساتھ آپ کی شان علمی اور احساس حق بینی اور جذبۂ انصاف طلبی سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ قرآن شریف کو خالی الذہن ہو کر پڑھنے کی تکلیف گوارا فرمائیں۔ حضور کے ارشادات کو اپنے تصورات خصوصی سے الگ ہٹ کر اپنا راہ نما بنائیں۔ تو آپ پر عیاں ہو جائیگا۔ کہ آپ جس راہ پر جا رہے ہیں۔ اس کا منتہا مکہ مکرمہ نہیں بلکہ موضع قادیان ہے +

ارشادات نبوی

قرآن مجید عربی میں ہے۔ بے مثل فصیح و بلیغ کتاب ہے۔ محاورات عرب اسکی توضیح کیلئے بیحد مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ قرآن مجید کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی تفسیر ہے۔ قرآن مجید میں چند دعاوی ہیں۔ اور بے شمار دلائل ہیں جو دعاوی کی تائید کرتے ہیں۔ بعض چیزیں ایسی ہیں۔ جو قرآن مجید کی اصطلاحات ہیں۔ جہاں کہیں شک ہو۔ ابہام ہو۔ اسکی آخری اور قطعی توضیح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ قرآن مجید چونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق یہ شان رکھتا ہے۔ کہ اسکی کسی آیت کے متعلق یہ شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ کہ یہ آیت قرآن کی ہے یا نہیں۔ بلکہ یہی ماننا لازم ہے۔ کہ جو حرف قرآن میں ہے۔ قرآن کا ہے۔ لیکن حدیث کے متعلق یہ بات ہے۔ کہ جو حدیث روایت و درایت کے رو سے ثابت

ہو جائے۔ کہ وہ واقعی حضور کی ہے۔ اس کا قطعی حجت ہونا یقینی ہے وغیرہ قرآن روح ایمان اور عطرِ شریعت ہے۔ ہاں جو قول سند کے اعتبار سے صحیح نہ ہو۔ درایت کے خلاف ہو۔ یا ان قوانین کے خلاف ہو۔ جو حضورؐ نے کسی قول یا فعل کو اپنا قرار دینے کیلئے مقرر فرمائے ہیں۔ اسے حضور کی حدیث نہیں کہا جائیگا۔

مثال۔ "روپیہ" وہ بھی ہے جو ریاستوں میں ہے۔ پیسہ افریقہ کا بھی ہے۔ نوٹ وہ بھی ہیں جو قلمرو برطانیہ کے علاوہ دیگر سلطنتوں میں بھی ہیں۔ لیکن جب ہم ہندوستانی اپنے کاروبار میں روپیہ۔ نوٹ اور پیسہ کا لفظ استعمال کرتے یا ان اشیاء کو کسی کو دیتے یا لیتے ہیں۔ تو اس سے مقصود وہ پیسہ ہوتا ہے۔ جو رائج الوقت ہو۔ اور نہ گھسا ہوا۔ نہ ٹوٹا ہوا نوٹ وہی لینگے جو حکومت کا جاری کردہ ہو۔ جو بالکل پھٹا ہوا یا جعلی یا ناقص نہ ہو۔ جس وقت ہم کہتے ہیں کہ بھائی ہم یہ روپیہ لینے کو طیار نہیں۔ تو اس وقت ہماری مُراد یہ ہوتی ہے۔ کہ ہم اسے روپیہ ہی نہیں سمجھتے۔ ایسے ہی جب کہا جاتا ہے۔ کہ یہ حدیث ہم نہیں مانتے۔ تو اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے۔ کہ یہ سند یا درایت کے اعتبار سے غلط ہے۔ حضور کا ارشاد نہیں۔ مثلاً چشمہ معرفت میں جناب مرزا صاحب نے ایک حدیث تصنیف فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی الھند نبی اسود اللون اسمہ کاھنا یعنی فرمایا رسول خدا نے کہ ہندوستان میں ایک نبی تھا۔ جس کا رنگ سانولا اور نام کاہن تھا۔

اب جناب مرزا صاحب نے اسکی قطعاً کوئی سند نہیں بیان فرمائی۔
اسلئے یہ روایت بہر لحاظ مردود ہے۔ اسے حدیث نبوی نہیں تصور کیا جا
سکتا۔ ہاں اس کے ناقل کے متعلق ایک مسلمان اچھا خیال اپنے دماغ
میں قائم نہیں کر سکتا۔ ان اصولی باتوں کو پیش کرتے ہوئے آؤ "خاتم النبیین"
پر غور کریں۔

خاتم النبیین

ارشاد باری ہے۔

ما کان محمدٌ ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و
خاتم النبیین۔ وکان اللہ بکل شئی علیما۔

ترجمہ:- نہیں ہیں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم بالغ مردوں میں سے
کسی ایک بالغ کے باپ۔ بلکہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اور آخری نبی ہیں۔ اور
اللہ تعالیٰ جو آپ کو رسول بنانے والا اور سب نبیوں کے بعد میں مبعوث فرمانے
والا ہے۔ ہر ایک چیز کو اپنے ذاتی علم کی بنا پر جاننے والا ہے۔

(۱) آپ کا اور ہمارا اتفاق ہے۔ کہ محمد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا
اسم گرامی ہے۔

(۲) آپ کا اور ہمارا اتفاق ہے۔ کہ حضرت محمد مصطفےٰ کسی بالغ مرد
کے باپ نہیں تھے۔

(۳) آپ کا اور ہمارا اتفاق ہے کہ محمد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

(۴) خاتم النبیین کا مفہوم صرف آپ کے نزدیک یہ ہے۔ کہ آپ آخری نبی نہیں ہیں۔ باقی تمام مسلمانوں کے نزدیک یہی ہے کہ آپ آخری نبی ہیں یعنی آپ کی ذات پر نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے۔ ہاں آپ آنحضرتؐ کو اپنے م
خیال میں صرف پیرائے نبوت کا ختم کرنیوالا سمجھتے ہیں۔

(۵) لاہوری احمدی بھائیوں کے نقطہ خیال کے مطابق اس باب میں مرزا صاحب بھی ہمنوا ہیں۔ ان میں سے مولانا محمد علی صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب اور مولانا محمد احسن صاحب امروہی ایسے فاضل ہیں۔ کہ آپ انکی فضیلت علمی اور خدمات تبلیغی سے انکار نہیں کر سکتے۔ اوّل الذکر نے قرآن کا انگریزی میں ترجمہ اور تفسیر شائع کی ہے۔ اور یہ وہ کام ہے۔ جو مرزا محمود صاحب بے شمار مریدوں کی اجتماعی عقیدتمندانہ اعانت کے باوجود آجتک نہیں کر سکے۔ خواجہ صاحب کے جوڑ کا ایک بھی قادیانی بھائی نہیں ہے مولانا محمد احسن صاحب امروہی بزرگوار ہیں۔ جن کے ایک کندھے کے سہارے مرزا صاحب کا نزول ہؤا۔ دوسرے کندھے کا شرف مولوی نوردین صاحب بھیروی کی قسمت میں آیا۔ امروہی صاحب کی شان میں مرزا صاحب کا یہ شعر قابل غور ہے ؎

از پئے آں محمد احسن را
تارک روزگار مے بینم

محمد احسن اتنا مخلص ہے۔ کہ میں اپنی ملہمانہ نگاہ سے یہ دیکھتا ہوں۔ کہ وہ تمام دنیوی تعلقات سے مُنہ موڑ کر دین کا شیدائی ہوگیا ہے۔ مرزا صاحب

اکثر علمی نکات امروہی صاحب سے دریافت کیا کرتے تھے۔

(۶) ۱۹۰۰ء تک مرزا صاحب اور مرزا محمود صاحب بھی عام مسلمانوں کے ہمنوا تھے۔ لیکن ۱۹۰۱ء میں مرزا صاحب نے ایک ٹریکٹ شائع کیا اس نئے عہد نامہ نے جناب مرزا محمود صاحب کی توضیحات اور مرزا صاحب کے غیر محتاط انداز بیان کے مطابق پرانے عہد ناموں یا سابقہ روش پر پانی پھیر دیا۔ اور آپ ہم سے الگ ہو گئے۔ اور ۱۹۰۱ء میں مرزا محمود صاحب نے مذہبی کو لمبس بنکر قرآن مجید کی آیات میں اپنے تصورات کی بنا پر یہ دیکھنا شروع کیا۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئے نبی آسکتے ہیں۔

سچ ہے ڈھونڈنے والے کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں۔

(۷) تاہم آپ ہم سے اس وقت تک اس باب میں ضرور متفق ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس لحاظ سے ضرور آخری نبی ہیں۔ کہ آپ کی ذات پر نئی شریعت لانے والے انبیاء کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اب کوئی نئی شریعت والا نبی نہیں آسکتا۔ اور یہ کہ پہلے نبی بغیر آنحضرت کی اطاعت کے نبی بنگئے تھے۔

(۸) ہاں "بابی" یہ مانتے ہیں۔ کہ ان کے "رسول" نے شریعت نبوی کو منسوخ کر دیا ہے۔ نبوت بھی جاری ہے شریعت کا چشمہ بھی رواں ہے۔ یہ حضرات بھی تیرھویں صدی کے ہیں۔ امریکہ میں ان کے اتنے مرید ہیں۔ کہ امریکہ و یورپ میں احمدیوں کی دونوں جماعتوں کے افراد اتنے نہیں ہیں۔ جتنے اعلیٰ درجے کے انگریزی تعلیم یافتہ "بابی" ہیں۔ اتنے احمدی نہیں ہیں۔ آج تک انگریزی میں عالمانہ تقریر کرنے والی کوئی احمدی خاتون ہمارے دیکھنے

میں نہیں آئی۔ اور کسی اخبار میں اس کا تذکرہ بھی شائع نہیں ہُوا ہے لیکن متعدد بابی خواتین ایسی ہیں۔ جو انگریزی میں ایسی زبردست تقریر کرتی ہیں کہ باید و شاید۔ جاننے والے جانتے ہیں۔ کہ بابی پروپیگنڈے کے فن میں کہاں تک مہارت رکھتے ہیں۔ یہ ایسے شاطر ہیں۔ کہ ان کے بعض افراد جو کبھی "الفضل" (سرکاری صحیفہ محمودیہ قادیان) کے فاضل مدیر تھے آجکل بذریعہ کوکب بابیت کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔

خاتَم و خاتِم

خاتم النبیین۔ لفظ خاتم اور النبیین سے مرکب (بنا ہُوا) ہے اس لفظ کی قرأت پڑھنے میں اختلاف ہے۔ سات قاریوں میں سے ۶ قاری (قرآن شریف کو عربی طرز پر پڑھنے والے) اس کو خاتِم النبیین پڑھتے ہیں یعنی نبیوں کا ختم کرنے والا۔ آخری نبی۔ صرف ایک قاری صاحب جن کا اسم شریف عاصمؒ ہے۔ خاتِم نہیں پڑھتے۔ بلکہ خاتَم پڑھتے ہیں۔ یعنی ت م زیر تم کی بجائے ت م زبر تَم پڑھتے ہیں۔ ہندوستان میں مشہور قرأت خاتَم (KHATAM.) ہے لیکن یہ یاد رہے اکثریت کے نزدیک درست خاتِم (KHATIM) ہے چونکہ خاتِم اور خاتَم پڑھنے سے فرق نہیں پڑتا تھا۔ اسلئے اس پر زور نہیں دیا گیا۔ کہ ضرور خاتِم پڑھنا چاہیئے۔ حیرت ہے کہ اسی سے فائدہ اُٹھا کر ہمارے قادیانی دوست مسلمانوں کے مسلمہ عقاید کی دنیا کو زیر و زبر کرنا چاہتے ہیں۔ اگر خاتَم النبیین پڑھا جائے۔ یعنی علماء

کرام کی بولی میں خاتِم کو بکسر تا پڑھا جائے۔ تو یہ صیغہ اسم فاعل کا ہے۔ خَتَمَ (KHATAMA) یَخْتِمُ (YAKHTIMU) باب ضَرَبَ یَضْرِبُ سے ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والے یا مُہر کرنے والے ہیں۔ اہل عرب کی بہت ہی معتبر لغت (ڈکشنری) "لسان العرب" (اہل عرب کی زبان) کے حصہ ۱۵ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۵۵ پر واضح کیا گیا ہے۔ کہ "خاتم النبیین" کے معنے "آخر النبیین" "سب نبیوں کے آخر میں آنے والا (آخری نبی) ہیں۔ اور اسکے لئے محاورات عرب پیش کرتے ہیں۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

ختام القوم وخاتمهم آخرهم	ختام القوم اور خاتم القوم ت کو زیر اور خاتَم القوم ت کو زبر آخر قوم کو کہتے ہیں۔ یعنی جب لفظ ختام یا خاتِم و خاتَم کو ایک جماعت کی طرف مضاف کریں۔ تو اس کے معنی آخر اور انتہا کے ہوتے ہیں۔
ومحمد صلی اللہ علیه وسلم خاتم الانبیاء	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔
والخاتِم و الخاتَم من اسماء النبی صلی اللہ علیه وسلم۔	اور خاتِم اور خاتَم دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ناموں میں سے ہیں۔
وفی التنزیل العزیز "ما کان محمدٌ ابا اَحدٍ مِن رِّجالکم ولکن رسول اللہ	اور قرآن مجید میں ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی بالغ کا باپ نہیں ہے

وخاتم النبیین۔	ولیکن وہ رسول ہے اللہ کا اور خاتم النبیین ہے۔
ای اخرھم	خاتم النبیین" ہے۔ یعنی تمام نبیوں کے آخر میں آنے والا ہے۔

عربی لغات (لسان العرب۔ مجمع البحار (اس میں الفاظ احادیث کی لغت بیان کی گئی ہے) قاموس۔ تاج العروس وغیرہ میں ہے۔ کہ ختام (KHETAM) خاتِم (KHATIM) وخاتَم (KHATAM) ایسے الفاظ ہیں۔ کہ جب کسی بالکسر (زیر) بالفتح (زبر) وسعت والی شے کی طرف ان کی اضافت کی جاتی ہے۔ تو جس مقام پر وہ وسعت والی شے ختم ہو جاتی ہے۔ جہاں اسکی آخری حد ہوتی ہے۔ اسے عربی میں ختام یا خاتِم یا خاتَم کہتے ہیں۔ ختام الوادی وادی یا میدان کے اس گوشہ کو کہتے ہیں۔ جہاں وادی کی حد ختم ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی جب یہ الفاظ ختام خاتِم یا خاتَم کسی ایسی چیز کی طرف منسوب ہوتے ہیں جس کے افراد (اجزاء) بہت سے ہوتے ہیں۔ تو ان کے معانی ہوتے ہیں۔ انتہائی جزء۔ آخری فرد ختم کر دینے والا شخص مثلاً ختام القوم یا خاتِم القوم یا خاتَم القوم کے معنی ہیں۔ قوم کا آخری فرد۔ لغات کے عربی الفاظ یہ ہیں۔

ختام الوادی اقصاہ۔ ختام الوادی کے معنی ہیں وادی کا انتہائی مقام۔

وختام القوم وخاتمھم وخاتمھم۔ اخرھم۔ اور ختام القوم اور خاتِم القوم اور خاتَم القوم کے معنی ہیں آخری فرد قوم۔ ایسے ہی آپ خواہ خاتِم النبیین پڑھیں یا خاتَم النبیین تلاوت فرمائیں۔ اس کے معنی یہی ہوں گے آخر النبیین

یعنی سب نبیوں میں سے آخر میں آنے والا۔ نبوت کا آخری فرد۔

مرزا صاحب کے ارشادات

(۱) ۱۹۰۰ء تک مرزا صاحب اس باب میں عامۃ المسلمین کے ہمنوا تھے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیا ہیں۔ آپ اپنی معرکتہ الآرا تصنیف ازالہ الاوہام کی جلد دوسری کے صفحہ ۲۵۲ پر ارقام فرماتے ہیں۔

"اکیسویں آیت یہ ہے۔

ماکان محمداً ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے۔ مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔"

نبوت کی حقیقت میں آپ نے انوری کے شعر کو اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ ہم آپ کو مرزا صاحب کے اشعار سناتے ہیں۔ فرماتے ہیں

ما مسلمانیم از فضل خدا

مصطفٰے مارا امام و پیشوا

ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمان ہیں۔ حضرت محمد مصطفٰے ہمارے امام اور پیشوا ہیں۔

امام کے معنی ہیں مرد یاتم الخلق الیہ۔ امام وہ ہے جس کی طرف لوگ رجوع کریں۔ جسکو اپنا مرجع تصور کریں۔ آیا مرزا صاحب مانتے ہیں کہ آپ کا ایمان یہ ہے کہ ساری کائنات کا مرجع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب رسولوں سے افضل ہیں۔ سب انسانوں سے اچھے ہیں۔ اور آپ کی ذات پر ہر ایک نبوت کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ پہلے شعر کے دوسرے مصرعہ میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ ہمارا امام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ دوسرے شعر کے پہلے مصرعہ میں دو دلائل ہیں۔

(الف) محمد مصطفےٰ اسلئے ہمارے امام ہیں۔ کہ سب رسولوں سے اچھے ہیں
(ب) سب انسانوں سے اچھے ہیں۔

دوسرے شعر کے دوسرے مصرعہ میں یہ دلیل دی ہے۔ کہ محمد مصطفےٰ کی ذات پر ہر قسم کی نبوت (خواہ حقیقی ہو یا مجازی یا ظلی یا بروزی یا تشریعی یا غیر تشریعی) ختم ہو گئی ہے۔ علماء کرام کی اصطلاح میں یوں ہے کہ یہ مصرعہ سالبہ کلیہ ہے۔ جسکی نقیض موجبہ جزئیہ ہوا کرتی ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں ساری عمر کبھی بھی ریل میں سوار نہیں ہوا۔ تو اسکے دعوے کو غلط ٹھہرانے کیلئے اگر اسے بتا دیا جائے۔ کہ فلاں دن وہ فلاں سٹیشن پر ٹرین سے اترا۔ تو صرف ایک واقعہ اس کے دعویٰ کو غلط کر دے گا۔

سنہ ۱۹۰۱ء سے بعد کی شہادت

۲ نومبر سنہ ۱۹۰۴ء کو سیالکوٹ کے ایک عظیم الشان جلسہ میں مرزا صاحب کا لیکچر بعنوان "اسلام" پڑھا گیا۔ مینجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان نے

نے اسے رسالہ کی صورت میں شائع کیا۔ ۱۹۲۲ء کی ایڈیشن کے صفحہ ۵ کی سطور ۸-۹
-۱۰ و ۱۱ ملاحظہ ہوں)، آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

"اور ختم نبوت آپ پر نہ صرف زمانہ کی تاخیر کی وجہ سے ہوا۔ بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہو گئے۔ اور چونکہ صفات الٰہیہ کے مظہر اتم تھے۔ اسلئے آپ کی شریعت صفات جلالیہ وجمالیہ دونوں کی حامل تھی۔ اور آپ کے دو نام محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی غرض سے ہیں۔"

(ھکذا فی الاصل) کیا واضح الفاظ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف آخری نبی ہیں۔ بلکہ بہترین نبی بھی ہیں۔ "بلکہ اس وجہ سے بھی" کے الفاظ پر غور کرو۔ یہ "بلکہ اس وجہ سے بھی" دلالت کرتا ہے کہ جس چیز کو مرزا صاحب نے ۱۹۰۴ء میں اپنے لیکچر میں بیان کیا ہے۔ اس کا مظہر آپ کا وہ شعر بھی ہے۔ جس کی میں نے صاف اور بلا ایچ پیچ تشریح کر دی ہے۔ شعر کے الفاظ بھی واضح ہیں۔ نثر کے الفاظ بھی واضح ہیں۔ دونوں سے یہ ہویدا ہوتا ہے کہ "خاتم النبیین" کے صحیح معنی جامع الکمالات نبی اور آخری نبی ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ مرزا محمود صاحب زبردست فاضل ہیں۔ لیکن مرزا صاحب ان سے زیادہ فاضل ہیں۔ اور "لسان العرب"۔ "قاموس"۔ "تاج العروس"۔ اور "مجمع البحار" کے مؤلف عربی زبان کے اتنے ماہر تھے کہ نہ اتنے ماہر مرزا صاحب تھے۔ اور نہ مرزا محمود صاحب ہیں۔

کلامِ مُبین اور خاتم النبییّن

لفظ ختمؔ اور اس کے مُشتقات (جو الفاظ اس سے بنے ہیں۔ یا جن کا مادہ ROOT یہ لفظ ہے) دیگر آیات میں بھی آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "خَتَمَ اللہ علیٰ قلوبھم" ہم نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ اس سے پہلے ان لوگوں کا ذکر ہے جو یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم کفر اسلئے کرتے ہیں۔ کہ ہمیں کفر پسند ہے۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خواہ کفر کی کتنی برائیاں بیان کیوں نہ کریں۔ ہم کفر سے باز نہیں آئینگے۔ اگر ہمیں ڈرایا جائیگا۔ تو ڈرائے جانے کی پرواہ نہیں کرینگے۔ اگر ہمیں کچھ نہیں کہا جائیگا۔ تو اس خاموشی کی بھی قدر نہیں کریں گے جو لوگ مختلف انسانوں کی خصلتوں سے واقف ہیں جانتے ہیں۔ کہ بعض انسان ایسے ہوتے ہیں۔ کہ جس بات پر اڑ جائیں۔ اس سے کبھی نہیں ٹلتے۔ ایسے بچّے بھی دیکھے گئے ہیں۔ جو سخت سے سخت مار کھا کر بھی ہٹ سے باز نہیں آتے عادی چور شاذ و نادر ہی راہ راست پر آ سکتے ہیں۔ چونکہ جزا سزا دینے والا اللہ ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جو لوگ ایسے ضدی ہیں ہم نے اُنکی سرکشی کے باعث ان کے دلوں پر مُہر لگا دی ہے۔ جج قاتل کو کہتا ہے۔ کہ میں نے تمہیں پھانسی کا حکم دیا ہے۔ پھانسی کی سزا کا سبب قاتل کا فعل قتل ہے۔ ہاں پھانسی کی سزا دینے کا اختیار حکومت یا حکومت کے مقرر کردہ جج کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں۔ یہ چیز اعضا کی تقدیریں سے ہے۔ کہ جس سے کام نہ لیا جائیگا۔ ناکارہ ہو جائیگا۔ لیکن اعضاء کی تقدیر کا خالق اللہ ہے۔ سو جس شخص کی نسبت کہا

جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل پر مہر لگادی ہے۔ اسکی نسبت یہی سمجھا جاتا ہے کہ وہ گمراہی کی آخری حد تک پہنچ گیا ہے۔ اب اس میں اصلاح کی صلاحیت نہیں رہی۔

مرزا صاحب کا قول

ظاہر ہوگیا۔ کہ "ختم اللہ علی قلوبہم کے یہی معنی ہیں۔ کہ اب ان کے دل میں سچائی کا گذر نہیں ہوسکتا۔ دیکھئے مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

کل مسلم یقبلنی	ہر مسلمان مجھے قبول کرتا ہے
و یصدق دعوتی	اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے۔
الا ذریۃ البغایا	مگر ذریت البغایا مسلمان نہ مجھے قبول کرتے ہیں اور نہ میری تصدیق کرتے ہیں۔

وہ کیوں آپ کو نہیں مانتے۔ اسکی وجہ آپکی رائے میں یہ ہے۔

ختم اللہ علی قلوبہم	اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مُہر لگادی ہے۔

آئینۂ کمالات ۵۴۷

"ذریت بغایا" ان الفاظ پر جھگڑا ہے "زمیندار" اخبار کہتا ہے۔ کہ اس کے معنی ہیں بدکار عورتوں کی اولاد" احمدی حضرات فرماتے ہیں۔ مرزا صاحب ایسے نہ تھے۔ کہ کسی کو بدکار عورت کا بچہ کہیں۔ اسلئے اس لفظ کے معنی ہیں گمراہ۔ لدھیانہ میں ایک مولوی صاحب تھے۔ جن کا نام تھا سعد اللہ۔ آپ

فوت ہو چکے ہیں۔ (اللہ آپ کو جوارِ رحمت میں جگہ دے)، انہوں نے مرزا صاحب کی مخالفت زور سے کی۔ مرزا صاحب نے اُنکی شان میں لکھا ؎

اٰذَیْتَنِیْ خُبْثًا فَلَسْتُ بِصَادِقٍ
اِنْ لَمْ تَمُتْ بِالْخِزْیِ یَا ابْنَ الْبِغَاءِ

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵) ترجمہ:- تونے مجھے اپنے باطن کی گندگی کی وجہ سے دُکھ پہنچایا ہے۔ ابن بغا! اگر تو ذلت کی موت نہ مرا تو میں اپنے دعووں میں سچا نہیں ہوں۔

ابن بغا کا ترجمہ (تصنیف را مصنف نیکو کند بیاں) مرزا صاحب کے نزدیک حسب ذیل ہے۔ آپ اپنی کتاب "انجام آتھم" (عبداللہ آتھم ایک پادری تھا جس سے آپ نے مباحثہ کیا اور اسکے حق میں ناکام پیشگوئی بھی کی) کے صفحہ ۲۲ پر اس شعر کا ترجمہ فارسی زبان میں درج کرتے ہیں جو آپ نے مولوی سعد الدین کے حق میں تصنیف کیا۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:-

"مرا بخباثت ایذا دادی۔ پس من صادق نیستم۔ اگر تو اے نسل بدکاراں بذلت نمیری"۔

ترجمہ:- مجھ کو (مرا) اپنی خباثت سے (بخباثت)، تونے دُکھ دیا (ایذا دادی) پس (پس)، میں سچا نہیں ہوں (صادق نیستم) اگر تو اے بدکاروں کی نسل (تو اے نسل بدکاراں) نہ مرا تو ذلت سے (بذلت نمیری)۔

ذریت کے معنی اولاد اور نسل بالکل ٹھیک ہے۔ بغایا بدکار (عورتوں کو کہتے ہیں۔ فارسی میں بدکار (مرد کو بھی بدکار اور بدکار (عورت کو بھی بدکار کہتے ہیں ایسے ہی آپ "انوار الاسلام" کے صفحہ ۳۰ پر لکھتے ہیں: "حرامزادہ" کی یہی نشانی

ب ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے"۔ بہت خوب۔ سہ

کہاں سے لائیگا قاصد دہن میرا زباں میری
یہی بہتر ہے خود مجھ سے وہ سن لیں داستاں میری

ہمارا مقصد "ذرۃ البغایا" سے نہیں بلکہ لفظ ختم سے ہے۔ ہاں "ذرۃ البغایا" کے الفاظ زور دار طریق سے ثابت کرتے ہیں۔ کہ ختم کے معنی ایمان کا خاتمہ ہے +

دُوسری مثال

قرآن پاک قیامت کا تذکرہ کرتا ہے۔ کہ اس روز حال یہ ہوگا کہ "الیوم نختم علی افواھھم" (ہم آج ان کے مونہوں پر مہر کردینگے) "وتتکلم ایدیھم وارجلھم" (اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں کلام کرینگے) انسان کے مختلف اعضا اختلافات ذرات کی وجہ سے مختلف ہیں۔ ذرات کی جو مقدار آنکھوں کیلئے صانع نے اپنی قدرت سے استعمال کی ہے۔ اس سے کم و بیش مختلف مقدار ہاتھوں کیلئے استعمال کیگئی ہے۔ ایڈیسن (گراموفون کے موجد) نے ایسے پلیٹ بنلئے۔ کہ جو آواز کو اپنے اندر لے سکتے ہیں آواز ان میں سما سکتی ہے۔ صرف سوئی کی ضرب اور کمانی کی جنبش سے مٹی کا توا یا ریکارڈ جو کچھ اس میں بھرا گیا ہوتا ہے۔ اسکو ظاہر کر دیتا ہے۔ کوئی آواز فنا نہیں ہوئی۔ فضا میں کسی کونے میں ہے۔ اسے واپس لایا جا سکتا ہے۔ قیامت کے دن زمین کے ذرات اور ہاتھ پاؤں ہمارا ریکارڈ بیان کردیں گے۔

ایسے ہی جب منہ کے مقام پر قدرت کا بے کیف ہاتھ اپنی بے کیف سوئی رکھ کر اسے بند کردیگا۔ تو ہاتھ اور پاؤں بولنے لگ جائینگے۔ گویا "منہ نہیں بولے گا" کیوں نہیں بولیگا کیونکہ اس پر خدا کی مُہر لگ چکی ہوگی۔ مہر لگ جانے سے مُنہ کا کام ختم ہوجائیگا۔ یہ کیفیت عام مسلمانوں کے بیان کردہ معانی کی تائید کرتی ہے۔

تیسری مثال

شربتِ بہشت کے متعلق ارشاد باری ہے "ختامہ مسک" اس شربت کے پینے کے بعد مُشک کی خوشبو آئیگی۔ یہ چیز آخری گھونٹ کے بعد ہوگی۔ یہاں بھی "ختام" ختم اور آخر پر دلالت کرتا ہے۔

احادیث

آؤ اب خاتم النبیین کے معنی حضور سے پوچھیں مقصود کے موتیوں سے دامنوں کو بھرپور کرنے والی سرکار سے عرضِ حال کریں "خاتم النبیین" کی بہترین تفسیر خاتم النبیین ہی جانتے ہیں۔ ہم چند احادیث پیش کرینگے۔ اور وہ بھی ایسی کہ جنکی صحت سے احمدی صاحبان کو انکار نہیں۔ اسلیئے اگر ہم ایسی حدیث پیش کریں۔ جنہیں احمدی ہرگز نہیں مانتے ہیں۔ تو اس سے وہ فائدہ نہیں حاصل ہو سکتا جو ہمیں مطلوب ہے۔ ایسے ہی ان بھائیوں کو بھی چاہیئے کہ بطور حجت ایسی باتیں پیش کیا کریں۔ جو ہمارے نزدیک صحیح ہوں۔ اسکی مثال سنئے۔ مرزا صاحب اپنی کتاب "شہادۃ القرآن" کے صفحہ ۴۱ میں ارقام فرماتے ہیں:-

"اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیئے۔ جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دیگئی ہے۔ آسمان سے آواز آئیگی کہ "ھذا خلیفۃ اللہ المھدی" اب یہ سوچو یہ حدیث کس مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے۔ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے مگر وہ حدیث جو معترض نے پیش کی ہے علما کو اس میں کئی طرح کا؟ جرح ہے اور اسکی صحت میں کلام ہے"

کیا زرین اصول ہیں فرماتے ہیں (الف) احادیث میں سب سے مقدم محکم احادیث ہیں (ب) انکی مثال ایسی حدیثیں ہیں جن میں آخری زمانے میں خلفا کی اطلاع دی گئی ہے۔ (ج) ان میں سے ایک یہ ہے جو بخاری شریف میں ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ آسمان سے آواز آئیگی۔ "ھذا خلیفۃ اللہ المھدی" (د) جن احادیث کی صحت میں علمائے حدیث نقادان حدیث کو کلام ہو انہیں نہیں پیش کرنا چاہیئے۔ ہماری گذارش ہے کہ اصول اچھے ہیں۔ مگر حدیثیں دبیان کرنے والے کا اپنا طریقہ ملاحظہ ہو۔ کہ فرماتے ہیں۔ کہ "آسمان سے آواز آئیگی۔ کہ ھذا خلیفۃ اللہ المھدی"۔ اب کوئی احمدی فاضل۔ کوئی احمدی محدث خدارا بتائے۔ یہ الفاظ کس بخاری شریف میں ہیں۔ یہ حدیث کس بخاری میں چھپی ہے۔ آہ آپ دینی و دنیوی فلاح اس صاحب کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو کر حاصل کرنا چاہتے ہیں جو ہم پر اتنا ترس نہیں کھاتے۔ کہ جو چیز بخاری کے کسی صفحہ پر نہیں۔ بخاری میں

جس کا شائبہ تک نہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ وہ بخاری میں ہے۔ اور دعویٰ یہ ہے کہ ایسی حدیث نہیں پیش کرنی چاہیئے۔ جس پر علماء حدیث جرح کرتے ہوں۔ کیا سچی بات ہے کہ کہنے اور کرنے میں بڑا فرق ہے۔ جب "مسیح موعود" کا یہ حال ہے۔ تو حواری صاحبان کی باتوں پر کیسے یقین کیا جاسکتا ہے؟ ؎

بہ نیم بیضہ چو سلطاں ستم روادارد
زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ

(۱) صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں مندرجہ ذیل روایت موجود ہے۔

عن جبیر بن مطعم۔ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے آپ کہتے تھے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ سُنے۔
یقول	حضور فرماتے تھے۔
اِنَّ لی اسماءً	کہ میرے بہت سے نام ہیں۔
انا محمد و انا احمد	میں محمد ہوں میں احمد ہوں۔
انا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر	میں مٹا دینے والا ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹا دیگا۔ سبحان اللہ کیا تشریح ہے مٹانے والا مطلق رنگ میں تھا۔ اسکی تشریح یہ کی کہ میں کفر کا مٹانے والا ہوں۔ مٹانیوالا میں نحل کی نسبت حضور کی طرف تھی۔ فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے کفر کو مٹانے کا ذریعہ بنایا ہے

انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی | میں حاشر ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے دونوں قدموں پر تمام مخلوق کو حشر کریگا۔

وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہٗ نبیٌ | اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہی ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

تاویل کی انتہائی کھینچا تانی کے بعد بھی ان الفاظ مبارکہ سے یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ کہ عاقب وہ ہے جس کے بعد نئی شریعت لانے والا نبی نہ آنا ہو۔ ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی دم نہیں مار سکتا۔ انداز ایسا بلیغ ہے کہ ہر لفظ پر درود پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔

"عاقب اور لیس بعدہٗ نبی" کے الفاظ پر غور کرو۔ میں کہتا ہوں کہ مسلمان کی حیثیت سے نہ سہی۔ ایک عربی دان محقق کی حیثیت سے غور کرو۔ غیر مسلم مصنف معترض کی حیثیت سے غور کرو۔ عاقب عقب سے ہے جس کے لغوی معنے پیچھے آنے والا (LAST COMER) ہے۔ اور پیچھے آنے والا وہی ہے جس کے بعد کوئی نہ ہو۔ لغت بھی گواہی دیتی ہے۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ مگر کیا لغت اور کیا محاورہ۔ حضور نے ایسے جامع مانع الفاظ فرمائے ہیں۔ کہ کہیں خلاف حقیقت معنے لینے کی گنجائش ہے ہی نہیں۔

میں قصرِ نبوت کی آخری اینٹ ہوں

انداز نقشہ بنا کر ہم تعلیم دیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رنگ میں بھی خاتم النبیین کے معانی ہمیں سمجھائے ہیں۔

(۲) بخاری اور مسلم دونوں میں ہے۔ دیگر کتب احادیث میں بھی ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا:۔

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ
ترک منہ موضع لبنۃٌ
وطاف بہ النظار
یتعجبون من حسن بنیانہ
الا موضع تلک اللبنہ
فکنت انا سددت موضع اللبنہ
ختم بی البنیان وختم بی الرسل

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری مثال اور نبیوں کی مثال مانند ایک محل کے ہے محل ایسا ہی جسکی عمارت نہایت عمدہ ہے مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی اسکے دیکھنے والے اسکی خوب دیکھ بھال کرتے ہیں اس عمارت کی عمدگی وخوبی کو دیکھکر لوگ خوش ہوتے ہیں اور حیران ہوتے ہیں۔ مگر اس اینٹ کی جگہ کو خالی دیکھکر ان کی خوشی کدورت میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ پس میں نے اس اینٹ کی خالی جگہ کو پُر کردیا۔ اور روک دیا ہے۔ ختم ہوگیا ہے میری ذات کے باعث نبوت کا محل۔ اور بدیں صورت ختم ہوگیا ہے میری ذات پر رسولوں کا سلسلہ۔

دیگر روایات میں ہے۔
انا اللبنۃ وانا خاتم النبیین

میں قصر نبوت کی آخری اینٹ ہوں۔ اور

جس طرح آخری اینٹ وہی ہے۔ جو سب سے آخر لگائی جائے۔ ایسے ہی میں تمام نبیوں کے بعد میں آیا ہوں۔

اگر احمدی فضلا ساری عمر بھی اسکی من مانی تاویل میں صرف کر دیں۔ تو اسکی تاویل نہیں ہوسکتی۔ مکان بن چکا ہے۔ صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی ہے۔ یہ اینٹ جب لگ چکی ہے۔ تو اور کسی نئی اینٹ کیلئے کوئی جگہ ہے ہی نہیں۔ تو حضرت کے بعد نیا نبی کیسے آسکتا ہے۔ کیا یہ محل صرف "تشریعی" نبیوں کا ہے؟ کیا سچ فرمایا ہے مرزا صاحب نے "حضور آخری نبی بھی ہیں اور جامع الکمالات بھی۔ ۵

ہست او خیر الرسل خیر الانام

ہر نبوت را بروشد اختتام

میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا

بخاری شریف کے صفحہ ۴۹۱ پر حضور کی پیشگوئی درج ہے:۔

كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبي خلفه نبي

بنی اسرائیل پر ان کے نبی حکومت کیا کرتے تھے۔

(جس کی صورت یہ ہوتی تھی) کہ جب ایک نبی فوت ہوجاتا تھا تو اس کا قائم مقام دوسرا نبی ہوجاتا تھا۔

وانہ لا نبی بعدی	مگر میرے بعد کوئی نبی ہے واسطے میرے بعد کوئی نبی میرا جانشین نہیں ہوسکتا۔
وسیکون خلفا	البتہ میرے قائم مقام خلفا ہونگے۔ اور ان کا سلسلہ میرے بعد شروع ہو جائیگا یہ امر "سیکون" سے ظاہر ہوتا ہے)

ان نکات سے واضح ہوا کہ (الف) سیاست بیحد اہم چیز ہے۔ انبیاء کی سنت ہے۔ (مرزا صاحب کو سیاست سے قطعاً تعلق نہ تھا۔ مرزا محمود صاحب شروع میں اتباع مرزا صاحب سیاست کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اور اسکے سخت خلاف تھے۔ لیکن اب سیاسی امور میں سرگرمی سے حصّہ لیتے ہیں)

(ب) بنی اسرائیل کے سیاسی فرائض بھی ان کے انبیاء کے سپرد تھے۔

(ج) اگر آنحضرت کے بعد بھی نبوت کا سلسلہ جاری رہنا ہوتا۔ تو آپ کے جانشین بھی نبی ہوتے۔

(د) چونکہ آپ کے بعد نبی نہیں تھے۔ اسلئے آپ کے جانشین اصحاب ہوئے (مرزا صاحب مسیحؑ کے مثیل ہونیکے مدعی ہیں (مسیح کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ "مرزا صاحب" کے جانشین اوّل نبی نہیں تھے۔ دوسرے جانشین ابھی تک تو نبی نہیں ہیں۔ آیندہ کا علم خدا کو ہے۔ "مرزا صاحب" خود سیاست سے گریزاں تھے۔ لیکن آپ کے موجودہ جانشین سیاست میں منہمک ہیں۔

بنی اسرائیل کے نبی بادشاہ ہوئے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

کے اصحاب بادشاہ ہوئے۔ مولانا شبلی نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ؎

یہ اُسی کا تھا کرشمہ کہ عرب کے بچے کھیلنے جاتے تھے ایواں گہِ کسریٰ میں شکار
وہ اُلٹ دیتے تھے دنیا کا مرقع دم میں جنکے ہاتھوں میں رہا کرتی اونٹوں کی قطار
اسکی برکت تھی کہ صحرائے مجازی کی سموم بنگئی دہر میں جا کر چمن آرائے بہار
یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ عرب کے رہزن فاش کرنے لگے جبرائیل امیں کے اسرار

(ذ) نبی خدا کیطرف سے نامزد ہوتا ہے۔ شروع میں نامزدگی ہی بہتر ہے۔ لیکن نبی کے خلفاء نامزد نہیں ہوتے۔ بلکہ منتخب ہوتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ دنیا میں حقیقی جمہوریت کی بنیاد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی

(س) دنیائے اسلام میں مشہور رہے۔ کہ حضور نے حضرت عمرؓ کی نسبت فرمایا۔ کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہونا ہوتا تو حضرت عمرؓ ہوتے۔

(ش) حضور نے شیر خدا علیؓ مرتضٰے کی نسبت فرمایا۔ کہ اے علیؓ تم میرے بھائی ہو۔ لیکن نبی نہیں ہو۔

(ص) احمدی صاحبان کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل مطیع نبی ہو سکتا ہے۔ اگر یہ دعویٰ صحیح ہے تو کیا یہ لازم نہیں آتا۔ کہ نبی کریمؐ نے جب یہ کہا۔ کہ حضرت عمرؓ نبی نہیں ہیں۔ تو مطلب یہ تھا۔ کہ حضرت عمرؓ رسول کریمؐ کے کامل پیرو نہیں ہیں۔ اور جب آپ نے حضرت علیؓ کے منہ پر یہ کہا۔ کہ اے علیؓ تم میرے بھائی ہو۔ لیکن نبی نہیں ہو۔ تو اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ اے علیؓ تم میرے پورے تابعدار نہیں ہو۔ کیا کوئی ذی ہوش مان سکتا ہے۔ کہ حضور کو ان غیور فدائیوں کی دلآزاری منظور تھی۔ جب یہ نہیں ہے

اور یقیناً نہیں ہے۔ تو احمدی حضرات کا یہ دعویٰ سراسر غلط ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے بعد بھی نبی آسکتے ہیں۔

احمدی صاحبان کا دعویٰ

احمدی صاحبان کا دعویٰ یہ ہے کہ "لا نبی بعدی" کے معنی ہیں کہ میرے بعد میرے جیسا نبی کوئی نہیں ہے۔ خدا معلوم یہ "میرے جیسا" آپ کہاں سے لے آئے؟ ان معنوں کو مدّنظر رکھتے ہوئے اوپر کی حدیث پر غور کرو۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے بعد چونکہ کوئی نبی نہیں۔ اسلئے میرے جانشین خلفا ہونگے۔ احمدی صاحبان کے نقطۂ نظر سے اس کے معنی یہ ہونگے۔ کہ میرے بعد چونکہ میرے جیسا کوئی نبی نہیں ہے۔ اسلئے میرے جانشین غیر نبی ہونگے۔ کیا یہ معنی ٹھیک ہو سکتے ہیں؟ آپ کے مذہب کے رو سے کہنا تو یہ چاہیئے تھا۔ کہ بنی اسرائیل کے بادشاہ نبی ہوتے تھے۔ اور یہ نبی یا "تشریعی" ہوتے تھے یا "غیر تشریعی"۔ میرے پیچھے تشریعی نبی تو کوئی نہیں ہوگا۔ البتہ ۱۲ صدیوں تک خلفا میرے جانشین ہونگے پھر ایک نبی آئیگا۔ پھر اس کے جانشین میرے قائم مقام ہونگے۔ "لا نبی بعدی" کو اگلے پچھلے جملے سے ملاؤ۔ سیاق سباق کو ملاحظہ کرو۔ حقیقت روز روشن کی مانند کھل جائے گی۔ کہ اس کے معنی یہی ہو سکتے ہیں۔ اور یہی ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ جو الفاظ جہاں مستعمل ہیں۔ اگر ان کے معنی کوئی حسب منشاء کرنے ہیں تو انہیں وہاں موزون بنا کر دکھاؤ۔

خوابوں کے بغیر میرے بعد نبوت میں سے اور کوئی چیز باقی نہیں رہی

مسند امام احمد حنبلؒ میں یہ حدیث ہے:۔

حدثنا عبد اللہ۔ حدثنی ابی۔ حدثنا یحیی بن ایوب۔ قال حدثنا سعید ابن عبد الرحمٰن۔ عن ھشام عن عروہ۔ عن ابیہ۔ عن عائشہؓ۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یبقی بعدی من النبوۃ شی الا المبشرات۔ قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما المبشرات۔ قال الرویا الصالحہ۔

ترجمہ:۔ یعنی عبداللہؓ نے حدیث بیان کی۔ ان سے ان کے والد نے۔ ان کے والدؒ سے یحییٰ بن ایوبؒ نے۔ یحییٰؒ سے سعیدؒ نے۔ سعیدؒ سے ہشامؒ نے۔ ہشامؒ سے عروہؒ نے۔ عروہؒ سے اسکے باپؒ نے اور اس کے باپؒ سے حضرت عائشہؓ نے۔ کہ نبی کریمؐ نے فرمایا۔ میرے بعد نبوت میں سے کوئی چیز بجز مبشرات باقی نہیں رہی۔ اس پر اصحاب کی طرف سے گذارش کیگئی۔ کہ مبشرات کیا ہیں۔ توآپؐ نے جواب دیا۔ کہ نیک اور سچی خوابیں۔

کیا صاف الفاظ ہیں۔ کہ نبوت میں سے بجز سچی خوابوں کے اور کچھ باقی نہیں۔ اب کوئی شخص نبی نہیں بن سکتا۔ ہاں اسے سچی خوابیں ضرور آسکتی ہیں۔ مبشرات کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ اگر کوئی احمدی بھائی سو روپیہ کا نوٹ تڑوائیں۔ اور اس میں سے ۹۹ روپے خرچ ہوجائیں۔ اور آپ کہیں کہ میرے پاس سو روپیہ میں سے صرف ایک روپیہ رہ گیا ہے تو اس کے

معنی یہ کبھی نہیں ہو سکتے۔ کہ آپ کے پاس پورا سو کا سو یا ایک روپیہ سے ایک پیسہ بھی زاید موجود ہے۔ ایک روپیہ سو روپیہ کا $\frac{1}{100}$ جزو ضرور ہے۔ لیکن سو روپیہ نہیں ہے۔ کوئی شخص اگر کسی احمدی صاحب سے ایک روپیہ کی شے دو آنے دیکر خریدنا چاہے۔ اور یہ کہے کہ کیا دوئنی روپے کا جزو نہیں ہے تو احمدی دکاندار اسکے تمسخر انگیز مطالبہ کو کبھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ انگور تو ختم ہو چکے ہیں۔ البتہ چھوہارے موجود ہیں۔ تو خواہ کوئی شخص سنو چھوہارے کھائے تو اسکو یہی کہا جائے گا کہ اس نے چھوہارے کھائے ہیں۔ انگور نہیں کھائے۔ ہائی سکول میں پہلی جماعت بھی داخل ہے مگر کوئی شخص پہلی جماعت پاس کرکے انٹرنیس پاس نہیں کہلا سکتا۔

احمدی صاحبان کی ایک دلیل

احمدی صاحبان کہا کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کا قول ہے۔ قولوا خاتم الانبیا ولا تقولوا لا نبی بعدی یعنی اے مسلمانو! "خاتم الانبیا" کہا کرو۔ لیکن لا نبی بعدی نہ کہا کرو۔

(۱) سوال یہ ہے۔ کہ اس قول کی سند کیا ہے۔ (۲) ہم نے حضرت عائشہؓ کی بعض روایت باسناد صحیح بیان کردی ہے جب آپ خود یہ بیان فرماتی ہیں۔ کہ نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ میرے بعد نبوت میں سے بجز نیک خوابوں کے اور کچھ نہیں رہ گیا۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ خود ایک چیز کی راویہ ہوں۔ اور خود اس کے خلاف تعلیم دیں۔ (۳) مرزا صاحب "شہادۃ القرآن" میں بیان کر چکے ہیں کہ محکم کے مقابلے

میں غیر محکم پیش کرنا ٹھیک نہیں۔ خدارا سوچو کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مستند ارشادات کے مقابلے میں حضرت عائشہؓ کا بے سند قول پیش کرنا جائز ہے؟

(۴) ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ امت کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ محکم اسناد کے بغیر کوئی چیز قابل اعتبار نہیں۔ بتاؤ قولِ عائشہ کی سند کیا ہے؟

(۵) آپ بھی مانتے ہیں۔ کہ لانبی بعدی صحیح ہے۔ آپ بھی لانبی بعدی کہتے ہیں لکھتے ہیں گویا بے سند قولِ عائشہؓ پر تو آپ کا بھی عمل نہیں البتہ آپ "لانبی بعدی" کے معنی یہ کرتے ہیں۔ کہ "میرے بعد میرے جیسا نبی کوئی نہیں"۔ بابا اس قول پر عمل کرنا ہے۔ تو جن حدیثوں میں "لانبی بعدی" ہے ان سے صرف ان الفاظ کی بنا پر منحرف ہو جاؤ۔

لگا رہنے دے جھگڑے کو یار تو باقی
رکے نہ ہاتھ ابھی ہے رگِ گلو باقی

مرزا صاحب کی زرین ہدایات

اس خصوص میں ہم مرزا صاحب کے ارشادات دوبارہ نقل کرتے ہیں آپ "شہادت القرآن" کے صفحہ ۴۰ پر فرماتے ہیں۔

"اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے۔ جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاصکر وہ خلیفہ جس کی نسبت

بخاری میں لکھا ہے۔ کہ آسمان سے اسکے لئے آواز آئے گی۔ کہ
"ھٰذا خلیفۃ اللہ المھدی"
اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے۔ جو ایسی کتاب میں درج
ہے۔ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔"

اس عبارت میں مرزا صاحب نے یہ نکات بیان فرمائے ہیں۔

(۱) اگر حدیث پر اعتبار کرنا ہو۔ تو جو حدیث زیادہ صحیح اور قابل وثوق ہو
پہلے اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ اسکے متعلق ہماری گذارش یہ ہے۔ کہ حدیث پر
اعتبار کرنا جزو ایمان ہے۔ خود مرزا صاحب کا ارشاد ہے۔ ؎

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

ظاہر ہوا۔ کہ حدیث کو معتبر تصور کرنے میں "اگر مگر" کی کوئی ضرورت نہیں
جو حدیث کا تارک ہو۔ آپ اسے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہتے ہیں۔

(۲) آپ کے نزدیک بخاری شریف کی احادیث قابل ترجیح ہیں۔

(۳) آپ کے خیال میں بخاری شریف میں بڑی پکی حدیث یہ بھی لکھی ہوئی
ہے۔ کہ جب مہدی (جس سے مرزا صاحب اپنا وجود مراد لیتے ہیں) تشریف
لائینگے تو آسمان سے اسکے لئے آواز آئیگی۔ کہ "ہٰذا خلیفۃ اللہ المھدی" یہ (مرزا
صاحب) اللہ کے خلیفے ہیں۔ اور ان کا لقب شریف "مہدی" ہے۔ اس کے
متعلق ہماری التماس یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب کا یہ فرمان درست ہے
کہ بخاری کی احادیث زیادہ پختہ ہیں۔ مگر آپ کا یہ بیان بالکل کچا ہے۔ کہ

بخاری میں یہ لکھا ہے کہ آسمان سے آواز آئیگی۔ کہ ہٰذا خلیفۃ اللہ المھدیؑ۔ احمدی بھائیوں کو چاہیئے۔ کہ یہ الفاظ مرزا صاحب کی کتاب سے کاٹ دیں کیونکہ یہ الفاظ بخاری شریف میں نہیں۔ اس سے مولوی صاحبان کو مرزا صاحب پر صحیح اعتراض کرنے کا خواہ مخواہ موقع ملتا ہے۔ اس ضمن میں ہم نے اکثر ضعیف العمر تعلیم یافتہ اصحاب سے پوچھا ہے۔ کہ آیا انہوں نے آسمان سے کبھی کوئی ایسی آواز سنی۔ وہ فرماتے ہیں کہ نہیں سنی۔ دوسرے یہ بات ممکن بھی نہیں۔ کیونکہ جب احمدی حضرات مسیح کا آسمان پر جانا ممکن تصور نہیں فرماتے تو آسمان سے آواز کا آنا کیسے ممکن خیال کر سکتے ہیں۔ آسمان پر ہوائی جہاز اڑتے ہم نے بھی دیکھ لئے۔ لیکن کبھی کوئی ایسی آواز آسمان سے نہیں آئی۔ کہ لوگو فلاں شخص میرا پیارا ہے۔ رسول ہے۔ یا مہدی ہے۔

(۴) یہ بھی ہے کہ مرزا صاحب کی تصریح کے بموجب آخری زمانے میں خلیفوں کو خبر دیگئی ہے۔ نبیوں کو خبر نہیں دی گئی۔ ؎

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

(الف) احمدی حضرات کی خدمت میں عرض صرف یہ ہے۔ کہ آیا جو مستند حدیث حضرت عائشہؓ کی روایت سے بیان کیگئی ہے۔ زیادہ محکم ہے یا وہ بے سند قول جو آپ کی طرف منسوب کیا گیا ہے؟

(ب) اگر ہم مرزا صاحب کی ہدایت کے مطابق اوّل الذکر کو آخر الذکر کے مقابلہ میں زیادہ قابلِ اعتبار خیال کریں۔ تو کیا ہم راستی پر نہیں ہیں؟

(ج) یہ بے سند قول یہ کہتا ہے کہ ہمیں "لا نبی بعدی" کے الفاظ نہ لکھنے چاہئیں اور نہ زبان سے بدیں غرض کہ ہم اپنے عقیدے کا اظہار کر رہے ہیں نکالنے چاہئیں۔ لیکن آپ ایسا کرتے ہیں گویا ع

ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

تو معلوم ہؤا کہ اس بارے میں ہمارا اور آپ کا اتفاق ہے کہ لا نبی بعدی کہنا درست ہے۔ اگر یہ کہنا درست ہے۔ اور زیر بحث قول یہ کہتا ہے۔ کہ ہم نہ کہیں۔ تو معلوم ہؤا کہ ہم دونوں عملاً یہ مانتے ہیں۔ کہ یہ تصریح حضرت عائشہؓ کی نہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہمارے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہوسکتی ہے کہ جیسے اور صحابہ قرآن شریف کے کسی کلمہ کی کسی تشریح کو یک آہنگ پڑھنا جس سے یہ ثابت ہو۔ کہ قرآن کا کوئی کلمہ اور اسکی تشریح بھی قرآن کے الفاظ ہیں۔ اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ ایسے ہی حضرت عائشہؓ کے قول کی بشرط صحت قول یہ توجیہ ہوسکتی ہے۔ کہ خاتم النبیین بھی ٹھیک ہے۔ "لا نبی بعدی"۔ اسکی تشریح بھی ٹھیک ہے۔ لیکن لا نبی بعدی قرآن کے الفاظ نہیں ہیں دونوں کو یوں پڑھنا کہ گویا قرآن کے الفاظ ہیں۔ مغالطہ بخش امر ہے۔ لہٰذا اس کا ترک کرنا ضروری ہے مگر آپ کا مسلک یہ ہے۔ کہ یہ قول صحیح ہے "لا نبی بعدی" نہیں کہنا چاہیئے۔ لیکن آپ کہتے بھی ہیں۔ اور لکھتے بھی ہیں۔ لیکن معنے یہ کرتے ہیں۔ کہ میرے بعد میرے جیسا نبی کوئی نہیں۔ کیا یہ روش تحیر انگیز نہیں؟ مزید براں آپ صاحبان کے الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ (۱) آنحضرتؐ سے پہلے آپ جیسے نبی ضرور ہوئے ہیں۔ (۲) البتہ آپ کے بعد نہیں ہو سکتے۔ غور

کیجئے۔ (الف) آپ سب نبیوں کے سردار ہیں۔ اسے ہم بھی مانتے ہیں۔ اور آپ بھی مانتے ہیں۔

(ب) آپ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا باقی تمام نبیوں سے افضل ہیں۔

(ج) پھر کیا وجہ ہے کہ مرزا صاحب "آپ جیسے نہیں" جب آپ کے عقیدے کے مطابق مرزا صاحب سے کم شان والے نبی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے ہیں۔ تو کیوں مرزا صاحب نہیں۔

(د) اگر یہ جواب ہے۔ کہ آپ جیسے نبی صرف وہ ہیں۔ جن کو "کتاب" بھی ملی ہو تو کیوں خدا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان نبیوں جیسا بھی کہا ہے جنہیں کوئی کتاب نہیں ملی۔

(ذ) اگر اس لحاظ سے آپ جیسا کوئی نبی آپ کے بعد نہیں۔ کہ آپ صاحبان کے عقیدے کے بموجب خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں۔ کہ آپ ان نبیوں کے نبی گر ہیں جو آپ کے بعد آئیں گے مگر آپ جیسے نہیں ہونگے۔ تو اس لحاظ سے پہلے نبی بھی آپ جیسے نہیں۔ تو صرف بعد میں آنے والوں کو آپ جیسا نہ کہنے کی خاص ضرورت کیا ہے؟

(س) تشبیہ کیلئے تو ادنیٰ مناسبت بھی کافی ہوتی ہے۔ پھر اسمیں کیا راز ہے۔ کہ آپ کے بعد جو "نبی" آئیگا وہ آپ جیسا نہیں ہوگا۔ گویا اس کو آپ سے کوئی نسبت نہیں ہوگی؟

(ش) مرزا صاحب ظلی نبی ہیں۔ اسمیں کیا فلاسفی ہے۔ کہ جو نبی اصل ہے

وہ تو نبی گر ہے۔ لیکن ظل نبی گر نہیں۔ بلکہ اس جیسا نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو آدمی سر پر عمامہ باندھے ہوئے ہو۔ اس کا سایہ برہنہ سر دکھائی دے؟

خلفاء نبی نہیں

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کر آئے ہیں۔ کہ آپ کے بعد امت کے سیاسی فرائض خلفاء سرانجام دینگے۔ اسلئے کہ آپ کے بعد نبی نہیں ہونگے اسکی مزید توضیح آپ نے یہ کی۔ کہ حضرت عمرؓ کی نسبت فرمایا "لو کان نبیًا بعدی لکان عمرؓ" اگر میرے بعد کوئی نبی ہونا ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ پھر فرمایا کہ حضرت عمرؓ محدث ہیں۔ اس سے ظاہر کیا۔ کہ محدث بھی نبی نہیں ہوتا۔ سیدنا حضرت علیؓ کی نسبت ارشاد فرمایا ہے۔ کہ آپ ان کے ایسے ہی بھائی ہیں جیسے ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے تھے۔ لیکن ہارونؑ نبی تھے۔ لیکن اے علیؓ آپ نبی نہیں ہونگے گویا آپ نے بتادیا۔ کہ نہ ابوبکرؓ نبی ہیں۔ نہ عمرؓ نبی ہیں۔ نہ عثمانؓ نبی ہیں۔ اور نہ حضرت علیؓ نبی ہیں۔ لیکن یہ ہمارے پیشوا خلفاء راشدین ضرور ہیں۔ یہ خلیفہ کیوں بنے؟ خدا فرماتا ہے:-

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ

یعنی انہوں نے اللہ کی تصدیق کی۔ اللہ کے رسولؐ کی تصدیق کی۔ مناسب اور اچھے کام کئے۔ خدا نے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیاسی جانشین بننے کا شرف بخشا۔

قرآن شریف نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کے نیک بندے زمین کے

وارث ہوں گے۔

(۱) قرآن شریف فرماتا ہے۔ کہ اصحاب رسولؐ صالح تھے۔

(۲) خدا انبیاء کو صالحین بھی قرار دیتا ہے۔ لیکن اصحاب نبوی کو نبی نہیں کہتا۔

(۳) آپ بھی مانتے ہیں۔ اور ہم بھی مانتے ہیں۔ کہ صحابہ کے اعمال نیک تھے اللہ نے انہیں اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ مرحمت فرمایا۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

(۴) با ایں ہمہ اصحاب نبی نہ تھے۔

(۵) آپ کہتے ہیں جو نیک کام کرے۔ اللہ کی اطاعت کرے۔ رسولؐ کی اطاعت کرے۔ نبی ہو سکتا ہے۔

(۶) قرآن شاہد ہے۔ احادیث گواہ ہیں۔ تاریخ کے اوراق اس صداقت سے لبریز ہیں۔ کہ اصحابہ نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی اتنی اطاعت کی۔ کہ اللہ کے نبیؐ نے ہمیں یہ ہدایت کی کہ اگر ہم کسی ایک اصحابی کے بھی نقش قدم پہ چلیں گے تو ناجی ہو جائیں گے۔ با ایں ہمہ جب وہ نبی نہیں ہوئے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ہمارا عقیدہ درست ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور آپ کا یہ خیال کہ آپ کے بعد آپ جیسا نبی نہیں۔ لیکن نبی جو آپ جیسے نہ ہوں وہ آسکتے ہیں۔ اور ان کے نبی بننے کا نصاب یہی ہے۔ کہ اللہ کی فرمانبرداری کریں۔ رسولؐ کی اطاعت کریں۔ لیکن جنہوں نے کی۔ خدا مانتا ہے۔ کہ انہوں نے کی۔ خدا نے انہیں نبی نہیں بنایا۔ اس سے عیاں ہوا۔ کہ آپ کا نظریہ صحیح نہیں۔

لَانَبِیَّ بَعْدِیْ

خدا معلوم کہ "لا نبی بعدی" کے یہ معنے کیسے درست ہو سکتے ہیں۔ کہ میرے بعد میرے جیسا کوئی نہیں۔ اگر اسی طرح ہی "مثلی" کا لفظ اپنی طرف سے بڑھانا ہے۔ تو "لا الہ الا اللہ" کے یہ معنی کیوں نہیں کئے جاتے۔ کہ اللہ تعالیٰ جیسا معبود کوئی اور نہیں۔ یعنی معبود تو اور بھی ہیں۔ لیکن خدا جیسا معبود کوئی نہیں ہم سیدھے سادھے مسلمان تو اسکے معنی یہی سمجھتے ہیں۔ کہ بجز خدا کوئی اور معبود ہے ہی نہیں۔ ایسے ہی "لا بعدی نبی" کے معنی یہی ہو سکتے ہیں۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(۱) ابن ماجہ میں آپ کی حدیث ہے کہ انا اخر الانبیاء (میں آخری نبی ہوں) گویا بتایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(۲) صحیح مسلم میں ہے۔ فانی اخر الانبیاء (میں قطعاً کوئی شبہ نہیں کہ میں آخری نبی ہوں) صاف طور پر فرمادیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(۳) کنز العمال میں ہے انا خاتم الانبیاء (میں تمام نبیوں کو ختم کرنیوالا ہوں)

(۴) "لم یبق من النبوت الا المبشرات" (مسلم و بخاری) (نبوت کا کوئی جزو باقی نہیں رہا۔ صرف مبشرات باقی ہیں)

(۵) صحابہ عرض کرتے ہیں۔ مبشرات کیا ہیں؟ آپ فرماتے ہیں الرویا الصالحہ (اچھی خوابیں) مطلب یہ کہ نبوت ختم ہو گئی ہے۔ یعنی نبی ختم ہو گئے ہیں جب ختم ہو گئے ہیں۔ تو اس کی اس سے بہتر توضیح اور کن الفاظ میں ہو سکتی ہے۔ کہ "لا نبی بعدی" میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

میں یہ کہتا ہوں۔ مان بھی لیا جائے۔ کہ "خاتم النبیین" کے معنی اور بھی ہو سکتے ہیں۔ اور "لانبی بعدی" کا مفہوم کچھ اور بھی ہو سکتا ہے۔ پھر بھی دیکھنا تو یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے معنی کیا کئے ہیں؟ کیا "صلوٰۃ" کے معنی از روئے لغت ضروری ہیں۔ کہ نماز ہی لئے جائیں۔ کیا صوم کا مفہوم لازمی ہے کہ روزہ ہی سمجھا جائے۔ کیا حج کے معنی صرف وہی ہیں۔ جو فریضۂ حج کے ہیں۔ کیا زکوٰۃ لغت میں ایک سو روپیہ میں سے ۲½ روپیہ سالانہ ادا کرنے کو ہی کہتے ہیں؟ اگر ان کا جواب نفی میں ہے۔ اور یقیناً نفی میں ہے۔ تو خدارا سوچئے اس محبت کے صدقے میں جو آپ کو مرزا صاحب کی ذات سے ہے۔ غور فرمائیے کیا حضرت کی تعیین کے بعد کسی مسلمان کو حق پہنچتا ہے۔ کہ صلوٰۃ۔ صوم۔ حج زکوٰۃ کا کوئی مفہوم اپنی طرف سے وضع کرے۔ ایسے ہی بالفرض محال آپ کو ڈولن محاورے کیوں نہ پیش کریں۔ "خاتم النبیین" کے معنی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئے ہیں۔ وہی صحیح ہیں۔ صرف وہی صحیح ہیں۔ خدا کی قسم ان میں ذرہ بھر ایچ پیچ کسی تاویل کسی توجیہ سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہو سکتا۔ آپ "لانبی بعدی" کے معنی صرف یہ کرتے ہیں۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ مثالوں سے اپنے مفہوم کو واضح کرتے ہیں۔ واقعات پر ہمیں متوجہ ہونے کو کہتے ہیں۔ جو واقعات آپ کی تائید کرتے ہیں۔ اپنے غلاموں کی انتہائی مدح کے باوجود یہ کہتے ہیں کہ وہ نبی نہیں ہیں۔ اپنے بھائی کی نسبت فرماتے ہیں۔ کہ وہ نبی نہیں۔ اور یہ سب کچھ "لانبی بعدی" کا مفہوم واضح کرنے کیلئے کرتے ہیں۔ ہمیں کیا حق حاصل ہے۔ کہ آپ کا کلمہ پڑھنے کے باوجود آپکی حدیث کے ایسے

معنے کریں۔ جو آپکی توضیحات کے منافی ہوں +

بیجا تاویل

ہم نقل کر آئے ہیں۔ کہ حضور نے فرمایا "و کان بعدی نبیاً لکان عمر"
اگر میرے بعد کسی نبی کا ہونا ممکن ہوتا تو بلا شک حضرت عمرؓ نبی ہوتے۔ کیا صاف
بات ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ آخری نبی ہیں۔ احمدی حضرات
فرماتے ہیں۔ کہ "بعدی" سے مراد قلیل عرصہ تک ہے۔ بہت خوب۔ حضرت عمرؓ
نبی نہیں تھے۔ حضرت عثمانؓ نبی نہیں تھے۔ حضرت علیؓ نبی نہیں تھے۔ آپ کی
نسبت بھی نبی کریمؐ نے صراحتاً فرمادیا۔ کہ علیؓ میرے بھائی ہیں لیکن نبی نہیں
ہیں۔ احمدی صاحبان بھی تسلیم فرماتے ہیں۔ کہ جناب مرزا صاحب کے نبی
بننے سے پہلے کوئی نبی نہیں ہوا۔ گویا حسب واقعات "بعدی" سے مقصود
احمدیوں کی توضیحات کے بموجب ۱۳ سو سال کی مدت ہو سکتی ہے۔ کیا دنیا
کوئی سمجھ بوجھ رکھنے والا انسان احمدی حضرات کی اس تاویل کو صحیح تسلیم
کر سکتا ہے؟ اس توضیح کے رو سے اس کا ترجمہ یہ ہوگا۔ "اگر میرے وصال کی
تاریخ سے شروع کر کے تیرہ سو سال کے گذر جانے تک کسی نبی کا ہونا ممکن ہوتا
تو حضرت عمرؓ نبی ہوتے"۔ "بعدی" کے اس مفہوم کے رو سے مرزا صاحب کی
نبوت کے بجائے اگر مرزا محمود صاحب یہ ارشاد فرمائیں۔ کہ اس سے آپ (مرزا
محمود) صاحب کی نبوت کا پتہ چلتا ہے۔ تو آپ کا دعویٰ زیادہ قرین قیاس تصور
کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں حدیث کا جامع مانع ترجمہ یہ ہوگا۔

"اگر عنقریب میرے بعد کوئی نبی ہونا ممکن ہوتا۔ تو حضرت عمرؓ نبی ہوتے
عنقریب نہیں بلکہ تیرہ سو سال بعد فضل عمر (یعنی مرزا محمود) نبی ہوگا"۔

مرزا محمود صاحب کا ایک خطاب فضل عمر بھی ہے۔ لیکن سوال پھر بھی
یہ ہوگا۔ کہ آپ کے بعد نبی کا متصلاً یا عنقریب مبعوث ہونا کیوں ضروری نہیں؟
عقل تو یہ چاہتی ہے کہ اگر آنحضرت کے بعد سلسلۂ نبوت کو جاری رہنا ہے۔
تو اس کا آغاز بہت جلد ہو جائے۔ یہ کیا ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد ایک "نبی"
بھیجا جائے۔ اور وہ ہزارہا صفحات تحریر کرنے کے بعد نبوت سے
لاتعداد مرتبہ انکار کرتے کے بعد ۱۹۰۲ء میں یہ دعوے کرے کہ میں نبی ہوں
اور میرا منکر کافر ہے۔ خارج از اسلام ہے۔ لیکن مرزا محمود صاحب کی
جماعت کے عقاید کا مینار اسی اساس پر قائم ہے۔ بااین ہمہ دعویٰ یہ ہے
کہ اسلام دین فطرت ہے۔ نہایت سیدھا سادھا مذہب ہے اور حقائقِ
اسلام کے جو دلائل جناب مرزا صاحب نے بیان فرمائے ہیں سلف سے
لیکر خلف تک کسی کو نہیں سوجھے ؎

بُت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

اصُول کی خلاف ورزی

اس سلسلے میں احمدی حضرات کا یہ ارشاد بھی درخور توجہ ہے۔ کہ
مسلمانو ابنِ ماجہ کی اس حدیث پر تو غور کرو۔ جس میں حضور نے فرمایا ہے۔

"لوعاش ابراھیم لکان نبیاً" (اگر ابراہیم (فرزند نبیؐ) کا زندہ ہونا ممکن ہوتا تو ابراہیم نبی ہوتا) اسکی تشریح یہ ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لخت جگر حضرت ابراہیمؑ ابھی بالکل ننھے ہی تھے۔ کہ اس جہان سے رحلت فرما کر خداوند عالم کی آغوش رحمت میں چلے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے انتقال پر آپ نے فرمایا۔ "لوعاش ابراھیم لکان نبیاً" اگر حضرت ابراہیم کا زندہ رہنا ممکن ہوتا۔ تو آپ نبی ہوتے"۔ اس سے احمدی صاحبان یہ استدلال فرماتے ہیں۔ کہ دیکھو آنحضرتؐ کے بعد نئے نبی کا آسکنا ثابت ہو گیا۔ اس پر ہماری گذارش یہ ہے۔ کہ

(۱) حضرت ابراہیمؑ کا زندہ رہنا کیوں ناممکن تھا کہ اسے لفظ لَوْ سے تعبیر فرمایا۔

(۲) آپ کو بھی ماننا پڑیگا۔ کہ اگر حضرت ابراہیمؑ زندہ بھی رہتے۔ اور نبی بھی ہوتے۔ تو صاحب کتاب نبی نہ ہوتے "غیر تشریعی" نبی ہوتے۔ تو یہ ان الفاظ سے کہاں ثابت ہوا۔ کہ اگر ہوتے تو صرف غیر تشریعی نبی ہوتے۔

(۳) اگر اس کے لئے آپ کسی خارجی دلیل سے اپنا مدعا ثابت کرنے پر مجبور ہیں تو کیوں واضح ارشادات کی روشنی میں یہ نہ کہا جائے۔ کہ ان کا زندہ رہنا اسلئے محال تھا۔ کہ اگر زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔ چونکہ نبوت اختتام پذیر ہو چکی تھی۔ اس کا جاری رکھنا ممکن نہ تھا۔ اسلئے آپ کو زندہ نہ رہنے دیا گیا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہو اور نبی نہ ہو۔ اس میں خفیف سی سُبکی پائی جاتی ہے۔ اور خدا کو یہ گوارا نہیں۔

(۲) اچھا نبی ہوتے تو ضروری ہے کہ آپ کے بعد ہوتے۔ اور حضور فرما چکے ہیں۔ کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہونا ہوتا تو حضرت عمرؓ ہوتے۔ آپ کہتے ہیں کہ بعدی سے مراد طویل مدت نہیں۔ بلکہ قلیل مدت یا عنقریب ہے اس تاویل کے رو سے آپ کو اس "حدیث" کا ترجمہ کرنا ہوگا۔

"اگر ابراہیمؑ کا زندہ رہنا ممکن ہوتا تو آپ کے بعد عنقریب نبی ہوتے"۔

پہلی حدیث کا ترجمہ یہ ہوگا۔

"اگر میرے بعد عنقریب کوئی نبی ہونا ہوتا تو حضرت عمرؓ ہوتے"۔

آپ کے ترجمہ کے رو سے پہلے تو آنحضرتؐ اپنے بعد قریب ہی کسی نبی کے ہونے کو ناممکن فرما رہے ہیں۔ اور دوسری حدیث میں عنقریب ہی ایک نبی کے ہونے کو ممکن قرار دے رہے ہیں۔ کیا یہ تخالف صریح کلام نبوی میں ممکن ہے؟ بتلایئے کیا اس میں صریح تضاد نہیں۔ یاد رہے یہ تضاد آپکی تاویل میں ہے سیدھی حقیقت یہ ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے بعد نبوت ختم۔ لہٰذا حضرت عمرؓ کا نبی ہو سکنا محال ہے آنحضرتؐ کے بعد نبوت ختم لہٰذا حضرت ابراہیم کا زندہ رہنا محال

حرف لَوْ کی دو مثالیں

قرآن مجید وحدت خدا کے اثبات پر دلیل پیش کرتا ہے:۔ "لو کان فیھما آلِھَۃٌ الا اللہ لفسدتا" اگر کائنات میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور خدا بھی ہوتا۔ تو نظام عالم بگڑ جاتا۔ یعنی حرف لَوْ اس حقیقت کا ترجمان ہے۔ کہ اللہ کے سوا کسی اور خدا کا ہونا محال ہے۔

ایسے لَوْ "عاش ابراھیم" میں لَوْ ظاہر کرتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کا زندہ

رہنا محال تھا۔

نبی کریمؐ فرماتے ہیں۔ "لوکان موسیٰ حیا لما وسعہ الا اتباعی" (اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں لامحالہ میری اطاعت کرنی پڑتی) مختصر یہ کہ جیسے لو دو خداؤں کی نفی ظاہر کرتا ہے۔ حیات موسیٰ کی نفی کرتا ہے۔ ایسے ہی آنحضرتؐ کے صغیر السن بیٹے ابراہیمؑ کی نبوت کی نفی پر دال ہے۔

صحابہؓ کی تشریح

(۱) بخاری شریف میں حضرت عبداللہؓ بن ابی اوفیٰ کے یہ الفاظ موجود ہیں۔ کہ حضرت ابراہیمؑ اسلئے زندہ نہ رہے۔ کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (و لکن لا نبی بعدہٗ)

(۲) حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

(ولو بقی لکان نبیا) اور اگر حضرت ابراہیمؑ زندہ رہتے تو ضرور نبی ہوتے (ولکن لم یکن یبقی) لیکن یہ ممکن نہیں تھا کہ آپ زندہ رہیں (لان نبیکم اٰخر الانبیاء) اسلئے کہ تمہارا نبی آخری نبی ہے۔ یعنی آخری نبی کے بعد نیا نبی کیسے آسکتا ہے؟۔

خدارا سوچیئے۔ کہ کیا حدیث کا ایسا ترجمہ درست ہوسکتا ہے۔ جو دیگر صحیح احادیث کے خلاف ہو۔ توضیحات صحابہؓ کے خلاف ہو۔ لامحالہ "لو عاش ابراھیم لکان نبیا" کا صحیح ترجمہ وہی ہوسکتا ہے۔ جو احادیث کے مطابق ہو تشریح صحابہؓ کے موافق ہو۔

مزید توضیح

حضور فرماتے ہیں۔

یا اباذر (اے ابو ذرؓ)

اوّل الانبیا آدم (سب سے پہلے نبی آدمؑ ہیں)

واخرھم محمّد (اور سب سے آخری نبی محمدؐ ہیں)

واوّل نبی مِنِ انبیاء بنی اسرائیل موسیٰ (اور بنی اسرائیل کے سب سے پہلے نبی حضرت موسیٰؑ تھے۔)

واخرھم عیسےٰ (اور بنی اسرائیل کے آخری نبی حضرت عیسیٰؑ تھے) (ترمذی)

دوستو! حضور پر لاتعداد مرتبہ درود بھیجو۔ مسئلہ کو کس قدر واضح فرمایا ہے۔ کہ اس سے زیادہ محال ہے۔ فرماتے ہیں کہ

(الف) سب سے پہلے نبی آدمؑ ہیں۔ (اس پر آپکا اور ہمارا اتفاق ہے)

(ب) سب سے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (ہم مانتے ہیں الفاظ ہماری تائید کرتے ہیں۔ آپ نہیں مانتے۔ بھائیو۔ عزیزو۔ محمدؐ کا ارشاد مانو۔ اس کے بغیر نجات نہیں)

(ج) بنی اسرائیل کا پہلا نبی حضرت موسیٰؑ ہے۔

(د) ان کا آخری نبی حضرت عیسیٰؑ ہے۔

کیا حضرت عیسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل میں کوئی نبی آیا۔ نہیں آیا تو کیا آنحضرت کے بعد آپ کی اُمت میں کوئی نبی ہو سکتا ہے؟ اگر نہیں آ سکتا

توجو کہے یا کہیں کہ ہم آ گئے ہیں۔ کیا ان کے دعوے پر کوئی روشنی حضور نے ڈالی اور واحسانا للہ الفضل حضور نے اس گرہ کو بھی کھول کر رکھدیا

آنحضرتؐ کے بعد مدعی نبوت کاذب ہے

فرمایا۔

عن ثوبانؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سیکون فی امتی کذابون ثلاثون

کلھم یزعم انہ نبی
وانا خاتم النبیین
ولا نبی بعدی (مسلم)

حضرت ثوبان راوی ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔
میری اُمت میں تیس بڑے سخت جھوٹے ہونگے۔
ان میں ہرایک یہ دعوی کریگا کہ وہ نبی ہے
درآنحالیکہ میں خاتم النبیین ہوں۔
اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

بخاری شریف میں آپ کی یہ پیشگوئی درج ہے۔ کہ تیس قریبی جھوٹے شخص (دجالون۔ کذابون) دعوی نبوت کریں گے۔ اور جب تک یہ نہ گذر چکیں قیامت نہیں آئیگی۔

حضور اپنے آپ کو "خاتم النبیین" فرماتے ہیں۔ اور اسکی تشریح "لا نبی بعدی" سے کرتے ہیں۔ گویا "لا نبی بعدی" اور "خاتم النبیین" کو مرادف (ہم معنی) فرمارہے ہیں۔ "النبیین" پر جو الف لام ہے۔ استغراق کا ہے یعنی آپ تمام نبیوں کے بعد میں آنے والے ہیں۔ "لا نبی" میں جو لفظ لا ہے۔

ہو سکتے ہیں "لا نفی جنس" یعنی کسی قسم کا کوئی مدعی نبوت آنحضرت کے بعد نہیں آسکتا۔ مطلب یہ کہ اب کوئی انسان نبوت کے درجہ پر فائز المرام نہیں ہوگا۔ اسلئے جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں نبی ہوں۔ اسے کوئی مسلمان سچا نہیں سمجھ سکتا۔ جیسے "ذٰلک الکتاب لاریب فیہ" کے معنی ہیں۔ کہ قرآن ایسی کتاب ہے۔ کہ اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں۔ لہٰذا جو شخص حضور کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے ہم مجبور ہیں۔ کہ اسے کاذب جانیں۔ پس ہمارا طرز عمل یہ ہونا چاہیئے۔ کہ جو کوئی نبوّت کا دعویٰ کرے۔ اُسے صرف اس کے مجرد دعویٰ نبوت کی بنا پر کاذب جانیں۔ اس لئے کہ ارشاد "لانبی بعدی" دعویٰ نبوت کے شجر پر تبر کا حکم رکھتا ہے۔

جھوٹوں سے بچو

صحیح مسلم میں جابر بن سمرۃؓ سے روایت ہے

سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں میں نے سُنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
ان بین یدی الساعۃ کذابین فاحذروھم	کہ قیامت کے قریب جھوٹے مدعیان نبوت ہونگے پس اُن سے بچو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پایاں شفقت ملاحظہ ہو۔
(۱) فرماتے ہیں کہ میرے بعد نبی نہیں۔
(۲) جو میرے بعد نبوّت کا دعویٰ کرے۔ اُسے جھوٹا جانو۔

(۳) یہ جھوٹے نبی قیامت کے قریب ہونگے۔
(۴) جب تک یہ نہ ہوچکیں قیامت نہیں آئیگی۔
(۵) ان کی تعداد تیس ہو گی۔
(۶) ترمذی جلد ۲ صفحہ ۴۵ میں ہے "قریبًا من ثلاثین" یعنی ان کی تعداد تیس کے قریب ہو گی۔
(۷) فرمایا ان سے بچو۔
(۸) ظاہر ہے کہ "ان سے بچو" کا تعلق زیادہ تر ہمارے ساتھ ہے۔
(۹) گویا ہمیں آپ آئندہ خطرات سے آگاہ کر رہے ہیں۔
(۱۰) لازمی بات ہے کہ ہمارا اور صحابہ اور تمام دیگر مسلمانوں کا جو ہم سے پہلے اور صحابہ سے بعد گذرے ہیں۔ ان پیشگوئیوں پر ایمان ہو۔ کہ ضرور ایسا ہوگا۔ لیکن کیا کسی جگہ آپ نے یہ بھی فرمایا؟ ان انبیاء اللہ سیبعث تحت نبوتی من ختمی فآمنوا بھم دمیرے بعد میری مہر سے میرے ماتحت نبی پیدا ہونگے ان کو بھی ماننا۔" "لا نبی بعدی" پر تو آپ اسقدر زور دے رہے ہیں۔ اپنے بعد آنے والے مدعیان نبوت کو کاذب کہہ رہے ہیں۔ ساری اُمت سے فرما رہے ہیں کہ ان سے بچنا۔ لیکن کسی جگہ بھی یہ نہیں کہتے۔ کہ میرے بعد میری مُہر سے غیر تشریعی نبی آئیں گے۔ ان پر ایمان لے آنا۔ اور سنو:-

میں آخری نبی تم آخری اُمت

ابن ماجہ باب "فتنۃ الدجال" صفحہ ۳۰۵ پر آپ کا مندرجہ ذیل ارشاد بھی

قابل غور ہے۔ آپ فرماتے ہیں :۔

انا آخر الانبیاء	میں تمام نبیوں کے آخر میں ہوں۔
وانتم آخر الامم	اور تم اے مسلمانوں آخری اُمت ہو

کس قدر صاف مبہم اور واضح ارشاد ہے قطعی طور پر ثابت ہو رہا ہے۔ کہ آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ آپ کے بعد کوئی نئی اُمت نہیں ہو سکتی۔ آخر جب کوئی نبی ہوتا ہے۔ اس کی اُمت بھی ہوتی ہے جب نبی نہیں تو اُمت بھی نہیں۔ اُمت نہیں تو نبی بھی نہیں۔ علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے۔

دستمان نعرۂ لاقوم بعدی مے زند

میری مسجد آخری مسجد نبوی ہے

"صحیح مسلم مطبوعہ انصاری صفحہ ۴۴۶" پر ہے کہ حضورؐ فرماتے ہیں۔

فانی آخر الانبیاء	پس میں آخری نبی ہوں۔
وان مسجدی آخر المساجد	اور میری مسجد آخری مسجد نبوی ہے۔

احمدی بھائی فرماتے ہیں۔ دیکھو جس طرح حضرت کی مسجد کے بعد اور مسجدیں بھی بنیں اور بن رہی ہیں۔ ایسے ہی آپ کے بعد نئے نبی بھی بن سکتے ہیں۔ اور ایک بن گیا ہے۔ آؤ دیکھیں کہ "آخر المساجد" کی تشریح حضورؐ کے نزدیک کیا ہے ؟

کنز العمال جلد ۶ کے صفحہ ۲۵۶ پر ہے انا خاتم الانبیاء (میں آخری نبی ہوں) و مسجدی خاتم مساجد الانبیاء (اور میری مسجد تمام نبیوں کی

مسجد کے آخر میں ہے)۔ ہ

کہاں سے لائیگا قاصد دہن میرا زباں میری
یہی بہتر ہے خود مجھ سے وہ سُن لیں داستاں میری

کیوں صاحب! آپ کے معنی ٹھیک ہیں یا نبی کریمؐ کے؟ ایک روایت میں ہے۔ مسجدی "خاتم المساجد"۔ غور کرو۔

(۱) کیا آپ کو علم نہیں تھا۔ کہ لوگ میرے بعد مساجد بنائیں گے؟

(۲) آپ نے فرمایا۔ کہ مسجد بنانا بڑے ثواب کا کام ہے۔ کیا آپ کو علم نہیں تھا کہ میری اُمت ثواب کا یہ کام ضرور کریگی۔ ماننا پڑتا ہے کہ آپ اپنی مسجد کو خاص قسم کی مسجدوں میں سے آخری مسجد فرما رہے ہیں۔

(۳) اسکی خود وضاحت کر دیتے ہیں۔ کہ میری مسجد نبیوں کی مسجدوں میں سے آخری مسجد ہے۔

(۴) ایک خصوصیت اپنی مسجد کی یہ بھی فرمائی ہے۔ کہ اس میں ایک نماز پڑھنے سے کئی ہزار نماز کا ثواب ملتا ہے۔ چونکہ اس خصوصیت میں آپ کی مسجد یعنی مسجد نبوی سے مسجد حرام (مکہ کی مسجد) بھی شریک ہے۔ اس لئے آپنے اپنی آخری مسجد کا امتیازی وصف یہ بیان فرمایا۔ کہ یہ آخری نبی کی آخری مسجد ہے۔

آخری مسجد نبوی یا مسجدوں کی مُہر

احمدی حضرات فرماتے ہیں۔ کہ "خاتم الانبیاءؐ" کے معنی ہیں۔ کہ جو نبی آپ کے بعد آنے والے ہیں۔ آپ ان کو نبی بنانے والے ہیں۔ پہلے جو نبی پیدا ہوئے۔

ان کو خدا براہ راست نبی بناتا تھا۔ اب جو نبی بنے گا۔ اُسے نئی شریعت نہیں ملیگی۔ ہاں نبوت ملیگی۔ لیکن اس پر پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہر لگیگی۔ پھر اس پر خدا کا بے کیف ہاتھ دستخط کرے گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاءؐ کا ترجمہ فرماتے ہیں۔ 'آخر الانبیاء (آخری نبی)' اسکی تشریح کیلئے فرماتے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ نبیوں نے مسجدیں بنائیں۔ میں نے بھی مسجد بنائی ہے۔ میری مسجد نبیوں کی مسجدوں میں سے آخری مسجد ہے نہ میرے بعد کوئی نیا نبی آسکتا ہے۔ اسلئے اب کسی کی مسجد نبی کی بنائی ہوئی مسجد نہیں کہلا سکتی۔ ہر نبی کی ایک اُمت ہوتی ہے۔ میری اُمت اے مسلمانو تم ہو۔ میرے بعد نیا نبی نہیں آسکتا۔ تمہارے بعد نئی اُمت ظہور پذیر نہیں ہوسکتی۔ احمدی بھائی بھی اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں شمار فرماتے ہیں۔ اس باب میں ہمارے ساتھ متفق ہیں لیکن مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اور بھی نبی آئینگے۔ احمدی بھائیوں میں سے جناب مستطاب مولانا محمد علی صاحب ایم۔ اے مفسر القرآن امیر جماعت احمدیہ لاہور۔ مولانا محمد احسن امروہی آنجہانی جن کے غالباً بائیں کندھے کے سہارے مرزا صاحب مینارۂ قادیان بروز مینارۂ دمشقی سے نزول فرما ہوئے۔ و دیگر ارکان جماعت احمدیہ لاہور بھی دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ اور آپ کو آخری نبی اور آپ کی مسجد کو آخری مسجد نبوی تسلیم فرماتے ہیں۔ احمدی بھائی غور فرمائیں۔ کہ جب "خاتم الانبیا" کا ترجمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "آخر الانبیا" (آخری نبی) کرتے ہیں۔ تو ہم آپ کا ترجمہ

چھوڑ کر احمدی بھائیوں کے ترجمے کو کس طرح قبول کر سکتے ہیں۔ آخر ہم نبی کریم کا
کلمہ پڑھتے ہیں۔ کسی اور کا تو نہیں پڑھتے۔ اس پر سارے جہان کا اتفاق ہے
کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر عربی دان نہ کوئی ہوا نہ ہوگا
اور نہ ہو سکتا ہے۔ جن کی مہر سے نبی بننے والے ہیں۔ آخر ان کو بھی تو چاہیئے
کہ فرمائیں کہ اے لوگو اب میری مہر سے نبی بنا کرینگے۔ میں نبی گر ہوں۔ خدا را
سوچو کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ تو آپ نے انہیں نبی مانا۔ دوستو
اگر نبی کریمؐ نے آیندہ آنے والے نبیوں کے نبی گر ہونے کا ادعا فرمایا ہے۔ تو
اسکی وضاحت کہاں فرمائی؟ بھائیو اس کے لئے تو صراحت چاہیئے۔ آپ احمدی
فرماتے ہیں۔ کہ "خاتم الانبیاء" سے مقصود یہ ہے۔ کہ آپ اپنے بعد نبی بننے والوں
کے نبی گر ہیں۔ جب تک آپکی مہر نہ ہوگی۔ کسی کی نبوت تسلیم نہیں کیجائیگی۔ بلکہ
بلا مہر کتاب کی مانند مسروقہ کتاب خیال کیجائے گی۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے
"خاتم المساجد" کا ترجمہ کرنا ہوگا۔ "مسجد گر مسجد" یعنی مسجد نبوی کے بعد جو مسجد
بنائی جائے۔ لازمی ہے کہ اسکی تعمیر میں مسجد نبوی میں سے کوئی روڑا یا کنکر ضرور
ڈالا جائے۔ سب کو دکھا کر ڈالا جائے۔ تا کہ لوگ اسے سمجھ جائیں اور جانیں۔
کیا یہ ترجمہ درست ہو سکتا ہے۔ اگر درست نہیں اور یقیناً درست نہیں
تو ماننا پڑتا ہے کہ "خاتم الانبیاء" کا ترجمہ نبی گر درست نہیں۔ درست ترجمہ آخری
نبی اور آخری مسجد نبوی ہے۔ جب کوئی کہتا ہے۔ کہ آنحضرت کے ارشادات
کے مطابق مسیح ابن مریمؑ نازل ہونگے تو آپ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ کیا
اس وقت مسیح عہدہ نبوت سے معزول کر دیا جائیگا؟ آپ فرمائیں۔ کہ پہلے

"خاتم النبیین" تھا۔ اب نبی کریمؐ نبی گر ہیں۔ تو اس سے کیا لازم آتا ہے؟ ۵

آپ ہی اپنے ذرا طرزِ سخن کو دیکھیں
ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی

اس صراحت پر مرزا صاحب کی مہر

مرزا صاحب بھی متذکرہ صراحت پر بدیں الفاظ اپنی مہر تصدیق ثبت فرماتے ہیں۔

الا تعلمان الرب الرحیم المتفضل سمّٰی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بغیر استثنا۔ وفسر نبینا صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ لا نبی بعدی بیان واضح للطالبین (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۳۴)

ترجمہ:۔ کیا تم نہیں جانتے کہ پیدا کرنے والے فضل و رحم کرنے والے خدا نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء بغیر کسی استثنا کے قرار دیا ہے۔ اور ہمارے نبی کریمؐ نے خاتم الانبیاء کی تفسیر بیان کی ہے۔ کہ میرے بعد کوئی نہیں۔ اور سچائی کی ڈھونڈھ کرنے والوں کیلئے یہ بیان بالکل واضح ہیں (ترجمہ ہم نے کیا ہے اور خط بھی ہمنے لگائے ہیں)

کیوں صاحب! ہمارے ترجمہ پر تو مرزا صاحب نے بھی اپنی تصدیقی مہر ثبت کردی؟ اب جو شخص آنحضرتؐ کو آخری نبی نہیں مانتا۔ ظاہر ہوا کہ بقول مرزا صاحب اسے سچائی کی طلب نہیں۔ کیا خاتم الانبیا بغیر استثنا کے مبارک الفاظ یہ دلالت نہیں کرتے کہ آپ کے خاتم ہونے کا تعلق تمام نبیوں سے

ہے۔آپ کہتے ہیں۔کہ اس کا تعلق پہلے نبیوں سے ہے۔بعد میں آپ کی مہر سے بننے والے نبیوں سے نہیں۔مرزا صاحب کہتے ہیں۔کہ اسکی جو تفسیر نبی کریمؐ نے کی ہے۔کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔یہی درست ہے۔مرزا صاحب اسکی مزید تشریح کرتے ہیں۔

"فلا حاجۃ لنا۔الی نبی۔بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم"

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۶۰)

پس نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کی حاجت نہیں ہے۔
نبی کریمؐ سے لیکر مرزا صاحب کے زمانہ تک کسی نبی کی کوئی ضرورت تو آپ کے نزدیک بھی نہیں
کیوں صاحب "بعد" کی جو مدت مرزا صاحب نے تجویز فرمائی ہے۔وہ درست ہے یا آپ کی توضیح درست ہے۔کہ بعد سے مقصود متصلاً بعد ہے۔کیا ہم بھی مرزا صاحب کے الفاظ میں کہہ سکتے ہیں۔کہ ہمیں مرزا صاحب کی کوئی حاجت نہیں؟ ایسا ہی خاتم النبیین والی آیت کا مندرجہ ذیل ترجمہ کرتے ہیں۔یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔

یہ آیت **صاف دلالت کرتی ہے** کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئیگا۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۳۳۳۔مجموعہ ۱۰۵)

پھر فرماتے ہیں:۔

قد انقطع الوحی بعد وفاتہ وختم اللہ بہ النبیین (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۳۴)

بیشک ہمارے نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد وحی کا سلسلہ

ختم ہوگیا ہے۔ اور آپ پر نبوت ختم ہو گئی ہے۔

ہمارا مقصد یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب بھی اس حقیقت پر تصدیقی و توثیقی مُہر لگا رہے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا اللہ تعالیٰ نے صاف الفاظ میں ظاہر کر دیا ہے۔ آپ نے اپنے آپؐ کو آخری نبی ظاہر کرنے میں کمال واضح الفاظ استعمال کئے ہیں۔ کیا آپ کا ایک واضح ارشاد بھی ایسا ہے۔ جو تصریحًا دلالت کرتا ہو۔ کہ آپ نبی گر ہیں۔ پہلے جتنے "تشریعی" اور "غیر تشریعی" ہو چکے ہیں۔ ان کو ختم کرنے والے ہیں۔ اور آئندہ جو غیر تشریعی نبی بننے والے ہیں۔ ان کے آپ نبی گر ہیں۔ اگر ہیں تو دکھاؤ۔ اور اگر نہیں ہیں تو اس عقیدے سے تائب ہو جاؤ۔

نبی کے مُنہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

مسلمانوں کا سال نبی کریم کی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت سے آغاز پذیر ہوا تاکہ دنیا پر روشن رہے۔ کہ مسلمانوں کو صرف اختلاف مذہب کی بنا پر ان کے عزیز رشتہ دار غیر مسلموں نے ترکِ وطن پر مجبور کر دیا۔ سات ہجری ماہ محرم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہانِ وقت کے نام قبول اسلام کے دعوت نامے ارسال کئے۔ حبش کے بادشاہ نجاشی کے نام جب دعوت نامہ پہنچا۔ اس نے اسکی بڑی عزت کی۔ اور دین توحید قبول کر لیا۔ شاہ بحرین بھی حلقہ بگوشِ اسلام ہوگیا۔ والئی عمان بھی ایمان لے آیا۔ حاکم دمشق اور شام کے گورنر نے مبلغ اسلام کی توقیر کی۔ لیکن دین فطرت قبول نہ کیا۔

حاکم یمامہ نے آدھی سلطنت کے عوض توحید کا مسلک اختیار کرنے کا مطالبہ پیش کیا۔ چند روز کے بعد ہلاک ہو گیا۔ تاجدار مصر مسمی مقوقس نے مکتوب نبوی ہاتھی دانت کے ڈبے میں رکھ لیا۔ شہنشاہ روم یا قیصر قسطنطنیہ ہرقل کا دل مان گیا۔ لیکن اس نے سلطنت چھن جانے کے خوف سے اظہار اسلام نہ کیا۔ کجکلاہِ ایران خسرو پرویز نے حضرتؐ کے خط کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حضرتؐ نے اسے لکھا تھا: "اسلم تسلم" اسلام کو تسلیم کرلے تو سلامت رہے گا۔ اس نے مکتوب کو پُرزے پُرزے کر دیا۔ اس نے اپنے گورنر حاکم یمن کو لکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کر کے اس کے پاس بھیجدے۔ اس نے ایک فوجی دستہ اپنے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کیلئے ارسال کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ربانی لاسلکی پیام (جسے اصطلاح شریعت میں وحی کہتے ہیں) سے اطلاع پا کر انہیں فرمایا: "آج رات تمہارے بادشاہ کو خدا نے ہلاک کر ڈالا۔ جاؤ اور تحقیق کرو۔" فوجی یہ خبر سُنکر یمن میں واپس لوٹے۔ معلوم ہوا کہ خسرو پرویز کا جگر اس کے لختِ جگر شیرویہ نے چاک کر دیا ہے۔ گویا ع

نبی کے مُنہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

ہلاکتِ قیصر و کسریٰ

عیسائیوں اور مجوسیوں سے مسلمانوں کی باضابطہ جنگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ہوئی۔ تاہم آپ نے اس کی پیشگوئی فرمادی تھی چنانچہ آپ نے اپنے اصحاب کو حقیقت سے بدیں الفاظ آگاہ کیا۔

عن جابر بن سمرۃ - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ واذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ والذی نفسی بیدہ لتنفقن کنوزھما فی سبیل اللہ (بخاری)

حضرت جابر بن سمرہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہو جائیگا تو اسکے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا - اور جب قیصر ہلاک ہو جائیگا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا - مجھے اللہ کی قسم جسکے قبضے میں میری جان ہے تمہارے ہاتھوں کسریٰ وقیصریٰ کے خزانے راہ اللہ میں صرف کئے جائینگے -

(۱) روم کے بادشاہ کا لقب قیصر اور ایران کے فرمانروا کا لقب کسریٰ تھا -

(۲) آنحضرتؐ کے زمانے میں روم کا تاجدار ہرقل - اور ایران کا شہریار خسرو پرویز تھا -

(۳) آنحضرت نے یہ نہیں فرمایا - کہ جب ہرقل تباہ ہو جائیگا - تو اس کے بعد کوئی ہرقل نہیں ہوگا - یا جب خسرو پرویز تباہ ہو جائیگا - تو اس کے بعد کوئی پرویز نہیں ہوگا -

(۴) آپ نے یہ پیشگوئی فرمائی - کہ جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا - تو اسکے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا - یاد رہے کہ پرویز کی نسبت تو آپ نے فرمادیا - کہ وہ ہلاک ہو گیا ہے - اب جو اس کے بعد ہلاک ہونیوالا ہے وہ خسرو پرویز نہیں ہوسکتا

(۵) واقعات شاہد ہیں - کہ جب سے کسریٰ کی سلطنت تباہ ہوئی ہے اسکے

بعد سے لیکر آج تک ایران کے کسی بادشاہ کا نام کسریٰ نہیں ہوا۔ جب سے قیصر کی اقلیم زیر و زبر ہوئی ہے۔ روم کا کوئی بادشاہ ملقب بہ قیصر نہیں ہوا۔
(۳) واقعات گواہ ہیں۔ کہ مسلمانوں نے ان کے خزانوں کو راہ خدا میں صرف کیا۔ سچ ہے۔ نبی کے مُنہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی۔

احمدی بھائیوں کی دلیل

احمدی بھائی فرماتے ہیں کہ اس پیشگوئی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ جب کسریٰ ہلاک ہو جائیگا تو کوئی تاجدار ایران میں کسریٰ جیسا نہیں ہوگا۔ ایسے ہی قیصر روم کے بعد کوئی قیصر روم ہرقل جیسا نہیں ہوگا۔ یہاں بھی وہی سوال ہے۔ کہ یہ "جیسا" کہاں سے آگیا؟ یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ اچھا صاحب فرمائیں "لا کسریٰ بعدہٗ" یہاں "بعدہٗ" سے کیا مراد ہے؟ آپ کے تصور کے رو سے ترجمہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ کسریٰ کے بعد متصلاً ہی کوئی کسریٰ شہریار ایران نہیں ہوگا۔ البتہ مدت مدید کے بعد اگر ہوئی ہو جائے۔ تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اس سے حدیث کے معنوں میں کچھ فرق نہیں پڑیگا۔ اگر، احمدی بھائی بھی مجبور ہیں۔ کہ "لا کسریٰ بعدہٗ" میں جو بعدہٗ (اس کے بعد) ہے۔ اس کے معنی یہ کریں۔ کہ قیامت تک کوئی شہریار فارس ملقب بہ کسریٰ نہیں ہوگا۔ ایسے "لا نبی بعدی" کے معنی ہیں۔ میرے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آسکتا۔ کیونکہ اگر یہ معنی لئے جائیں۔ کہ کسریٰ سے تھوڑی مدت بعد تو کوئی

کسریٰ نہیں ہوگا۔ البتہ طویل عرصہ کے بعد ہوگا۔ تو یہ چیز واقعہ کے خلاف ہے۔ واقعہ یہ ہے پرویز کے بعد شیرویہ اورنگ ایران پر بیٹھا۔ لیکن کسریٰ کا لقب نا پید ہوگیا۔

بانیٔ شریعت۔ بانیٔ قوم اور بانیٔ سلطنت

باسورتھ سمتھ نے کیا خوب کہا ہے۔ دنیا میں یہ شرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ کہ آپ سلطنت۔ قوم اور شریعت کے بانی ہیں۔ ہمیں آنحضرتؐ کی طفیل سلطنت بھی ملی۔ مسلمانوں نے ایران کی مملکت اور اسکے قلب وجگر پر قبضہ کر لیا۔ ایرانی اپنا تمدن بھول گئے۔ آتش پرستی کی بجائے خدا پرستی پر ناز کرنے لگ گئے۔ ۱۳سو سال کی پوری تاریخ شاہد ہے۔ کہ جب سے ایران میں توحید کا عَلم نصب ہوا ہے ایران کا کوئی تاجدار ملقب بہ کسریٰ نہیں ہوا۔ ایسے ہی جب سے قیصر روم فنا ہوا۔ اصحاب نبوی کے ہاتھوں فنا ہوا۔ کوئی تاجدار روم ملقب بہ قیصر نہیں ہوا۔ شہنشاہ جارج قیصر ہند ہے۔ قیصر روم نہیں۔ ولیم قیصر جرمنی تھا۔ قیصر روم نہ تھا۔ آج ملک شام خطہ فلسطین جو سلطنت روم میں شامل تھا۔ مسلمانوں کے قبضے میں نہیں۔ لیکن نہ شام کے بادشاہ کا نام قیصر ہے اور نہ فلسطین کے فرمانروا کو قیصر کہتے ہیں۔ ویسے تو کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ دیکھو بھائی ہمارا تخلص "کسریٰ" ہے اور ہم موجود ہیں۔ یا یہ کہ دیکھ لو مسلمانوں کے بے لوث قومی خادم اور لیڈر ملک لال دین صاحب قیصر کا تخلص قیصر ہے مگر یہ دعاوی مضحکہ انگیز ہیں۔ اور بجوئے نیرزد کے مصداق ہیں +

ایک اندوہناک منظر

افسوس ہے کہ مرزا صاحب نے ہمیں کچھ نہ دلایا۔ نبی کریم کے وصال کے بعد سارا عرب مسلمان تھا۔ کعبہ کے بُت مٹ گئے۔ مکہ مدینہ میں بتوں کا نام و نشان تک نہیں۔ مرزا صاحب کی آمد کا نتیجہ یہ ہوُا۔ کہ صرف چند لاکھ قادیانی حضرات کو چھوڑ کر باقی کے تمام مسلمان مرزا محمود صاحب کے فتویٰ کے موافق "کافر" ہو گئے۔ موضع قادیان بھی سارے کا سارا احمدی نہیں ہوُا۔ طرابلس۔ مراقش۔ مصر۔ شام۔ فلسطین۔ قبرص۔ ہرگونیا۔ بوسینیا سالونیکا دیدی غاچ۔ عراق عرب۔ بخارا وغیرہ متعدد ممالک مسلمانوں سے چھن گئے۔ ہماری مقروضیت روبہ اضافہ ہے۔ ہندوستان میں ہماری بے بسی کا یہ عالم ہے۔ کہ ہم قادیان میں بلا اجازت ایک بوچڑخانہ تک تعمیر کرسکنے سے عاجز ہیں۔ کشمیر کے مظلومین کی نجات کیلئے "خدا کے نبی" کا فرزند ارجمند بذات خود کوشاں ہے۔ لیکن صورت حالات تا ایندم یہ ہے کہ ؎

ہر کس از روز بہی مے طلبد از ایام
مشکل اینست کہ ہر روز بتر مے بینم

اگر اس باب میں کامیابی ہوئی بھی تو احرار کہیں گے کہ مستحق تحسین صرف ہمارا ایثار ہے۔ دگر ہیچ یہ ٹھیک ہے۔ کہ ابتدا میں مرزا صاحب کے مرید خال خال تھے۔ اب لاکھوں ہیں۔ لیکن ہندوستان میں کسی ایک کا نام تو لو۔ جس نے کسی رنگ میں اپنے آپ کو نمایاں کیا ہو۔ اور ہندوستانیوں نے

اس کا اس کی تحریک کا ساتھ نہ دیا ہو۔ پیری مریدی پنجاب کشمیر اور
صوبہ سرحد کی کامیاب ترین تجارت ہے ۔۔ بھارت دیش کے کروڑوں فرزند
بُت پرست ہیں ۔ سرسید کو ابتدا میں کافر کہا گیا۔ آج ان کے
حق میں رحمت اللہ علیہ کہا جاتا ہے۔ ان کے ہمنوا وقار الملکؒ۔ محسن الملکؒ
مولانا حالیؒ۔ مولانا نذیر احمدؒ۔ چراغ الدین چڑیا کوٹیؒ۔ مولانا شبلیؒ وغیرہ جدید
تاریخ ہند میں اپنا جواب نہیں رکھتے ۔ یہ حضرات مولانا نورالدین صاحب
بھیروی۔ مولانا محمد احسن امروہی۔ حافظ روشن علی۔ مولانا عبدالکریم سیالکوٹی
سے ہر پہلو میں بہتر و برتر ہیں۔ کسی احمدی بھائی کی کوئی تاریخی کتاب دکھاؤ
جو شبلیؒ کی مورخانہ ژرف نگاہی کو مات کرتی ہو۔ مولانا شبلیؒ جیسا فاضل
احمدی صاحبان میں کون ہے؟ مرزا صاحب نے قرآن کریم کی کوئی
تفسیر نہیں لکھی۔ لیکن سرسیدؒ نے اکثر حصہ کی تفسیر لکھی۔ انکی کتاب
"خطبات احمدیہ"۔ "براہین احمدیہ" سے کم پائے کی نہیں۔ کسی غیر مسلم کو دونوں
کتابیں دے دو۔ اس سے پوچھو کہ ان میں سے کونسی کتاب زیادہ محققانہ
انداز سے لکھی گئی ہے۔ کونسی کتاب زیادہ بلیغ ہے۔ کس کا اسلوب بیان
زیادہ دلکش ہے۔ کس کی عبارت زیادہ فصیح ہے؟ تو آپ کو حقیقت
حال سے آگاہی حاصل ہو جائیگی۔ مرزا محمود صاحب بھی شاعر ہیں۔
مولانا حالی بھی شاعر ہیں۔ مگر جو جذبۂ اثر مولانا حالی کے کلام میں ہے۔
اس کا پاسنگ بھی مرزا محمود صاحب کے کلام میں نہیں۔ اثر آزمائی کیلئے
غیر جانبداروں کا انتخاب ضروری ہے۔ مرید تو شعر کیا نثر پر بھی پھڑک

اُٹھتے ہیں۔ مرزا محمود صاحب کے خطبات جمعہ کا محسن الملک کے لیکچروں سے مقابلہ کرو۔ زمین و آسمان کا فرق دکھائی دیگا۔ قادیانی بھائیوں میں شاید ہی کوئی عبرانی جاننے والا ہو۔ اگر ہو بھی تو مولانا چراغ الدین چڑیاکوٹی سے اسکو کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ قادیان کے رسالہ "تشحیذ الاذہان" کا "تہذیب اخلاق" سے مقابلہ کرلو۔ دونوں کی ایک ایک سال کی جلدیں یورپ کے کسی مستشرق یا ہندوستان کے کسی عالم اسلامیات غیر مسلم کے پاس بھیجکر اسکی رائے طلب کرو۔ ایسے ہی سوامی دیانند جی کے کارناموں پر غور کرو۔ دیکھئے آپکا وجود ہندو جاتی کے حق میں کیسا مفید ثابت ہوا۔ اس وقت جتنی تعداد آریہ صاحبان کی ہے۔ اتنی قادیانی صاحبان کی نہیں۔ جتنے کالج آریاؤں کے ہیں۔ احمدی صاحبان کے نہیں۔ قادیان کا اشاعت اسلام کالج آریاؤں کے گروکلوں کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اختلاف مذہب کے باوجود آج آریہ بھائی کل ہندو قوم کی رہنمائی کر رہے ہیں۔ ہندو جاتی کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت قادیانی بھائیوں سے سیاسی اتحاد پر بھی آمادہ نہیں۔ آریہ قوم میدانہائے سیاست میں پیش پیش ہے۔ قادیانی بزرگ وفاداری کے زندہ و متحرک پیکر ہیں۔ بااین ہمہ جو وقار آریاؤں کو حاصل ہے۔ قادیانیوں کو نہیں۔ زیادہ عہدے آریاؤں کے سپرد ہیں ان کے گریجوایٹوں کی تعداد مقابلتہً زیادہ ہے۔ ان کے جلسوں میں چندہ بھی زیادہ ہوتا ہے قادیانی بھائیوں کا صرف ایک سالانہ اجتماع ہوتا ہے آریہ دوستوں کے لاتعداد سالانہ اجتماعات منعقد ہوتے ہیں۔ سوامی دیانند نے

رگوید کی ٹیکا تحریر کی - مرزا صاحب نے قرآن مجید کی کوئی تفسیر نہیں لکھی ہاں
اس خصوص میں مولانا محمد علی صاحب ایم - اے امیر جماعت احمدیہ دونوں سے
بڑھے ہوئے ہیں - آپ نے قرآن شریف کی انگریزی اور اردو دونوں میں
تفسیر سپرد قلم فرمائی ہے - مگر قادیانی بھائی لاہوری حضرات کی کامیابیوں
پرناز اں نہیں ہو سکتے - اسلئے کہ مرزا محمود صاحب "پیغامیوں" کو عیسائیوں
یہودیوں - آریوں - اور دہریوں تک سے بدتر تصور کرتے ہیں - یہ درست
ہے - کہ شمالی امریکہ میں قادیانی حضرات تبلیغ کر رہے ہیں - آریوں کا
وہاں کوئی مشن نہیں - جنوبی امریکہ میں آریہ ہیں - احمدی نہیں ہیں - ہاں
اس کا ہم ہندوستانیوں کو بجا طور پر افسوس ہے - کہ آریہ بزرگ بھگوان وید
کو کل علوم و فنون کا مخزن و سرچشمہ یقین کرنے کے باوجود اس کا سلیس ترجمہ
تک شایع کرنے سے ہنوز قاصر ہیں - جس پر کہنا پڑتا ہے - ع

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

آریہ حضرات "ہندو" کے لفظ تک کو سخت مکروہ قرار دینے کے باوجود
آج ہر ہندو تحریک کے روح رواں ہیں - احمدی بھائی سیاسیات کو
لعنت قرار دینے کے باوجود صرف خاص گونہ سیاسی فریق کے ساتھ
ملکر سرگرم سیاسات ہیں - لندن میں احمدی صاحبان کا مشن ہے لیکن
آریاؤں کا نہیں - اس خصوص میں جو شان و وکنگ مشن کی ہے قادیانی
مشن کی نہیں - آریہ حضرات سوامی دیانند کے گرویدہ ان کی ویددانی کی
وجہ سے ہوئے - مگر احمدی بھائیوں میں سے کوئی دو لاکھ ایسے ہیں - جو صرف

طاعون سے ڈر کر مرزا صاحب پر ایمان لائے۔ اس ضمن میں مرزا صاحب کی شہادت درج ذیل ہے۔ آپ اپنے لیکچر میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"غرض جب نشان عذاب ظاہر ہوا اور ہزاروں جانیں پنجاب میں تلف ہوگئیں۔ اور اس ملک میں ہولناک زلزلہ پڑا تب بعض لوگوں کو ہوش آئی[۱] ۔ اور چند عرصہ[۲] میں دو لاکھ کے قریب لوگوں نے بیعت کر لی۔ اور ابھی زور سے بیعت ہو رہی ہے کیونکہ طاعون نے ابھی پیچھا نہیں چھوڑا۔"

(مرزا صاحب کا لیکچر سیالکوٹ ۱۹۰۴ء مطبوعہ منیجر بک ڈپو اشاعت قادیان صفحہ نمبر ۴۹ سطور از ۹ تا ۱۳)

یہی وجہ ہے کہ مرزا صاحب کے مریدین "جہاد" کو منسوخ تصور فرماتے ہیں۔ اور صرف آجکل کی مجالس مناظرہ میں کھڑے ہو کر جنگی حیثیت اہل نظر کی نگاہوں میں سکولوں اور کالجوں کی "ڈیبٹنگ کلبس" سے زیادہ نہیں ہے۔ مضمون پڑھ دینے یا سوال جواب کرنے کو ہی انتہائی قربانی اور بہترین فریضۂ ملی یقین فرماتے ہیں۔ نفسیات کا جاننے والا آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ جو دو لاکھ حضرات صرف طاعون سے خوف زدہ ہو کر مرزا صاحب کے مرید ہو گئے۔ ان کے دل و جگر کی کیفیت کیا ہے؟ عنوان "ایک اندوہناک منظر" کے ذیل میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اس میں اخباری نقطہ نگاہ سے مرزا صاحب کی

---

[۱] ہوش آئی غلط ہے۔ صحیح ہوش آیا ہے۔

[۲] چند عرصہ میں غلط ہے۔ صحیح تھوڑے عرصہ میں ہے

کامیابی پر ایک تبصرہ ہے۔ اور یہ اسلئے کیا گیا ہے۔ کہ میرے جیسے کم علم بھائی اخباری پروپیگنڈا سے اثر پذیر ہو کر مغالطہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں جس کا ازالہ ضروری تھا۔

آخری نبیؐ

سچی بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کے دعاوی کو چھوڑ کر اگر آپ کی کتابوں سے آیاتِ قرآن کی تفسیر پڑھی جائے تو اگرچہ آپ ان کو اپنے دعاوی کے ثبوت میں پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ لیکن بسا اوقات آپ سے بات بنتی نہیں۔ اور تائید اس عقیدے کی ہو جاتی ہے جسے آپکے مخالف مانتے ہیں۔ مثلاً آپ کی آخری کتاب "حقیقۃ الوحی" ہے جو ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی ۱۹۰۸ء میں آپ انتقال فرما گئے۔ اس معرکتہ الآرا تصنیف میں آپ نے تین زبردست دعاوی فرمائے ہیں۔

(الف) "آپ مسیح علیہ السلام سے افضل ہیں"۔ آپ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۴۸ پر منشی برہان الحق صاحب شاہجہان پوری کا سوال درج کرتے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ سائل پوچھتا ہے کہ اے جناب مرزا صاحب آپکی بعض تصریحات سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ آپ اپنی شان کو مسیح علیہ السلام سے بڑھکر بیان کرتے ہیں۔ اور بعض سے یہ نمایاں ہے۔ کہ آپ کو مسیحؑ پر صرف ایک آدھ فضیلت حاصل ہے۔ اس تناقض کو دور کیجئے۔ آپ جواب میں فرماتے ہیں۔ کہ واقعی میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے

کیا نسبت ہے ۔ وہ نبی ہے (صفحہ ۱۴۹) یہ عبارت واضح ٹکڑے کی حیثیت رکھتی ہے ۔ اس میں آپ نے یہ اصول واضح فرمایا ہے ۔ کہ غیر نبی چاہے کتنا ہی بلند مرتبہ کیوں نہ ہو ۔ اس کا مقام نبی جتنا بلند نہیں ہو سکتا ۔ اس کو قرب الٰہی کے معیار کے اعتبار سے نبی سے کوئی نسبت نہیں ہو سکتی ۔ اس کے خلاف آپ اپنی جدید پوزیشن اس طرح بیان کرتے ہیں ۔ کہ اب آپ کے کمالات مسیحؑ سے بڑھ چڑھ کر ہیں ۔ اس دعوے کی عقلی دلیل یہ دیتے ہیں ۔ کہ حضرت عیسیٰؑ توریت کے وارث تھے ۔ مرزا صاحب قرآن شریف کے وارث ہیں ۔ حضرت عیسیٰؑ کی روحانی قوتیں صرف اتنی تھیں کہ یہود کی ان سے اصلاح ہو جائے اور مرزا صاحب کو سب کی اصلاح مطلوب ہے ۔ اسلئے آپ کی قوتیں نسبتاً زیادہ ہیں ۔ نقلی دلیل آپ نے یہ دی ہے کہ خدا کا فیصلہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ خادم اسرائیلی مسیح ابن مریمؑ سے بڑھکر ہیں ۔ غور کیجئے کہ ان توضیحات نے یہ تو عیاں کر دیا ۔ کہ آپ نبی ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں ۔ مسیح علیہ السلام سے زیادہ مقبول و باکمال ہونے کے مدعی ہیں ۔ مگر دلائل بڑے پھسپھسے دیئے ہیں ۔ نقلی دلیل کے رو سے اگر ہر سچا مسلمان مسیح علیہ السلام سے افضل ہے ۔ تو آپکا یہ اصول غلط ہو جاتا ہے کہ غیر نبی کو نبی سے کیا نسبت ؟ اور اگر یہ دلیل صحیح ہے ۔ تو چاہیئے کہ ہر ایک سچا مسلمان نبی ہو ۔ اور اگر ایسا نہیں تو ضروری ہے کہ آپ کی بیان کردہ دلیل کو غلط ٹھیرایا جائے ۔ عقلی دلیل بھی غلط ہے مرزا صاحب یا مسلمان قرآن شریف کے وارث ضرور ہیں ۔ لیکن ان پر

قرآن اُترا نہیں - قرآن کا نزول صرف قلب محمدؐ پر ہوا ہے - ایسا ہی انجیل جناب مسیحؑ پر نازل ہوئی - دیکھئے آپ بھی مسیحؑ کو جناب ابراہیمؑ جناب موسیٰؑ سے افضل نہیں مانتے - حالانکہ چاہیئے کہ آپ اپنے اصول کے ماتحت مانیں - اسلئے کہ حضرت عیسیٰؑ کو تورات کے علاوہ انجیل بھی ملی لیکن انجیل حضرت ابراہیمؑ کو نہیں - حضرت موسیٰؑ کو نہیں ملی - مزید برآں یہ کہ مرزا محمود صاحب کو اپنی خلافت کے منکرین لاہوری صاحبان کی اصلاح بھی کرنی ہے - مردم شماری میں جس قوم کا نام مسلمان درج ہے - اس کی سیاسی قیادت بھی کرنی ہے - اسلئے ضروری ہے - کہ آپ کے کمالات مرزا صاحب سے زیادہ ہوں - اگر جواب نفی میں ہے تو ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کی دلیل غلط ہے - بہر نوع یہ اعتراض بحال رہیگا - کہ جب نبی کریمؐ کا ہر اُمتی مسیحؑ سے افضل ہے - تو اس افضلیت میں مرزا صاحب کی نبوت نے باعتبار فصل کونسا امتیاز پیدا کیا - اسلئے کہ فصل تو آگے موجود ہے - مثلاً یہ صحیح ہے - کہ گھوڑا بھی حیوان ہے - اور انسان بھی حیوان ہے - مگر انسان اسلئے افضل ہے - کہ حیوان ناطق ہے - اگرا چھی تقریر نہ بھی کرے - اعلیٰ درجے کے نطق پر نہ بھی قادر ہو - تو جس فرق دفصل، نطق نے اسے گھوڑے سے ممتاز کیا ہے - وہ تو قائم ہے -

(ب) دوسرا دعویٰ آپ نے یہ کیا ہے کہ آپ نبی ہیں -

(ج) تیسرا یہ کہ آپ کا منکر کافر ہے - فرماتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء نے میری تصدیق کی ہے - تو میرا منکر بھی ویسا ہی کافر ہوگا -

جیسا کہ انبیاء کا منکر کافر ہوتا ہے۔

آخری رسولؐ

لیکن اس کتاب میں جہاں آپ نے آیات کی تفسیر کی ہے۔ اس سے عیاں ہوتا ہے۔ کہ آخری نبی حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مثلاً مرزا صاحب یہ آیۂ مبارکہ درج کرتے ہیں۔

"واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ قال ءاقررتم و اخذتم علیٰ ذٰلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین"

ترجمہ:۔ اور یاد کرو جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا۔ کہ میں جب تمہیں کتاب اور حکمت دونگا۔ اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا۔ جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا۔ تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا۔ اور اسکی مدد کرنی ہوگی۔ اور کہا گیا تم نے اقرار کر لیا۔ اور اس عہد پر استوار ہو گئے۔ اُنہوں نے کہا ہم نے اقرار کر لیا۔ تب خدا نے فرمایا کہ اب اپنے اقرار کے گواہ رہو۔ اور میں بھی تمہارے ساتھ اس بات کا گواہ رہوں گا۔"
آیت کی تفسیر میں مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ "اب ظاہر ہے کہ انبیاء تو

اپنے اپنے وقت پر فوت ہو گئے تھے۔ یہ حکم ہر نبی کی امت کیلئے ہے۔ کہ جب وہ رسولؐ ظاہر ہو۔ تو اس پر ایمان لاؤ۔ ورنہ مواخذہ ہو گا۔ اب بتلاویں۔ میاں عبدالحکیم خاں بنیم ملاحظہ ایمان کہ اگر صرف توحید خشک سے نجات ہو سکتی ہے۔ تو پھر خدا تعالیٰ ایسے لوگوں سے کیوں مواخذہ کریگا۔ جو گو آنحضرتؐ پر ایمان نہیں لاتے۔ مگر توحید باری کے قایل ہیں۔ (حقیقت الوحی صفحہ ۱۳۰ و ۱۳۱)۔

ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹیالہ کے رہنے والے تھے۔ آپ پہلے مرزا صاحب کی سچائی کے قایل ہو گئے۔ بعد آزاں آپ مرزا صاحب سے منحرف ہو کر آپکے مقابلے پر ڈٹ گئے۔ مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ ڈاکٹر صاحب نجات کیلئے آنحضرتؐ پر ایمان لانا ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ مرزا صاحب ان کو جواب دے رہے ہیں۔ کہ آنحضرت پر ایمان لائے بغیر نجات نہیں۔ اس کی دلیل میں آپ نے مسطورہ فوق ارشاد باری پیش کیا۔ مطلب صاف ہے۔ مرزا صاحب تسلیم کرتے ہیں۔ کہ جس نبی پر سب نبیوں کو ایمان لانا اور جسکی نصرت کرنا ہے۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قادیانی حضرات نے قرآن کریم کی تفسیر شائع کرنے کا اعلان فرمایا۔ انہوں نے اس وقت تک صرف پہلے سیپارہ کی تفسیر شائع کی ہے۔ یہ تفسیر قادیانی علما نے جناب مرزا محمود صاحب کی سرپرستی میں شائع کی ہے۔ اس تفسیر کے صفحہ ۳۴ پر مصدق قالما معکم کی شرح میں تحریر کیا ہے" اس لئے اس نبی کیلئے جو تمام دنیا کیلئے آئے۔ کل دنیا کے انبیاء کی خواہ وہ کسی قوم یا کسی ملک میں،

گذرے ہوں۔ تصدیق لازمی اور ضروری تھی۔ پس ایک ایسے نبی کی خبر دینے سے جو سب دنیا کی طرف آئیگا۔ دوسرے الفاظ میں یہ مراد تھی۔ کہ ایک ایسا نبی آئیگا۔ جو تمام راستبازانِ عالم کا مصدِّق ہوگا۔ قرآن کریم میں دعویٰ کیا گیا ہے۔ کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان الفاظ کے بعد واذا ـــــــــــــــ ھم الفاسقون تک پوری آیت درج کی ہے۔ جسکی جناب مرزا صاحب نے "حقیقتہ الوحی" میں وضاحت فرمائی۔ گویا مرزا صاحب۔ مرزا محمود صاحب اور علمائے قادیان کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ آیت متذکرہ میں جس رسول کا ذکرِ خیر کیا گیا ہے۔ اس سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہے +

آخری رسولؐ

اب ہمیں حق حاصل ہے کہ احمدی برادران کی توجہ عالیہ اس آیۂ مبارکہ کے رو سے حسب ذیل حقایق کی طرف مبذول کرائیں۔

(الف) آپکی تفسیر کے صفحہ ۳۴۳ پر اذ اخذ اللہ میثاق النبیین کا یہ ترجمہ مرقوم ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے پختہ عہد لیا۔ جب ترجمہ ہے لفظ اذ کا اخذ اللہ کا ترجمہ ہے اللہ تعالیٰ نے لیا۔ میثاق کا ترجمہ ہے پختہ عہد۔ النبیین کا ترجمہ ہے تمام انبیاء سے۔ انبیاء ترجمہ ہے نبیین کا اور تمام ترجمہ ہے "ال" کا۔ گویا یہ الف۔ لام استغراقی ہے۔ ایسے ہی خاتم النبیین کا الف لام استغراقی ہے۔ یعنی وہاں بھی معنے یہی ہیں۔ "تمام نبی"۔

اسلئے آپ جو یہ فرمایا کرتے ہیں۔ کہ "خاتم النبیین" کے معنے تمام نبیوں کا خاتم نہیں۔ بلکہ بعض کا خاتم ہے۔ آپ کا یہ ارشاد درست نہیں۔

(ب) آپ کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے نبی تھے۔ وہ براہ راست نبی بنتے تھے۔ ان کیلئے حضرت کی اطاعت ضروری نہیں۔ لیکن انکی نبوت نئی شریعت والی نہیں ہوگی۔ اس دعویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے "میثاق النبیین" پر مزید غور کیجئے۔ صاف ظاہر ہے کہ تمام نبیوں سے عہد لیا گیا ہے۔ سب کے سب ایسے نبی ہیں۔ جو براہ راست نبی بنے ہیں۔ کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی وجہ سے نبی نہیں بنا۔ معلوم ہوا کہ آپ کو نبی گر کہنا غیر اسلامی مبالغہ ہے۔

(ج) "لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ" کا ترجمہ مرزا صاحب یہ فرماتے ہیں: "تمہیں کتاب اور حکمت دوں گا"۔ صاحبزادہ صاحب کا ترجمہ یہ ہے البتہ جو کچھ میں نے تم کو کتاب اور حکمت دی ہے۔ اگرچہ عربی عبارت کو مدنظر رکھتے ہوئے کچھ ترجمہ مرزا صاحب کا غلط ہے۔ اور کچھ مرزا محمود صاحب کا۔ مگر اسقدر واضح ہے۔ کہ آیت کا یہ ٹکڑا دلالت کرتا ہے۔ کہ کوئی نبی ایسا نہیں۔ جسے اللہ نے کتاب اور اس کتاب کی وضاحت کی استطاعت مرحمت نہ فرمائی ہو۔ مگر مرزا صاحب کو کوئی کتاب خدا نے نہیں دی۔ اس لئے آپ نبی نہیں۔ اور آپ کا یہ مصرعہ حق بجانب ہے

ع "من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب"

نہیں رسول ہوں اور نہ کوئی کتاب لایا ہوں۔

(د) اس سے یہ بھی ٹپکتا ہے۔ کہ ہر نبی کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ نبی کریم پر ایمان لانے اور اپنی اُمت کو آنحضرتؐ کی تصدیق پر راغب کرنے پر مامور ہے۔ مرزا صاحب کی کوئی اُمت ہی نہیں۔ ع

میں دامن ہی نہیں رکھتا جو اُلجھے خار دامن میں

(ذ) ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ" ۔ اس کا ترجمہ مرزا صاحب نے یہ کیا ہے۔ "پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئیگا۔ مرزا محمود صاحب کا ترجمہ یہ ہے۔ "پھر آئے تمہارے پاس کوئی رسول" ۔ الغرض فاضل والد اور اس کا فاضل فرزند۔ اس "پھر" سے نہیں پھر سکتا۔ یہ "پھر" اور "آخری زمانہ" اور "میرا رسول" پکار کر کہہ رہے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخر میں تشریف فرما ہونگے۔ لیکن احمدی بھائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ آپ ان نبیوں کے ختم کرنے والے اور ان نبیوں میں سے سب سے آخر تشریف لانے والے ہیں۔ جو براہ راست نبی بنا کرتے تھے۔ جو آپ کی اطاعت سے نبی بنیں گے۔ آپ انکے خاتم نہیں ہیں۔ گویا نبیوں کی صرف ایک قسم کی فہرست کے آخری فرد ہیں۔ ہر قسم کے نبیوں میں سے سب سے آخر میں آنیوالے نہیں ہیں۔ لیکن آیت۔ مرزا صاحب کا ترجمہ۔ مرزا محمود صاحب کا ترجمہ دلالت کرتا ہے۔ کہ آپ آخری زمانہ کے آخری نبی اور تمام نبیوں میں سے سب سے آخر میں آنے والے اور سب کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ ان گذارشات کو مدنظر رکھ کر مرزا صاحب کے مندرجہ ذیل الفاظ پر بھی خاص توجہ درکار ہے آپ اپنی "حقیقۃ الوحی" کے صفحہ ۱۴۱ پر ارشاد فرماتے ہیں:۔

"اللہ وہ ذات ہے۔ جو رب العالمین اور رحمٰن اور رحیم ہے جس نے
زمین و آسمان کو ۶ دن میں بنایا۔ اور آدم کو پیدا کیا۔ اور رسول بھیجے
اور کتابیں بھیجیں۔ اور سب کے آخر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو پیدا کیا۔ جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہے۔ اور یوم آخر قرآن
شریف کی رو سے وہ دن ہے جس میں مردے جی اُٹھیں گے"+

کیوں صاحب؟ کیا "سب کے آخر" "آخری زمانہ" "یوم آخر" اور
خاتم الانبیاء کے قرائن کے زیر اثر کسی کھینچا تانی سے بجز اس کے کوئی اور مفہوم
سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ نبی کریمؐ آخری نبیؐ ہیں۔ تمام نبیوں کو ختم کرنے والے
ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی مدعی نبوت راستباز نہیں کہلا سکتا۔ نہ کوئی
نئی اُمت ہے۔ نہ نیا نبی۔ فھو المراد+

مرزا صاحب زیادہ عالم ہیں

اس آیت کی نئی تفسیر مرزا محمود صاحب نے الفضل ۱۹ ستمبر ۱۹۱۵ء
میں شائع فرمائی۔ آپ کی تحقیق انیق یہ ہے:۔

"جب اللہ تعالیٰ نے "واذ اخذ اللہ میثاق النبیین"
میں سب نبیوں سے عہد لیا۔ جن میں نبی کریمؐ بھی شامل ہیں۔ کہ جب
تم کو کتاب (توریت و قرآن) اور حکمت (منہاج نبوت اور
حدیث) دوں اور پھر تمہارے پاس ایک رسول مصدق (مسیح
موعود) آئے۔ تو تم اے نبیو ضرور اس پر ایمان لانا۔ اور اس کی تائید کرنا

انبیاء پر فرض ہے۔ کہ مسیح موعود پر ایمان لائیں تو ہم کون ہیں
جو نہ مانیں"۔

کیوں صاحب! ہم کون ہیں جو اس پر برح کریں۔ آہ پیر پرستی تیرا
ستیاناس۔ مرید یہ عبارت پڑھتے ہیں۔ لیکن پیر سے یہ نہیں پوچھتے حضور
کیا آپ مرزا صاحب سے بھی زیادہ عالم ہیں؟ خود تفسیر کرتے ہیں۔ کہ میثاق
النبیین" والی آیت میں سب انبیاء سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان
لانے اور آپکی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا ہے۔ اور اب فرمایا جاتا ہے۔
اور آیت کا ترجمہ یہ کیا جاتا ہے:۔ "اے نبیو" مرزا صاحب پر ایمان لاؤ۔
اور اس میں حضور کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ واقعی انگریزی راج میں
بڑی برکتیں ہیں۔ ؎

کہاں ایسی آزادیاں تھیں میتسر
انا الحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ

جن انبیاء علیہم السلام کو "مرزا صاحب" پر ایمان لانے کی ہدایت فرمائی
جارہی ہے۔ انہیں کتابیں عنایت کیگئی ہیں۔ انہیں حکمت سے نوازا گیا
ہے۔ انہیں "براہ راست" نبی بنایا گیا ہے۔ لیکن "مرزا صاحب" ہیں کہ یکم دسمبر
۱۸۸۸ء سے بیعت لینی شروع کرتے ہیں۔ اور سال ۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۲ء تک آپ
کھُل کر نبوت کا دعویٰ بھی نہیں کرتے۔ بلکہ مدعی نبوت کو دھڑتے سے کافر
ٹھیرا رہے ہیں۔ ۱۸۹۱ء میں خانہ خدا (مسجد دہلی) میں کھڑے ہو کر اقرار
کرتے ہیں۔ کہ رسالت آدم سے شروع ہوئی اور نبی کریم پر ختم ہو گئی۔

اور جو اس کا منکر ہے کافر ہے۔ اور ۱۹۰۷ئہ میں "حقیقۃ الوحی" میں اپنا یہ دعویٰ واضح الفاظ میں شائع کرتے ہیں۔ کہ آپ نبی ہیں۔ مسیح سے افضل ہیں۔ اور آپ کا منکر کافر ہے۔ اور خدا کی شان ہے کہ جونہی کھل کر دعویٰ کرتے ہیں۔ ۱۵ مئی ۱۹۰۷ئہ کو "حقیقۃ الوحی" چھاپتے ہیں۔ اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ئہ کو اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ آپ کو نہ کوئی کتاب عنایت ہوتی ہے۔ اور نہ نئی شریعت ملتی ہے۔ اور اسی "حقیقۃ الوحی" کے ضمیمہ ۶۸ پر یہ الفاظ لکھتے ہیں:۔

"اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ کس قدر جہالت کی بات ہے کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔ اے نادانو میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے۔ کہ میں آنحضرت کے مقابلہ پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں۔ یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت ہے۔ جو آنحضرتؐ کی اتباع سے حاصل ہے۔ مکالمہ و مخاطبہ کے آپ بھی قائل ہیں پس یہ صرف نزاع لفظی ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں۔ میں اسکی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکل ان یصطلح"

"اور یہ سے لیکر ——— خروج ہے" کا مطلب یہ ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا جاہل ہے احمق ہے، منکر حق ہے۔ اب خواہ ایسی نبوت ہو یا ویسی یا جیسی یا کیسی۔ جو بھی

اس کا دعویٰ کرے۔ بقول مرزا صاحب جاہل ہے۔ احمق ہے۔ نادان۔ منکر حق ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں۔ کہ "آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں"۔ میں اسکی کثرت کا نام اللہ کے حکم اور اپنی اصطلاح کے مطابق نبوت رکھتا ہوں۔ اور ہر ایک کو حق ہے۔ جو چاہے اصطلاح مقرر کرے۔ کیا خوب؟ گویا مطلب یہ ہے۔ کہ آپ ایک پیسہ کو ایک پیسہ کہتے ہیں۔ اور میں ۶۴ پیسوں کو روپیہ کہتا ہوں۔ اب اس کا یہ مطلب تو درست ہو سکتا ہے۔ کہ جیسے آپ اپنے لئے اصطلاح تجویز کر سکتے ہیں۔ میں بھی کر سکتا ہوں۔ مگر مماثلت تو جب ہوتی۔ کہ آپ محض "مکالمہ و مخاطبہ" کا اصطلاحی نام کوئی اور تجویز کرتے۔ آپ تو اسکی کثرت کا نام کچھ اور تجویز کر رہے ہیں۔ اسلئے آپ اور آپ کو نہ ماننے والوں کی روش میں اختلاف ہے مشابہت نہیں۔ مزید براں یہ اصطلاح کی بھی خوب کہی۔ اگر کوئی شخص اپنی اصطلاح میں سنکھیا کو شہد کہنے لگ جائے۔ یا یہ کہے کہ میں حقیقی خدا نہیں۔ بلکہ اصطلاحی خدا ہوں۔ اسلئے کہ آپ اپنی اصطلاح میں دنیا کے بنانے والے کو خدا کہتے ہیں۔ تو میں کھلونے بناتا ہوں۔ اور کھلونے بنانے والے کو خدا کہتا ہوں۔ تو یہ اصطلاحیں تو عقل و شریعت کی لٹیا ہی ڈبو دینگی گویا آپ کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ آپ نبی ہیں۔ اور نبی اس لئے ہیں۔ کہ آپ کو کثرت مخاطبت و مکالمت حاصل ہے۔ اور اس کثرت کا نام آپ نے اپنی اصطلاح میں نبوت رکھا ہے۔ اور یہ اصطلاح آپنے اس وضع کی کی ہے۔ کہ خدا نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے۔ اور یہ درجہ آپ کو اس لئے

ملا ہے۔ کہ آپ حضرت کے کامل مطیع ہیں۔ اور دنیا میں کوئی اور شخص آپ کا کامل مطیع نہیں ہوا۔ ملاحظہ ہو کہ اس کیلئے آپ کی دلیل کیا ہے؟ آپ "حقیقۃ الوحی" کے ضمیمہ صفحہ (۱۷) پر ارقام فرماتے ہیں۔

"والنبی الذی لیس فیہ صفۃ الافاضۃ لایقوم دلیل
علی صدقہ" (ترجمہ)۔ اور جس نبی میں صفت افاضت نہ ہو۔
(یعنی اپنے ماننے والوں کو نبی بنا سکنے کی قدرت نہ ہو) اسکی سچائی پر
کوئی دلیل قائم نہیں کی جا سکتی۔

اب آپ کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نبی ہیں کہ آپ کی اطاعت سے انسان نبی بن سکتا ہے۔ دوسرے کسی نبی کو یہ قدرت خدا نے نہیں بخشی۔ تو کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر جتنے انبیا گذرے ہیں۔ اُن کے صدق پر کوئی دلیل نہیں قائم کی جا سکتی۔ اور پھر آپ کا یہ دعویٰ بھی ہے۔ کہ اس کیلئے نمونہ ہونا بھی ضروری ہے۔ خدارا سوچو۔ کہ جب مرسلین سابقین (حضور سے پہلے رسولوں) کی اطاعت سے کوئی نبی نہیں بنا۔ اس کا کوئی نمونہ تاریخ رُسل میں موجود نہیں۔ تو وہ مرزا صاحب کے قائم کردہ اصولوں کے مطابق نبی کہلانے کے کس بنا پر مستحق ہو سکتے ہیں؟ حالانکہ یہ مسلّم ہے۔ کہ وہ نبی ہیں سچے رسول ہیں۔ انہیں کتابیں ملی ہیں۔ انہیں حکمت مرحمت ہوئی ہے معلوم ہوا۔ کہ نبیوں کی تصدیق کرنے والا سرور دوجہان ہے۔ نہ کہ "رسول قادیان" کیونکہ آخرالذکر کا کلیہ نبیوں کی صداقت کو متزلزل کرنے والا ہے۔ اور

اوّل الذکر کے ارشادات مرسلین کی نبوت پر مُہر صداقت ثبت فرمانے والے ہیں۔ معلوم ہُوا کہ آیہ مبارکہ کے مصداق نبی کریم ہیں۔ اور آپ کو مصداق قرار دینے میں مرزا صاحب کی توضیح مرزا محمود کی پہلی تفسیر۔ علمائے قادیان کی تفسیر درست ہے۔ اور مرزا محمود صاحب کا فیصلہ مندرجہ "الفضل" ۹ ستمبر ۱۹۱۷ء غلط ہے۔ بالکل غلط ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ؛

کثرت مخاطبت

مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ۱۶ جولائی ۱۹۰۶ء تک ان کے نشانات کی تعداد تین لاکھ تک پہنچ گئی۔ اسلئے آپ نبی ہیں۔ لیکن آپنے براہین احمدیہ کے حاشیہ نمبر۱ صفحہ ۲۱۵ پر یہ بھی سپرد قلم فرمادیا ہے۔ کہ

"حضرت خاتم الانبیاء کے ادنیٰ خادموں اور کمترین چاکروں سے ہزارہا پیشگوئیاں ظہور میں آتی ہیں اور خوارق عجیبہ ظاہر ہوتے ہیں"

ظاہر ہے کہ جب "ادنیٰ خادموں" سے ہزارہا پیشگوئیاں ظہور میں آتی ہیں اور خوارق عجیبہ ظاہر ہوتے ہیں۔ تو "اعلیٰ خادموں" اور "اعلیٰ ترین چاکروں" سے ضرور لاکھوں پیشگوئیاں اور ان گنت خوارق عجیبہ ظاہر ہوتے ہونگے۔ جب "لاکھوں پیشگوئیاں والے" اپنے آپ کو "اصطلاحی نبی" کہلانا پسند نہیں کرتے تو جو صرف تین لاکھ نشانات سے مشرف ہوئے۔ اُنہوں نے کیوں ایک نئی اصطلاح وضع فرمالی۔ اگر کوئی اپنے آپ کو "ظلی خدا"۔ "بروزی خدا"۔ "اصطلاحی خدا" کہنا اور لکھنا شروع کردے۔ تو کیا وہ بھی اس مقولہ کو اپنی سپر بنا سکتا ہے

کہ ہر ایک کی اپنی اصطلاح ہوتی ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب کا کلیہ وہ درست ہے۔ جو اپنے "تجلیات الہیہ" کے حاشیہ مرقومہ صفحہ ۸ و ۹ پر بدیں الفاظ تحریر فرمایا ہے:۔

"آنحضرت کے بعد کسی پر لفظ نبی کا اطلاق بھی جائز نہیں"۔

اتمامِ نعمت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

"الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔

ترجمہ:۔ آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو اکمل کر دیا۔ اور آج میں نے تم پر نعمت بھرپور کر دی۔ اور میری خوشنودی یہی ہے۔ کہ تمہارا دین اسلام ہی ہو۔

دین کیا ہے۔ یہی نا کہ اللہ پر ایمان لانا۔ فرشتوں پر ایمان لانا۔ الہامی کتابوں پر ایمان لانا۔ خیر و شر کی تقدیر پر ایمان لانا۔ قیامت پر ایمان لانا۔ مرزا صاحب کے دعوئی نبوت سے پیشتر کل مسلمانوں مع مرزا صاحب کا ایمان یہ تھا۔ کہ مسلمان کسی نئے نبی پر ایمان لانے کے مکلف نہیں۔ بطور اصول احمدی بھائیوں کو بھی ماننا پڑیگا۔ کہ

(۱) دین مکمل ہو گیا ہے۔

(۲) اب الٰہی دین صرف اسلام ہے۔

(۳) اب کوئی نیا دین قابل قبول نہیں۔

(۴) دین اپنی ذات میں ایک اعلیٰ نعمت ہے۔ لیکن نئے دین کا دروازہ بند کر کے خدا نے اس نعمت کا دروازہ بند کر دیا ہے۔

(۵) احمدی بھائی بھی اس کھڑکی کے عدم افتتاح ہی کو انسانوں کے حق میں برکت اور رحمت تصور کرتے ہیں۔

(۶) قرآن مجید کے بعد کوئی نئی کتاب انسانوں کی ہدایت کیلئے نازل نہیں ہوگی حالانکہ قرآن مجید خود اعلیٰ درجے کی نعمت ہے۔ گویا جو نعمت کتاب الٰہی مرحمت فرمانے کے مترادف ہے۔ اس کا باب ہمیشہ تک کے لئے مقفل ہو گیا ہے۔ کوئی کنجی اس تالے کو کھول نہیں سکتی۔ خدا موجود ہے اس میں گویائی کی قدرت موجود ہے۔ اس میں نئی کتابوں کے عنایت فرما سکنے کی قدرت موجود ہے۔ سہ

ابھی سب کچھ ہے محبت کے خریداروں کو
حُسن یوسف بھی ہے اور مصر کا بازار بھی ہے

بایں ہمہ تمام تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اس نعمت کے لفافے پر آخری مہر ثبت کر دینا ہی غایت درجے کی نعمت ہے۔

(۷) زبور بھی خدا کی کتاب تھی۔ نعمت تھی مگر اسکے ہوتے ہوئے بھی خدا نے توریت بھیجی۔ توریت کے باوجود انجیل بھیجی۔ انبیاء کو صحائف دیئے فرمایا صحف ابراھیم و موسیٰ۔ لیکن صحیفہ ابراہیم کے باوجود دوسروں کو بھی صحایف دیئے۔

(۸) ہر نبیؑ کی ایک امت تھی۔ ہر نبیؑ کی شریعت تھی۔ اب کیوں نئی اُمت کا وجود محال ہے؟ کیوں نئی کتاب کا آنا محال ہے؟ کیوں نئے دین کا درجہ قبول حاصل کر سکنا محال ہے۔؟

(۹) اگر جواب یہ ہے کہ قرآن مجید کے بعد نئی کتاب کی حاجت نہیں۔ اسلام کے بعد نئے دین کی حاجت نہیں۔ تو ہم کیوں نہ یہ عرض کریں۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئے رسولؑ کی حاجت نہیں ہاں اگر کسی گوشے سے محکمہ آثار قدیمہ کی کسی کوشش سے اصلی انجیل۔ صحیح زبور حقیقی توریت برآمد ہو جائے۔ اور اسکی آیات تائید اسلام کیلئے پیش کی جائیں۔ تو ان کی ہستی یا ان کی برآمد اس امر کا مصداق نہیں ہو گی۔ کہ قرآن کے بعد نئی کتاب نازل ہوئی ہے۔

نعمتِ نبوّت

نعمت ہر اس حالت کو کہتے ہیں۔ جس میں انسان لذت محسوس کرتا ہے قرآن کریم فرماتا ہے۔ ان تعدّوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا (ابراہیم) (اے انسانوں اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو گے۔ تو تم انہیں گن نہیں سکو گے) معلوم ہوا کہ نعمت شماری ممکن نہیں۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ اتممت علیکم نعمتی" (اے مسلمانوں ہم نے اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے) اس سے کیا مراد ہے۔ اس سے پہلے یہ ہے۔ کہ اے مسلمانوں ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے دین ہدایت نامہ ہے۔ ہدایت کیلئے ضروری ہے۔ کہ ہادی بھی ہو۔ قرآن

فرماتا ہے "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ" واللہ وہ ہے جس نے اپنے
رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت کے ساتھ بھیجا۔ پہلے رسول پھر ہدایت
نامہ۔ اب اگر مزید ہدایت نامہ نہیں آسکتا۔ تو اس سے لازماً ماننا پڑتا ہے
کہ ہادی آنے بھی بند ہو گئے ہیں۔ مثلاً اگر حکومت یہ کہے۔ کہ جو قانون بن چکے
ہیں۔ بن چکے ہیں۔ اب کوئی نیا قانون نہیں بنے گا۔ بلکہ قانون سازی
بند کر دی گئی ہے۔ تو یہ چیز اسمیں لازماً داخل ہے۔ کہ اب کوئی شخص قانون
ساز نہیں ہو سکتا ہاں قانون کے نافذ کرنیوالے ہو سکتے ہیں۔

مزید توضیح

قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ
سے کہا:۔
"وکذالک یجتبیک ربک ویعلمک من تاویل الاحادیث
ویتم نعمتہٗ علیک وعلیٰ اٰل یعقوب"
ترجمہ:۔ ایسے ہی تیرا پروردگار تجھے برگزیدہ بنائے گا۔ اور تجھے علم تعبیر خواب
سکھائے گا۔ اور تجھ پر اور آلِ یعقوبؑ پر اپنی نعمت پوری کرے گا۔
معلوم ہوا اتمام نعمت سے مراد نبوت ہے۔ اس ضمن میں یہ تاریخی
حقیقت بھی قابلِ غور ہے۔ کہ نبوت کا جو سلسلہ حضرت ابراہیمؑ کی ذات
مقدس سے آغاز پذیر ہوا۔ حضرت یوسفؑ کی ذات ستودہ صفات پر ختم ہو گیا
چنانچہ ان کے بعد انکی نسل میں پھر کسی کو اس نعمت سے بہرہ ور نہیں کیا گیا۔

نبوت محمدیہ کا دائرۂ اثر

(۱) یوسف علیہ السلام کا دائرۂ نبوت آلِ یعقوبؑ تک محدود تھا۔

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دائرۂ اثر کسی خاص قوم۔ کسی خاص مذہب
کسی خاص ملک اور کسی خاص وقت تک محدود نہیں۔ آپ سارے جہان
کیلئے رحمت ہیں۔ آپ کی نبوت ہر ایک کیلئے ہے۔ آپ کی نبوت ابدالاباد
تک ہے۔ اس کیلئے اب سارے جہان کو کسی نبیؑ کی ضرورت نہیں۔

(۳) حضرت ابراہیم نے دعا کی۔ کہ اے اللہ ایک عظیم الشان رسولؐ بھیج۔
حضرت اسمٰعیلؑ اس دعا میں آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا۔
کہ ایک اولوالعزم رسولؐ مبعوث ہوگا۔ حضرت مسیحؑ نے فرمایا۔ کہ ایک رسولؐ
آئیگا۔ حضرت سلیمانؑ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم
بھرا۔ قرآن شریف فرماتا ہے۔ کہ اہل کتاب جانتے ہیں۔ کہ جس رسولؐ کو
آنا تھا۔ آگیا ہے۔ قرآن بتاتا ہے۔ کہ اہل کتاب حضرتؐ کا نام لیکر کتبیں
ڈھونڈتے تھے۔ آپ آتے ہیں۔ سچی توحید پھیلاتے ہیں۔ انبیاء کی پوزیشن
کو واضح کرتے ہیں۔ رسولوں پر جو الزامات تھے۔ ان کو رفع کرتے ہیں۔ ایک
مزکی القلوب قوم تیار کرتے ہیں۔ ربانی سلطنت کی بنیاد ڈالتے ہیں۔ امت کو
سلطنت کا وارث بناتے ہیں۔ مکمل شریعت پیش کرتے ہیں۔ ہر ایک حکم کا
گیا عملی نمونہ پیش کرتے ہیں۔ قرآن کریم کی حفاظت کا ایسا انتظام کرتے ہیں۔
کہ اسکی نظیر کہیں نہیں دکھائی دیتی۔ ان حقائق کو مدنظر رکھ کر فطرتی مجدد

ہیں۔ کہ یہ پکار اُٹھیں۔ کہ اب نہ کسی نئی کتاب کی ضرورت ہے نہ کسی نئے نبی کی۔ کونسی چیز رہ گئی ہے جس کیلئے نئے نبی کی حاجت ہے۔ کونسا بُرا عقیدہ ہے۔ جسکی تردید قرآن میں نہیں۔ عمل کا کونسا اصول ہے۔ جو قرآن وحدیث میں نہیں؟

قرآن کریم کی شہادت

ارشاد ہوتا ہے:۔

لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین۔ حتّٰی تاتیھم البینۃ۔ رسول من اللہ یتلوا صحفاً مطھرۃً فیھا کتبٌ قیمۃ ۰ (سورہ بینۃ پارہ ۳۰)

کیسا پُر زور دعویٰ ہے۔ کہ اہل کتاب کے کفر و شرک اور اہل کفر کی جہالت و سرکشی کی تردید محمد عربی اور قرآن کریم ہی کر سکتا ہے۔ اسلئے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے روشن دلائل سکھائے ہیں۔ آپ ایسی کتاب کے مبلغ اور شارح ہیں۔ جو تمام سابقہ کتابوں کی صدا قتوں اور دائم البقا عقاید کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ یہ روگ کسی اور کے بس کا نہیں۔ تاریخ گواہ ہے۔ قرآن شاہد ہے۔ کہ دنیا میں عظیم الشان انقلاب حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسٰیؑ۔ حضرت سلیمانؑ حضرت یوسفؑ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے نمرود کے اقتدار کو پارہ پارہ کیا۔ عرب میں توحید کی داغ بیل ڈالی۔

حضرت موسیٰؑ نے فرعون کا مقابلہ نہایت ہی حوصلے اور ہمت سے کیا اپنی کمزور ترین قوم کو وقت کی زبردست ترین مادی طاقت کو نیچا دکھانے پر آمادہ کیا۔ اس باب میں ماحول۔ اور اقتضائے زمانہ کے اعتبار سے جتنا کچھ ہو سکتا تھا آپ نے کر دکھایا حضرت سلیمانؑ نے جن وانس پر حکومت کی۔ جادوگروں کے طلسمات کا تار و پود بکھیرا حضرت یوسفؑ کو ان کے بھائیوں نے کنوئیں میں گرایا۔ خدا نے انہیں بچایا انہوں نے اللہ کے فضل سے اپنے آپ کو تخت حکومت پر پہنچایا۔ آپ نبوت سے فائز المرام ہوئے۔ کمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے توحد کر دی۔ ابراہیمؑ نے توحید کی چنگاری سلگائی نبی کریم کے وقت میں یہ چنگاری عرش و کرسی سے باتیں کرنے لگ گئی۔ اور بقول طامس کارلائل (مصنف کتاب ہیرو و ہیرو ورشپ) اس نور نے دیکھتے ہی دیکھتے فاران سے نکل کر غرناطہ (ہسپانیہ) اور دہلی میں چکا چوند پیدا کر دی۔ ابراہیمؑ نے مٹی کا بُت توڑا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دلوں کے بنائے ہوئے دماغوں کے تراشے ہوئے۔ غلط تصورات کے گڑھے ہوئے اصنام منہدم کر دیئے۔ حضرت ابراہیمؑ کی رحلت کے بعد آپکی تمام قوم آپ کے بتلائے ہوئے راستے پر گامزن نہ تھی۔ نبی کریمؐ نے اپنی قوم کے تمام افراد میں توحید کی محبت پیدا کی۔ عرب سے بتوں کو اس طرح مٹایا۔ کہ جیسے شیطان جنت میں نہیں جا سکتا۔ ایسے ہی عرب میں بتوں کی پوجا نہیں ہو سکتی۔ حضرت موسیٰؑ کی قوم میں وہ شان پیدا نہ ہوئی۔ جو غلامانِ محمدؐ میں دکھائی دیتی ہے۔ اصحابؓ نبی نے وہ کام کیا کہ تاریخ اسکی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جن ممالک پر

سلیمانؑ اور یوسفؑ کی سلطنت تھی۔ انہیں حضورؐ کے خدام نے فتح کیا۔ اور اس شان سے حکومت کی۔ کہ فرانس کے مشہور زمان مفکر و مورخ موسیو لیبان کے قول کے مطابق عربوں سے زیادہ اچھے فاتحین سطح دنیا پر کبھی بھی نمودار نہیں ہوئے۔ فاضل باسورتھ سمتھ (مصنف محمدؐ و محمڈن ازم) نے بہت خوب فرمایا ہے۔

"محمدؐ کی حکومت قلوب پر تھی۔ اگر کسی ہستی نے زبردست فوج۔ باڈی گارڈ۔ قصر خسروی اور مقررہ محصول کے بغیر کبھی بھی اس دنیا میں محض ربانی قوت سے حکومت کی ہے۔ تو وہ ہستی صرف محمدؐ کی تھی"۔

مختصر یہ کہ :۔ ؎

حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کے بہمہ وجوہ مصداق اتم صرف آپ ہی تھے۔ اس لئے انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا (نظارۃ المعارف برطانیہ) میں غیر مسلموں تک کا یہ اعتراف موجود ہے۔

"تمام داعیان مذاہب میں سے کامیاب ترین داعی حضرت محمدؐ (رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم) تھے۔

شہادت واقعات

آپ نے پڑھ لیا۔ کہ قرآن شریف کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ اہل کتاب اور اہل شرک کی ہدایت صرف قرآن مجید اور رسول حمیدؐ ہی فرما سکتے ہیں۔ آؤ

نہایت ہی مختصر طور پر اس دعوے کو واقعات حقہ کی روشنی میں دیکھنے کی سعی کریں۔ اہل کتاب سے مقصود یہودی اور عیسائی ہیں۔ یہودیوں نے توحید کو بگاڑا۔ عزیرؑ کو خدا کا بیٹا بنایا۔ مریمؑ کی توہین کی۔ مسیح کی تکذیب کی۔ انکی اصلاح حضرت مسیحؑ کا فرض تھا۔ آپ نے اسکو کس طرح نبھایا۔ تاریخ اس سے یکسر خاموش ہے۔ اناجیل میں جو تفصیل ملتی ہے۔ وہ اندوہناک ہے کہ عہد نامہ میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ملتا۔ جس سے ہویدا ہوتا ہو۔ کہ یہود کے اس غلط عقیدے کی تردید کیگئی ہو۔ کہ عزیرؑ خدا کے بیٹے نہیں تھے۔ ہاں عیسائی فضلا و حکما کا ارشاد یہ ہے۔ کہ انجیل مسیحؑ کو خدا کا بیٹا ٹھیراتی ہے معاملہ صاف ہے۔ کہ اگر کوئی عیسائی سوسائی کو یہ نصیحت کرے۔ کہ کسی کو خدا کا بیٹا کہنا درست نہیں۔ تو آخر الذکر اول الذکر کو کہہ سکتا ہے۔ کہ ع

این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

بلکہ انجیل متی میں یہاں تک ہے۔ کہ مسیح بطور کلیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ جو صلح کرائیں گے۔ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔ یعنی ہر امن پرور ابن اللہ کہلا سکتا ہے۔ اپنی نسبت فرماتے ہیں۔ "یہ مت خیال کرو کہ میں صلح پھیلانے آیا ہوں۔ نہیں نہیں میں تلوار چلانے آیا ہوں"۔

گویا آپ کا مقصود اشاعت صلح نہ تھا۔ بدیں لحاظ آپ خدا کے بیٹے نہیں کہلا سکتے تھے۔ لیکن عیسائی صاحبان آپ کو "خدا کا اکلوتا بیٹا" مانتے ہیں۔ اور امن پروروں کو "خدا کے بیٹے" نہیں مانتے۔ خیر یہ ان کا اپنا کام ہے۔ ہمیں اس میں مداخلت کی حاجت نہیں۔ ایسے ہی مسیحؑ نے

اپنی والدہ ماجدہ مقدسہ مطہرہ کی صفائی میں بھی کچھ نہیں ارشاد فرمایا۔ بلکہ ایک موقع پر بڑی بے رُخی سے کہا۔ "اے عورت تجھ کو مجھ سے کیا کام؟" مگر دنیا جانتی ہے۔ بعض منصف مزاج عیسائی خود مانتے ہیں۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے غلط عقاید کی تردید فرمائی۔ ان کی شرارتوں کا سدباب فرمایا۔ مریم علیہما السلام کی پاکدامنی اور عصمت کی شہادت دی اور جو استغاثہ یہود نے مسیحؑ اور مریمؑ کے خلاف دائر کیا۔ اس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطور وکیل صفائی پیش ہوئے۔ اور آپ نے کروڑوں فرزندان توحید کو بطور گواہان صفائی شہادت کیلئے کھڑا کر دیا۔ آج بھی عقیدہ ابن اللہ کے خلاف موثر ترین دلائل اسلام ہی پیش کر سکتا ہے۔ مسیح کی اصلی صورت میں کائنات کے روبرو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی پیش فرمایا۔ مریمؑ کی عفت کا ثبوت آپ نے ہی دیا۔ آہ ثم آہ مرزا صاحب نے تو مریمؑ و مسیحؑ کی توہین کی۔ آپ نے خود ایسے کلمات اور الہامات شایع فرمائے۔ جن سے شرک کی بُو آتی ہے۔ آپ کی تحریرات سے مسیحؑ کے خلاف تو بیشمار مواد مل سکتا ہے۔ لیکن آپ کی صفائی میں آپ کے ارشادات از بس قلیل ہیں مطلب یہ کہ مرزا صاحب کے مریدین کو ماننا پڑیگا۔ کہ یہودیت کی اصلاح کے لئے مرزا صاحب نے کوئی بڑا کام نہیں کیا۔ اس کیلئے فقط تعلیم محمد یا قرآن اور رسولؐ کی ہدایات ہی کافی عافی اور شافی ہیں۔ عیسائیوں کے غلط عقاید کی تردید بھی قرآن اور حدیث سے بڑھکر ممکن نہیں۔ عیسائی تثلیث کے قائل ہیں۔ اس کا ابطال قرآن مجید میں موجود ہے۔ علماء کی

کتابیں موجود ہیں۔ جو تعلیم "رسول" پر مبنی ہیں۔ مرزا صاحب نے عبداللہ آتھم کے مقابلے میں اپنی مخصوص امتیازی شان کے اعتبار سے ہزیمت اُٹھائی۔ اس کے متعلق آپکی پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ اہل نظر جانتے ہیں کہ حاکم کا اثر محکوم پر کتنا ہوتا ہے۔ الحاد اور زندقہ کی گرمبازاری اسی تسلط کی وجہ سے ہے۔ آج ہم اپنے خیالات۔ اپنی تہذیب۔ اپنا تمدن مغربی دنیا کی عیش پرستانہ طرز معاشرت پر نثار کر رہے ہیں۔ اس کا مؤثر ترین علاج سیاسی اقتدار ہے۔ جو چیز غلبۂ یورپ کے باعث ہے۔ اس کا ازالہ مرزا صاحب کی کوئی تصنیف نہیں کر سکتی۔ بلکہ اس کیلئے سیاسی تفوق کی حاجت ہے۔ نبی کریمؐ نے جہاں عیسائیت کی علمی تردید کی۔ اس کے ساتھ ہی ہرقل کے اقتدار کا بھی خاتمہ کیا۔ یہودیت کی عقلی تردید بھی کی۔ اور اس کے ساتھ یہودیوں کی قوت کو بھی نیچا دکھایا۔ اہل مکہ کو دلائل کے میدان میں بھی نیچا دکھایا۔ اور مکہ پر خدا کا علم بلند کر کے لات و عزیٰ کی شاہی کو تباہی کے گھاٹ بھی اُتارا۔ مرزا صاحب نے کچھ کیا بھی تو یہ کہ پرانے مولویوں کی طرح مناظرانہ کتابیں شائع فرما دیں۔ اور اس نکتۂ غامضہ پر توجہ نہ فرمائی۔ کہ دین کی تمکنت خلافت کے بغیر ممکن نہیں انسانوں سے ڈرنے والا دل اس بات پر قادر نہیں ہو سکتا۔ کہ صرف خدا ہی سے ڈرے۔ اور کسی کا خوف اس کے قلب پر مستولی نہ ہو۔ نبی کریمؐ کا ہر ارشاد۔ اور ہر فعل ایک مفید النظیر علمی اور حکمی شان اپنے اندر لئے ہوئے ہے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی ان حقایق پر نظر ہی نہ تھی۔ اس لئے آپ اس خصوص میں بجائے مفید ہونے کے سراسر مضر ثابت ہوئے۔

اہل شرک کی بہترین تردید اور اُنکی اصلاح کیلئے علما کی کتابیں موجود ہیں۔ اور وہ سب کی سب تصریحات آیات قرآن و کلمات نبوی پر مشتمل ہیں۔ دنیا گواہ ہے۔ کہ لوتھر (عیسائی فاضل) نے پوپ اور تثلیث کے خلاف جو صدائے احتجاج بلند کی۔ مرزا صاحب کی کوئی تصنیف اس کا سبب نہ تھی۔ بلکہ اس کا سبب قرآن اور داعی قرآن کی تعلیم تھی۔ مسیح کی نسبت یہود کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ اُنہوں نے اُسے صلیب پر چڑھا کر مار ڈالا۔ عیسائی فرماتے ہیں۔ کہ مسیح ضروری تھا کہ قتل کیا جائے۔ اسلئے کہ اسکو کفارہ بنتا تھا۔ ایسے ہی ان کی تعلیم یہ ہے کہ مسیح تین دن تک قبر میں رہے۔ ازاں بعد مردوں میں سے اُٹھکر آسمان کو سدھار گئے۔ قرآن نے یہود کے زعم باطل کو نابود کر دیا۔ عیسائیوں کی تردید کی۔ اور فرمایا۔ کہ مسیح نہ ہلاک ہُوا۔ نہ قبر میں گیا۔ نہ تین دن مردہ رہا۔ بلکہ یہ کہ مسیح ہنوز زندہ ہے۔ کفارہ غلط ہے۔ مسیح کا سُولی پر چڑھایا جانا غلط ہے اس سے اثر پذیر ہو کر جارج سیل کی تحقیقات کے مطابق عیسائیوں کے ایک فرقہ نے صلیب مسیح سے انکار کر کے نظریہ کفارہ کو نذر صلیب کر دیا۔ یہود نے مسیح کو مطلق مردہ۔ عیسائیوں نے تین دن تک مردہ۔ مرزا صاحب نے آپ کو صلیب پر نیم مردہ ٹھیرایا۔ "قرآن" ۔ اور "رسول" نے آپ کو زندہ بتایا۔ آپ کی حیات ماننے میں عقیدۂ کفارہ کی موت ہے۔ اور اس عقیدہ کی ہلاکت عیسائیت کی ہلاکت کے مرادف ہے۔ اہل شرک میں سے سوامی رامانند نے توحید کا سبق ان مسلم علما کی تحریرات سے سیکھا۔ جو مرزا صاحب سے بہت پہلے ہو چکے تھے۔ شری گورو نانک دیو جی مہاراج نے

توحید اسلامیوں سے سیکھی۔ مرزا صاحب کی تحقیق بھی یہی ہے۔ کہ شری گورو نانک دیوجیؒ مسلمان تھے۔ مگر آپ کے اسلام کا باعث مرزا صاحب کی کوئی تصنیف نہ تھی۔ ایسے ہی راجہ رام موہن رائے نے بھی اسلام سے اثر پذیر ہو کر توحید کا پرچار فرمایا۔ اور قوم نے انہیں "محمد رام موہن رائے" سے تعبیر کیا۔ سرستی سوامی دیانند جی نے بھی بتوں کے متعلق تردیدی خیالات کا اظہار بہت تلخ لہجہ میں کیا۔ جس کا اظہار اسلام نے بہ پیرایۂ لطیف کیا مختصر یہ کہ قرآن کا یہ دعویٰ ہر لحاظ سے درست ہے۔ کہ اہل کتاب اور اہل شرک کے عقاید باطلہ کی تردید قرآن اور اللہ کا رسولؐ ہی کرسکتا ہے ؛

رسولؐ

غور کیجئے کہ رسول کا لفظ نبی کریمؐ کے حق میں علَم کی حیثیت رکھتا ہے جب مرزائی صاحبان بھی یہ فرماتے ہیں۔ کہ آؤ اللہ اور اس کے رسولؐ کی تعلیم کے مطابق فیصلہ کرلیں۔ یا یہ کہ احمدیوں کی نجات اسی میں ہے۔ کہ قرآن اور رسول کی تعلیم پر عمل کریں۔ تو "رسول" سے مراد محض نبی کریمؐ کی ذات ستودہ صفات ہوتی ہے۔ گویا ہر کلمہ گو کا اس پر ایمان ہے۔ کہ صرف ایک ہستی ہے۔ جسکی ہر بات اور ہر فعل پر ایمان لانا مسلمان کا فریضہ ہے۔ اس صورت میں "مرزا صاحب" کی "نبوت" کس کام کی ہے؟

ضرورت حاضرہ

اس وقت دنیا میں مذاہب کا زور نہیں۔ بلکہ لامذہبی کا زور ہے دُنیا

یورپ اور امریکہ کے نظام سرمایہ داری سے نالاں ہے۔ یورپ کے عسکری نظام نے سارے جہان کے امن و امان کو تہ و بالا کر دیا ہے۔ دنیا کو گذشتہ جنگ نے برباد کیا۔ اگر اس زمانہ میں کوئی نبی ہوتا۔ تو ضروری تھا کہ یہ بتاتا کہ جنگ کے بعد ایک دوسرے سے کیا سلوک کرنا چاہیئے۔ اور اس کی وضاحت اپنے عمل سے کرتا جن مسائل کی دنیا کو ضرورت ہے۔ ان کے متعلق تو "مرزا صاحب" نے کوئی مؤثر روشنی نہیں ڈالی صرف مناظرانہ کتابیں تحریر فرمائیں مزید براں جیسے تمام الہامی نوشتوں کی دائم البقا صداقتوں کا نچوڑ قرآن مجید میں ہے۔ (فیہا کتب قیمۃ) اور اس کے بعد کسی اور کتاب کی حاجت نہیں۔ ایسے ہی نبی کریم تمام انبیاء کے کمالات کے جامع ہیں۔ اگر کسی رسول کو ابھی آنا ہو نبوت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا۔ اور آنے والے رسولوں کو کمالات حاصل ہوتے ہیں۔ تو ضروری ہے کہ آنحضرتؐ کی نسبت مانا جائے۔ کہ آپ کے اندر تمام نبیوں کے کمالات نہیں ہیں۔ مگر اس پر ہم سب کا اتفاق ہے۔ کہ نبی کریم جامع الصفات اور جامع الکمالات ہیں۔ تو ظاہر ہے۔ کہ آپکے بعد کوئی جدید نبی نہیں آسکتا۔ مسیح کیا اگر سارے انبیاء دوبارہ آجائیں تو بھی کہا جائیگا۔ کہ ان کو جو کمالات حاصل ہیں۔ حضور کو مل چکے ہیں نئے نبی کو نیا کمال مل سکتا ہے۔ یہ چیز کمالات محمدیہ کے منافی ہے۔ اس لئے نیا نبی آسکتا ہی نہیں مسیح آئینگے مگر آپ نئے نبی نہیں ہونگے اسلئے آپکا آنا حضور کی شان گھٹا نہیں نئی تہذیب نے جو اعتراضات کئے۔ جو شکوک وارد کئے۔ نئے سیاسی دور کے باعث اسلام اور اکابر اسلام کے متعلق یورپ کے مصنفین نے جن مخالفانہ خیالات کا اظہار کیا۔ ان کا جواب علامہ شبلی

اور تلامذۂ شبلیؒ سے بڑھکر کسی کو نہ سوجھ سکا۔ پُرانے رنگ میں جو اعتراضات اسلام پر کئے گئے۔ اُن کے ابطال میں مولانا محمد قاسم نانوتوی۔ مولانا عبدالحق حقانی۔ مولانا ابوالفرح پانی پتی۔ مولانا قاضی محمد سلیمان پٹیالوی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری وغیرہ علما کی تصنیفات بے حد مفید ہیں۔ اسلامیوں میں سیاسی زندگی کی لہر پیدا کرنے کیلئے مولانا ابوالکلام آزاد کا ایک ایک لفظ صور اسرافیل کا حکم رکھتا ہے۔ فرزندان توحید میں صحیح ادبی ذوق اُبھارنے اور انہیں خودداری کا سبق سکھانے۔ اور حفظ روایات ملت کی جانب راغب کرنے کیلئے "کلام اقبال" ایک اعجازی اثر اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ مرزا صاحب بالفرضِ محال اگر نبی ہوتے تو ساری خصوصیات کے جامع ہوتے۔ آپ نے صرف مناظرانہ پیرایہ میں ان اعتراضات کے جواب دینے کی کوشش فرمائی۔ جو عقائد اسلام پر یونانی فلسفے کے رنگ میں وارد کئے گئے۔ آپ کا ایک ارشاد فیض نہاد دہر قوسہ ازالہ اوہام، یہ بھی ہے۔ کہ ممکن ہے کہ ایسا مسیح بھی آجائے جو احادیث کے ظاہری الفاظ کا مصداق ہو۔ آپ کا یہ نکتہ نظر نہایت معنی خیز ہے (الف) مسیح کے وقت مسلمانوں کو سیاسی غلبہ ہوگا۔ (ب) اُنکی مالی حالت سدھر جائیگی مسلمان اس وقت محکوم ہیں مفلس ہیں۔ مرزا صاحب بھی محکوم تھے۔ ابتدا میں منقوط الحال تھے۔ بعد ازاں رئیس قادیان ہوگئے۔ اس لئے ضرور ہے کہ مسیح آئے۔ اور اسلامیوں کو سلطنت اور فراغت میسر ہو۔

عذاب کا ورود اور مسیح موعود

تتمہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۶۵ پر جناب مرزا صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔

"اسی طرح قرآن شریف میں یہ بھی پیشگوئی ہے:-
وَاِنْ مِّنْ قَرْیَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ۔ یعنی کوئی بستی ایسی نہیں۔ جس کو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں گے یا اس پر شدید عذاب نازل نہ کریں گے۔ یعنی آخری زمانہ میں ایک سخت عذاب نازل ہوگا۔ اور دوسری طرف یہ فرمایا۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا پس اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے۔ اور یہی پیشگوئی سورہ فاتحہ میں بھی موجود ہے۔ کیونکہ سورۂ فاتحہ میں خدا تعالیٰ نے عیسائیوں کا نام الضالین رکھا ہے۔"

صفحہ ۴۶ پر آپ تحریر فرماتے ہیں۔ اور اسی زمانہ کی نسبت طاعون اور زلزلوں وغیرہ حوادث کی پیشگوئی بھی ہے۔ اور صریح طور پر فرمایا ہے کہ آخری زمانہ میں جبکہ آسمان اور زمین میں طرح طرح کے خوفناک حوادث ظاہر ہونگے۔ وہ عیسٰی پرستی کی شامت سے ظاہر ہونگے۔

اپنی اسی تصنیف میں مرزا صاحب اپنے ایک مرید کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

"میں نے کبھی بھی نہیں کہا۔ کہ یہ تمام زلزلے جو سان فرانسسکو

وغیرہ مقامات میں آئے ہیں۔ یہ محض میری تکذیب کی وجہ سے آئے ہیں۔ کسی اور امر کا اس میں دخل نہیں۔ ہاں میں کہتا ہوں۔ کہ میری تکذیب ان زلزلوں کے ظہور کا باعث ہوئی ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۰)

غور طلب نتائج

پہلی آیۂ مبارکہ کا مضمون یہ ہے۔ کہ (۱) قیامت سے پہلے دنیا کی ہر ایک بستی کو خدا ہلاک کریگا۔ (۲) یا یہ کہ ہر ایک بستی پر سخت عذاب نازل کیا جائے گا۔ (۳) جناب مرزا صاحب کی تصریح یہ ہے۔ کہ آخری زمانے میں ایک سخت عذاب ہوگا۔ (۴) اور آخری زمانے سے مراد جناب مرزا صاحب کا زمانہ ہے۔ (۵) ایک سخت عذاب سے مراد طاعون۔ زلزلے۔ اور خوفناک حوادث ہیں۔ (۶) یہ ایک "سخت عذاب" عیسٰی پرستی کی وجہ سے ہوگا۔

(۷) عذابوں کے اسباب مرزا صاحب کی رسالت و نبوت کے انکار کے علاوہ اور بھی ہو سکتے ہیں۔ (۸) البتہ یہ عذاب ظاہر اس وقت ہوئے جب مرزا صاحب کی تکذیب کی گئی۔ گویا اگر مرزا صاحب کی نبوت کو مان لیا جاتا تو نہ کہیں زلزلہ آتا۔ نہ کہیں طاعون پھوٹتا۔ اور نہ کوئی خوفناک حادثہ ظہور پذیر ہوتا۔ جیسے تیرہ سو سال تک بہر نوع مستحق عذاب لوگ محض کسی نبی کے نہ ہونے کے باعث عذاب سے محفوظ رہے۔ مرزا صاحب کے زمانے کے لوگ بھی مامون رہتے۔ اگر مرزا صاحب نبی نہ بنتے۔

واقعات

متعلقہ واقعات یہ ہیں - (۱) مرزا صاحب موضع قادیان میں متولد ہوئے۔
(۲) آپ نے ۱۹۰۱ء میں غیر تشریعی، نبوت کا دعویٰ کیا - (۳) آپ ۱۹۰۸ء میں
فوت ہو گئے - (۴) آیت یہ دلالت کرتی ہے - کہ قیامت سے پہلے ہر ایک بستی
تباہ ہو جائیگی - صاف بات ہے کہ قیامت اور ہر بستی کی ہلاکت ایک
مرادف حقیقت ہے - مرزا صاحب کا دعویٰ یہ ہے - کہ اس آیت میں اُن
(مرزا صاحب) کے زمانے کا ذکر ہے - بنا بریں چاہیئے تھا - کہ ہر بستی کی ہستی
ناپید ا ہو جاتی - اور سب سے پہلے یہ ہنگامہ قادیان سے شروع ہوتا لیکن
کائینات کی تمام بستیاں تباہ نہیں ہوئیں - قادیان بھی برباد نہیں ہوا - ایسے
ہی مرزا صاحب کا مجوزہ "ایک سخت عذاب" سارے جہان میں آنا چاہیئے
تھا - لازمی تھا کہ کوئی قریہ اس سے مامون و مصئون نہ رہے - قادیان پر تو
اس کا شدید حملہ نہایت ضروری تھا - مگر ایسا نہیں ہوا - نہ ساری دنیا میں طاعون
پھوٹا - نہ ساری دنیا میں زلزلے آئے - اور نہ ساری دنیا ہلاک ہوئی - بلکہ دنیا
جوں کی توں قائم ہے - قادیان صحیح و سلامت ہے - (۵) آیت کہتی ہے -
ہر قریہ فنا ہو گا - مرزا صاحب کا الہام یہ ہے - کہ قادیان بلائے طاعون سے
مامون رہے گا - مگر از روئے آیت اس کا محفوظ رہنا محال - آپ کے الہام
کے رو سے اس کا محفوظ رہنا ضروری - گویا اگر الہام صحیح ہے تو استدلال
غلط ہے - استدلال صحیح ہے تو الہام غلط ہے - واقعات کی شہادت یہ ہے

کہ قادیان میں طاعون پڑا اور خوب زور سے پڑا۔ احمدی بھی اسکے تیروں کا شکار بنے۔ ادھر قادیان ہنوز محفوظ ہے۔ کروڑہا بستیاں محفوظ ہیں۔ اسلئے الہام بھی غلط ہے۔ اور مرزا صاحب کا استدلال بھی غلط ہے۔

آیت قرآن کا مفہوم

آؤ۔ آیت کا مفہوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں معلوم کریں۔ احادیث میں ہے۔ کہ قیامت سے پہلے ہر بستی ہلاک ہوجائیگی۔ آپ فرماتے ہیں۔ لاتقوم الساعۃ حتیٰ یقال فی الارض اللہ اللہ یعنی جب تک زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا باقی رہیگا قیامت نہیں آئیگی ایک اور حدیث میں ہے کہ قیامت شریر لوگوں پر قائم ہوگی۔ ظاہر ہے کہ ایسے باغی جو بادشاہ کا نام تک لینا پسند نہ کرتے ہوں۔ حکومت کے ہر حکم کی خلاف ورزی اپنا نصب العین بنائے ہوئے ہوں۔ حکومت کی بربادی کے درپے ہوں۔ حکومت کی زد سے بچ نہیں سکتے۔ حکومت ان کی بستیاں برباد کردیتی ہے ایسے ہی جب جہان شرک۔ کفر۔ فسق اور ظلم کا مسکن بن جائیگا۔ خدا کا نام لینے والے نہ رہیں گے۔ تو دنیا کا نسخہ اُلٹ دیا جائیگا اور یہی وہ ساعت ہے۔ جسے قیامت کہتے ہیں۔ ظاہر ہوا کہ قرآن کریم کی زیر بحث آیت میں قیامت کی ابتدائی ساعتوں کا ذکر ہے۔ اس میں مرزا صاحب کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ جو عالمگیر ہلاکت قیامت سے پیشتر ہوگی۔ وہ عین قانونِ قدرت کے مطابق ہے۔ مگر مرزا صاحب کے

استدلال کی تکذیب واقعات کر رہے ہیں۔

خانہ خراب عذاب

دوسری آیہ مبارکہ کے الفاظ یہ ہیں۔ ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا

مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہ مسیح موعود ہے۔ (یعنی آخری نبی نبی کریم نہیں بلکہ مرزا صاحب ہیں۔)

اس ضمن میں مندرجہ ذیل نکات ور خورِ التفات ہیں۔ (۱) مرزا صاحب آخری زمانے میں مبعوث ہوں گے۔ (۲) آخری زمانہ کے بعد کوئی زمانہ نہیں۔ اسلئے مرزا صاحب کی رسالت کے بعد کوئی رسالت نہیں۔ (۳) مسیح موعود کا ظہور قیامت کا پیش خیمہ ہے۔ قیامت میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ مسیح موعود ہیں مرزا صاحب۔ آپ آچکے۔ اب تو قیامت آئیگی۔ کسی کو نبوت نہیں ملیگی۔ (۴) آپ کے آنے کی دلیل یہ ہے۔ کہ زلزلے آئے ہیں۔ طاعون نمودار ہؤا ہے۔ خوفناک حوادث رونما ہوئے ہیں۔ (۵) یہ عذاب مرزا صاحب کے زمانہ میں ہوئے۔ (۶) قرآن کریم شاہد ہے۔ تاریخ گواہ ہے۔ کہ گذشتہ زمانے میں جن قوموں پر عذاب آئے۔ نبیوں کے زمانے میں آئے۔ قوم نوح پر عذاب حضرت نوحؑ کی زندگی میں آیا۔ عاد اور ثمود کی بستیاں بھی انبیاء کے سامنے برباد ہوئیں۔ فرعون اور اس کا لشکر حضرت موسیٰ اور اُنکی قوم کے روبرو غرق ہؤا۔ (واغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون) مکذبین یونسؑ آپ کی حین حیات میں معتوب ہوئے۔ (۷) ایسے ہی قرآن کریم کے اوراق کی

لاہوری پارٹی احمدیوں کے نزدیک اجرائے نبوت کا مفہوم صرف مرزا صاحب کی نبوت کا امکان ہے۔ دیگر کتب مختصر یہ کہ اس سے احمدی بھی انکار نہیں کر سکتے۔ کہ کوئی مذکوری [illegible] آخری نبی ہے۔

شہادت یہ ہے۔ کہ جس قوم پر عذاب آیا۔ اس کا بالکل صفایا کر گیا۔ جس جماعت پر عذاب اُترا۔ اس کا ایک فرد بھی محفوظ نہ رہ سکا۔ اور کوئی تدبیر عذاب کو نہ روک سکی۔ عذاب الہیٰ کسی انسانی تجویز سے مرتفع نہ ہو سکا۔ گویا یہ عذاب خانہ خراب نوعیت کا تھا۔ (۸) ضروری تھا کہ مرزا صاحب کے زمانے میں بھی خانہ خراب نوعیت کا عذاب آئے۔ آپ کی زندگی میں آئے۔ کوئی انسانی تدبیر اس کا علاج نہ ہو۔ آپ کے بعد اگر عذاب آئے تو ضرور ہے۔ کہ یہ دُکھ آپکی رسالت کی تکذیب کے باعث نہ ہو۔ بلکہ کسی اور نبی کے وجود کے باعث ہو۔ (۹) آپ کے زمانے میں جو عذاب آنے تھے۔ ان کی علت عیسٰی پرستی ہے۔ صرف اس کا ظہور آپکی وجہ سے ہوُا ہے۔ بنا بریں لازمی تھا کہ یہ عذاب یورپ میں آئے۔ امریکہ میں آئے اس لئے کہ عیسیٰ پرستی جتنی وہاں ہے۔ پنجاب میں نہیں ہے۔

واقعات

اس خصوص میں واقعات کی تصریحات یہ ہیں۔ (۱) مرزا صاحب نے طاعون کے عذاب" پر بہت زور دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"حضرت عیسٰی علیہ السلام نے جس ملک میں طاعون اور زلزلوں کی خبر دی تھی وہ ملک ایسا ہے۔ کہ اکثر اس میں طاعون کا دورہ رہتا ہے۔ اور کشمیر کی طرح اس میں زلزلے بھی آتے رہتے ہیں۔ اور قحط بھی پڑتے ہیں۔ اور لڑائیوں کا سلسلہ بھی جاری رہا ہے۔ اور حضرت مسیح کی پیشگوئی میں نہ کسی خارق عادت

زلزلہ کا ذکر ہے۔ نہ اور کسی خارق عادت مری یعنی طاعون کا۔
اس صورت میں کوئی عقلمند ایسی پیشگوئیوں کو عظمت اور وقعت
کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ مگر جس ملک کے لئے میں نے طاعون
کی خبر دی اور شدید زلزلوں سے اطلاع دی ہے۔ وہ اس
ملک کی حالتوں کے لحاظ سے درحقیقت عظیم الشان پیشگوئیاں
ہیں۔ کیونکہ اگر اس ملک کے صدہا سال کی تاریخ دیکھی جائے
تب بھی ثابت نہیں ہوتا۔ کہ اس ملک میں طاعون پڑا ہو"۔
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۹ و ۱۶۰)۔

مرقومہ عبارت ان دعاوی پر مشتمل ہے۔ (الف) مسیح علیہ السلام کی
پیشگوئیاں اہم نہ تھیں۔ (ب) مرزا صاحب کی پیشگوئیاں اہم ہیں۔ (ج) صدہا
سال کی تاریخ ہند شاہد ہے۔ کہ اس ملک میں کبھی طاعون نہیں پڑا۔ ہمیں
صرف شق نمبر (ج) کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔ قادیان سے احمدی صاحبان کا
ایک سرکاری رسالہ شائع ہوتا ہے۔ ریویو آف ریلیجنز (تشحیذ الاذہان) اسکی
جلد ۲۷ نمبر ۸ اگست ۱۹۲۸ء مطابق صفر ۱۳۴۷ھ کے پہلے صفحات پر
مولانا محمد یعقوب صاحب قادیان کا ایک مضمون "بلائے طاعون اور اس کا
علاج" مرزا صاحب کے متذکرہ دعوے پر بسیط روشنی ڈالنے والا ہے
مولانا ممدوح نے اپنے مضمون کی ضمنی یا لغلی سُرخی "طاعون کا ہندوستان
میں ظہور" کے تحت میں حسب ذیل الفاظ سپرد قلم فرمائے ہیں۔
"ہمارے ہندوستان میں طاعون کے آنے کا صحیح پتہ

سترھویں صدی عیسوی میں ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اسی صدی کے ابتدا یعنی ۱۶۱۲ء میں اس وبا نے ہندوستان میں اپنا مہلک اثر پیدا کیا۔ اور آگرے میں کئی سال تک ہزاروں نفوس کو اس نے ہلاک کیا۔ چنانچہ جہانگیر اپنی تزک میں لکھتا ہے کہ آجکل طاعون آگرے میں پھیلا ہوا ہے۔ ہر روز سو یا کم و بیش آدمی اس کے سبب سے ہلاک ہوتے ہیں"۔

عبارت کسی تشریح کی طالب نہیں۔ سوالات صرف یہ ہیں۔ کیوں صاحب! کیا مرزا صاحب کا یہ ارشاد درست ہے۔ کہ ہندوستان کی صدہا سال کی تاریخ میں طاعون کا پتہ نہیں چلتا۔ مرزا صاحب اٹھارویں صدی میں دعویٰ کر رہے ہیں ستارہویں صدی میں طاعون کا پتہ ان کے مرید بتا رہے ہیں۔ مرزا صاحب مغل تھے انہوں نے تزک جہانگیری ضرور پڑھی ہوگی۔ کیا ان دنوں آگرہ میں کوئی نبی تھا؟ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ کشمیر میں ہمیشہ زلزلے آتے رہتے ہیں۔ کیا کشمیر میں مرسلین کا تانتا بندھا رہتا ہے؟ مرزا صاحب کی تصریحات کی رو سے تو چاہیئے کہ جاپان وغیرہ ممالک میں جہاں زلزلے ہمیشہ آتے رہتے ہیں۔ ہمیشہ کوئی نہ کوئی نبی موجود رہے۔ اور آتش فشاں پہاڑ تو نبیوں کے گھر ہوں۔ اسلیئے کہ زلزلہ ہے عذاب شدید۔ اور مرزا صاحب کے دعویٰ کے رو سے جہاں جہاں عذاب کی نمود ہے۔ ضروری ہے کہ مرسلین بھی ہوں۔

(۲) مرزا صاحب نے فرمایا کہ قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا۔ مگر

قادیان طاعون سے محفوظ نہ رہا۔ مرزا صاحب کے متعدد مریدین بھی طاعون کے باعث ہلاک ہوئے۔ ہزارہا لوگ مرزا صاحب پر ایمان لائے بغیر علاج کے ذریعہ سے طاعون سے بچ گئے۔ کئی ایک ایمان والے مر گئے۔ مگر ٹیکا کرانے والے بچ گئے۔ مرزا صاحب نے اپنی کتاب "براہین احمدیہ" میں یہ شائع کیا "الامراض تشاع والنفوس تضاع کہ زمانہ آنے والا ہے کہ امراض پھیلیں گے۔ اور بہت جانیں تلف ہونگی"۔ گویا آپ نے اس وقت جب آپ براہین احمدیہ" لکھ رہے تھے۔ دنیا کو بتایا۔ کہ طاعون پھیلیگا۔ بہت سی بیماریاں پھیلیں گی۔ ایسے ہی آپ نے ۶ فروری ۱۸۹۸ء کو طاعون کا اشتہار دیا۔ مرزا صاحب کے مرید مولانا محمد یعقوب صاحب کے متذکرہ مضمون میں ہے۔ کہ طاعون ۱۸۹۶ء میں بمقام بمبئی پھوٹا۔ سوال یہ ہے کیا مرزا صاحب ان دنوں نبی تھے؟ کیا آپ نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا؟ نبوت کا دعویٰ تو آپ نے ۱۹۰۱ء میں فرمایا۔ "براہین احمدیہ" کی تصنیف کے وقت تو جناب مرزا صاحب حیات مسیح علیہ السلام کے بھی قائل تھے۔ ایسے وقت بیماریوں کا ہونا اور طاعون کا آفت بپا کرنا مرزا صاحب کی نبوت کی دلیل کس طرح ہو سکتا ہے؟ غضب خدا کا۔ طاعون کے پھوٹنے کی علت ہے مرزا صاحب کی نبوت سے لوگوں کا انکار کرنا۔ لیکن مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ ہی نہیں کیا اور انسانوں کو قبل از وقت ہی طاعون میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔ بھائیو۔ خدا سے ڈرو۔ ہمارا خدا تو رحیم ہے۔ رحمان ہے۔ کسی پر خشخاش کے دانے کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔ آپ کے دلوں نے اس امر کو کیسے تسلیم فرما لیا۔

کہ خدا نے ۱۸۹۶ء میں طاعون بھیج دیا۔ حالانکہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ ۱۹۰۱ء میں کیا۔ مرزا صاحب حیات مسیح کو تسلیم کرنا شرک کے مرادف خیال فرماتے ہیں۔ مگر آپ براہین احمدیہ میں ایک آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرما رہے ہیں۔ کہ اس کا ظہور اس وقت ہوگا۔ جب مسیح دوبارہ دنیا میں تشریف فرما ہونگے۔ گویا آپ شرک کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ آپ اپنی نبوت کا ذکر بھی نہیں کرتے۔ مگر خدا امراض پھیلا رہا ہے طاعون کے گولے پھینک رہا ہے۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ لوگ مرزا صاحب کی نبوت سے انکاری ہیں۔ اصل میں تو عذاب کے مستحق مرزا صاحب تھے۔ جن کو خدا مسیح موعود کہہ رہا تھا۔ لیکن آپ اسکی تاویل کر کے مسیح کو زندہ مان رہے تھے۔ خدا آپ کو نبوت کا تاج پہنا رہا تھا۔ اور آپ اسکی تاویل میں مصروف تھے۔ اگر طاعون مرزا صاحب کی نبوت کے انکار کے باعث وجود پذیر ہوتا تھا تو چاہیئے تھا کہ سب سے پہلے آپ کو دبوچتا۔ آپ کا مبتلائے طاعون نہ ہونا دلالت کرتا ہے۔ کہ طاعون کی علت مرزا صاحب کی رسالت کی تکذیب نہیں۔

(۳) یہ بھی ستم ہے کہ عذاب کا مستحق "عیسے پرست" یورپ تھا۔ مگر طاعون کے کلہاڑے نے پھگواڑے (ضلع جالندھر) کی جڑیں کاٹنی شروع کر دیں۔ یورپ کی تباہی کے ساتھ ساتھ پنجاب کی بربادی تو قرین قیاس ہوسکتی ہے۔ مگر یہ کیا ہے۔ کہ عیسائیوں کی نکسیر نہیں پھوٹتی اور پنجاب کے غریب دیہاتی طاعون کا شکار ہو جاتے ہیں۔ خدا کے دربار میں ایسا اندھیر

نہیں ہو سکتا۔ بات یہ ہے۔ خدا سچا ہے۔ اس کا کلام سچا ہے۔ البتہ مرزا صاحب کا
استدلال غلط ہے۔ آپ کا دعویٰ غلط ہے۔

(۴) مرزا صاحب نے بتا دیا تھا۔ کہ مرضیں پھیلیں گی۔ مرزا صاحب
اور آپ کے مریدوں نے کہا کہ جسے زندگی مطلوب ہے مرزا صاحب کو
بہ اخلاص تمام مان لے۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ خود مرزا صاحب امراض سے
محفوظ رہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"مسیح موعود کے متعلق جو احادیث میں آیا ہے کہ ان پر دو چادریں
ہونگی۔ اُن سے مراد حسب تاویلِ تعبیر خواب دو بیماریاں ہیں۔
جو بندہ میں موجود ہیں۔ دورانِ سر۔ اور کثرتِ پیشاب مؤخر الذکر
اس شدت سے ہے۔ کہ رات کو سَو سَو دفعہ پیشاب کرتا ہوں
اس کی وجہ سے خفقان اور ضعفِ قلب اس قدر ہے۔ کہ ایک
سیڑھی پر سے دوسری سیڑھی پر پاؤں رکھتا ہوں۔ تو
یوں معلوم ہوتا ہے کہ میں اب مرا کہ مرا۔" (اربعین ۳ و ۴)

خدا معلوم "تاویل تعبیر خواب" کسے کہتے ہیں! دورانِ سر۔ کثرتِ
پیشاب۔ خفقان اور ضعفِ قلب واقعی پُر عذاب بیماریاں ہیں۔ رات کو
سو مرتبہ پیشاب آنا تو عذاب عظیم ہے۔ جب مرزا صاحب کے دعوے کے
مطابق خدا نے ان کو بتایا تھا۔ کہ اگر لوگوں نے ان کو نہ مانا۔ تو بیماریاں
پھیل جائینگی۔ تو اس میں کیا حکمت ہے؟ کہ مرزا صاحب کو خدا نے ایسی بیماریوں
میں مبتلا کیا۔ شاید یہ چاروں بیماریاں ان کے کسی جانی دشمن کو بھی لاحق نہیں تھیں

لہ مؤخر الذکر غلط ہے۔ صحیح آخر الذکر ہے۔

میں مانتا ہوں کہ اللہ والوں کو جو تکالیف آتی ہیں۔ وہ ان کے درجات بلند کرنے والی ہوتی ہیں۔ مگر سوال تو یہ ہے۔ کہ جو اپنے آپ کو نبی کہتے ہیں۔ اور اپنے منکرین کو یہ کہکر دھمکاتے ہیں۔ کہ مجھے مان لو۔ وگرنہ بیماریاں پھیل جائینگی۔ اور تمہیں جھپٹ جائینگی۔ وہ کیوں خود محفوظ نہیں رہتے؟ موسیٰ نے فرمایا۔ فرعون اور اس کا لشکر غرق ہوجائیگا۔ کیا پانی کوئی گزند حضرت موسیٰؑ کو بھی پہنچاسکا؟ کیا حضرت موسیٰؑ نے بھی کوئی غوطہ کھایا؟ نوحؑ کے زمانہ میں طوفان آیا کیا موج کے کسی تھپیڑے نے نوحؑ کو بھی کوئی تکلیف پہنچائی؟ یا واقعہ یہ ہے۔ کہ آپ کا دامن عذاب کے ہر چھینٹے سے محفوظ رہا۔ سے

یار مردان خدا باش کہ در کشتئ نوحؑ
ہست خاکی کہ بہ آبے نخرد طوفاں را

کیا لوطؑ کی قوم پر جو پتھر برسے۔ اس کا کوئی ٹکڑا آپ تک بھی آیا؟ یا یہ ہے کہ آپ ہر طرح سے محفوظ رہے۔ کیا جن مرسلین نے یہ کہکر باغیانِ رحمان کو ڈرایا۔ کہ ان کی بستیاں اوندھی کردی جائیں گی۔ جب یہ عذاب ظہور پذیر ہوا۔ اس وقت کسی رسولؑ کے کاشانۂ مقدسہ کو بھی کوئی چشمِ زخم پہنچا؟ بروزِ قیامت کافروں کو ضرور عذاب ہوگا۔ مگر اللہ کے نیک بندوں کو تو نعوذ باللہ عذاب نہیں ہوگا۔ بیشک صلحا شہید ہوئے نبیوں کو مصیبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے۔ کہ انبیاء نے سب سے زیادہ مصائب و نوائب جھیلے۔ یہاں ان پر بحث مقصود نہیں سوال صرف یہ ہے کہ اصلاحی عذاب کو چھوڑ کر یہ تباہ کن عذاب جو زیرِ بحث

ہے۔ کیا کوئی نبی ان میں مبتلا ہو سکتا ہے؟ اور کیا موعودہ عذاب قبل از وقت آسکتا ہے؟ مرزا صاحب پر وحی کی بارش ابھی شروع نہیں ہوتی۔ اور غریب دیہاتیوں پر بیماریوں کے بم برسنے شروع ہو جاتے ہیں۔

(۵) اب مرزا صاحب نہیں ہیں۔ احمدی بھائیوں کے نزدیک بھی اس وقت دنیا کے کسی گوشے میں کوئی نبی یا رسول نہیں ہے۔ مگر کیا خوفناک حوادث رونما نہیں ہو رہے؟ کیا نرخ ہائے اجناس کی تباہ کن کمی کسی نبی کے انکار کے باعث ہے۔ یورپ میں بے نظیر کشمکش ہوئی۔ اس وقت کون نبی تھا؟ اب جو چین اور جاپان میں جنگ برپا ہے۔ اس کی علت کسی رسول کی رسالت سے عامتہ الناس کا منحرف ہو جانا ہے؟ کشمیر کا فتنہ کس نبی کی وجہ سے ہے۔ چین عذاب میں مبتلا ہے۔ منچوریا میں عذاب ہے کشمیر گرفتار عتاب ہے۔ ساری کائنات مبتلائے عتاب ہے۔ مسلمان سب سے بڑھ کر اسیر آفات ہے۔ عیسیٰ پرست نسبتاً خوشگوار زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس وقت یہ مصیبت زدہ ممالک کس نبی کی رسالت کے انکار کے باعث معتوب ہیں۔

(۶) ہر انسان حیوان ہے۔ لیکن کیا ہر حیوان انسان ہے؟ یہ درست ہے۔ کہ جس شخص پر ہیضہ کا شدید حملہ ہوتا ہے۔ یا تو مر جاتا ہے یا سخت کمزور ضرور ہو جاتا ہے۔ مگر کیا یہ بھی صحیح ہے کہ دنیا میں جو شخص مرتا ہے۔ یا سخت کمزور ہو جاتا ہے۔ اس کا سبب محض اس پر حملہ ہیضہ ہوتا ہے۔ ایسے ہی آیت کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر اللہ تعالیٰ

باغی ٹولیوں پر تباہ کن عذاب نازل کرتا رہا ہے۔ اور اسکی صورت یہی رہی ہے۔ کہ نبی آئے۔ اُنہوں نے قوم کو عذاب سے ڈرایا۔ قوم نے پرواہ نہ کی خدا نے قوم کو تباہ کر دیا۔ لیکن نبی کو اور اس کے ساتھیوں کو اس سے بالکل محفوظ رکھا۔ مگر یہ صحیح نہیں کہ جس بستی میں کوئی بیماری ہو۔ وہاں کوئی نبی بھی ہو۔ جو ملک لڑ رہا ہو۔ وہاں کوئی رسول بھی ہو۔ ہر ہولناک حادثے سے پہلے کوئی نبی اللہ بھی مبعوث ہو۔

(۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمتہ اللعالمین ہیں جب تک آپ کا کوئی نام لیوا دنیا میں رہیگا۔ دنیا یکسر تباہ و برباد نہیں ہوگی۔ ہاں اگر آپ کے نام لیوے نہ رہے تو قیامت برپا ہو جائیگی۔ ہر بستی پامال ہو جائیگی۔

(۸) آپ کی شان میں قرآن کریم میں کا ارشاد یہ ہے۔ ماکان اللہ لیعذبھم و انت فیھم اللہ ان پر جب تک آپ اُن میں تشریف فرما ہیں۔ عذاب نازل نہیں کرے گا۔

(۹) آپ سے پہلے جو نبی آیا۔ اس کا مقصد ایک مخصوص خطہ یا مخصوص قوم کی اصلاح تھا۔ اصلاح ہو گئی تو فبہا۔ ورنہ خدا عذاب نازل کر دیتا تھا۔ آپ کا دایرۂ نبوت قیامت تک ہے۔ آپ ساری کائنات کے نبی ہیں۔ آپ اوّلین اور آخرین کے رسول ہیں۔ اب عذاب کی ضرورت نہیں رہی۔

(۱۰) عللِ عذاب بد اعمالیاں ہیں۔ انکار نبوت نہیں۔ جو لوگ خدا کے بھی قایل نہیں ہیں۔ اپنے طبّی کمالات کے باعث بیماریوں کی روک تھام کر رہے ہیں۔ طاعون کے اسباب غلاظت اور چوہے ہیں مرزا صاحب کی

نبوت کا انکار اسکی وجہ نہیں مرزا محمود صاحب دایئم المریض ہیں۔ لیکن یورپ کے صدہا دہریے ہٹے کٹے اور چاقاق چوبند ہیں۔ نمازی سنکھیا کھائے گا تو نماز سنکھیا کے اثر کو باطل نہیں کر سکتی جو حفظانِ صحت کے اصول کی پابندی کرے۔ وہ خواہ ڈاکو کیوں نہ ہوگا۔ ضرور اس کا فائدہ اُٹھائیگا۔ اسلام عظیم الشان مذہب ہے۔ اسلام ضوابطِ فطرت کا مجموعہ ہے۔ اس نے بتا دیا ہے۔ کہ ہر معلول کی ایک خاص علت ہے ہر اثر کا ایک سبب ہے۔ ہر چیز کا علیحدہ علیحدہ دایرہ اثر ہے۔ جیسے زکوٰۃ ادا کرنے سے نماز معاف نہیں ہو سکتی۔ حج کرنے سے روزہ ساقط نہیں ہوگا۔ ایسے ہی کلمہ پڑھ لینے کا مطلب یہ نہیں۔ کہ اگر ہم گندے پانی سے وضو کرلیں۔ تو اس کا اثر ہماری طبیعت پر بوجہ کلمہ خوانی نہیں ہوگا۔ اسلام معقولیت کا سرچشمہ ہے۔ توہمات کا منبع نہیں ہے +

مرزا صاحب کی رحلت اور ادّعائے نبوّت

مرزا صاحب اپنی "نبوت" کے ثبوت میں ایک دلیل یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ مدعی نبوّت کاذبہ ۲۳ سال تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ آپ اپنے ایک حافظِ قرآن معترض کو بدیں الفاظ ڈانٹتے ہیں۔

"تم یہ کیوں کہتے ہو۔ کہ مدعی نبوّت کاذبہ ۲۳ سال تک زندہ رہ سکتا ہے کیا حافظ ہو کر تمہیں آیت لوتقول علینا نظر سے نہیں گذری"۔ (اربعین)

جس آیہ مبارکہ کا مرزا صاحب نے حوالہ دیا ہے وہ ۲۹ پارے اور سورۂ حاقہ میں ہے۔ ارشاد باری ہے:۔

اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ	(یہ ایک سچی حقیقت ہے۔ کہ قرآن کریم بہ حیثیت رسالت رسول کریم کا پیغام ہے۔
وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ	(اور یہ ہے کہ قرآن کریم کسی شاعر کا کلام نہیں ہے
قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ۔	(تم میں سے ایمان لانے والے بہت تھوڑے ہیں
وَلَا بِقَوْلِ کَاهِنٍ	(اور قرآن شریف کسی کاہن کا قول نہیں ہے۔
قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ	(تم میں سے نصیحت قبول کرنے والے بہت تھوڑے ہیں
تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ	(اس قرآن شریف کو تمام جہانوں کی تربیت کرنے والے نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے۔
لو تقول علینا بعض الاقاویل	(اور اگر یہ رسول کریمؐ کوئی بات اپنی طرف سے گھڑ کر اسے بطور ہمارے پیام کے پیش کرتا۔
لاخذنا منہ بالیمین	(تو ہم اسے ضرور اپنی قوت سے روک دیتے
ثم لقطعنا منہ الوتین	(پھر ضرور بالضرور اسکی رگِ جان کاٹ ڈالتے

یہ دیکھنے اور پرکھنے کیلئے کہ آیا جناب مرزا صاحب کا دعویٰ ارشادات باری سے کوئی تطابق رکھتا ہے یا نہیں؟ آؤ آپ کے ادعا کو اوران تصریحات کو جو ان آیات میں ہیں۔ بار دیگر پیشِ نظر لائیں۔

مرزا صاحب کے دعویٰ کا طول و عرض یہ ہے۔ مرزا صاحب مدعی نبوت

ہیں۔ مرزا صاحب کی دلیل یہ ہے۔ اگر آپ نبی نہ ہوتے تو ہلاک ہو جاتے اس لئے کہ آپ ۲۳ سال سے نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ خداوند کریم نے نبی کریم کی نسبت فرمایا۔ کہ اگر آپ اپنی طرف سے کوئی کلام بنا کر اسے بطور قرآن شریف پیش کرتے اور ۲۳ سال تک برابر ایسا کرتے رہتے۔ تو خدا انہیں ہلاک کر دیتا۔ جیسے آپ نے ۲۳ سال تک قرآن پیش کیا۔ اور آپ کو خدا نے زندہ رکھا۔ آپ کا زندہ رہنا آپ کی صداقت کی دلیل ہے۔ ایسے ہی مرزا صاحب کا ۲۳ سال تک نبوت کرتے رہنا اور ہلاکت سے محفوظ رہنا اس پر دال ہے۔ کہ مرزا صاحب نبی تھے۔ آؤ مرزا صاحب کے دعوے کو واقعات کی روشنی میں دیکھیں۔

شہادت واقعات

(الف) مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء میں کیا (ملاحظہ ہو آپ کا اشتہار ایک غلطی کا ازالہ۔ مرزا محمود صاحب کی مصنفات "قول فیصل" و "حقیقت النبوت")

(ب) اس سے پہلے آپ آخری نبی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین فرماتے تھے۔ اور آپ کے بعد مدعی نبوت کو کافر جانتے تھے۔ بلکہ مسیح موعود کا دعویٰ کرنے کے باوجود یہ فرماتے تھے کہ مسیح موعود کیلئے نبی ہونا لازمی نہیں۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب توضیح مرام کے صفحہ ۹ پر تحریر فرماتے ہیں۔

اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے۔ کہ مسیح کا مثیل بھی نبی ہونا

چاہیئے۔کیونکہ مسیح نبی تھا۔ تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح موعود کیلئے ہمارے سیدنا و مولانا صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت شرط نہیں ٹھیرائی۔

(ج) ۲ نومبر ۱۹۰۴ء میں آپ کا ایک لیکچر بعنوان "اسلام" بمقام سیالکوٹ پڑھا گیا۔ یہ لیکچر چھپ چکا ہے۔اس مطبوعہ خطبہ کے صفحہ ۵ پر آپ کے حسب ذیل الفاظ قابل غور ہیں۔

"اور ختم نبوت آپ پر نہ صرف زمانہ کی تاخر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہو گئے"۔

مطلب یہ کہ نبی کریمؐ آخری نبی ہیں۔آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔اور یہ کہ نبوت کے تمام کمالات بھی آپ پر ختم ہو گئے۔الفاظ "اس وجہ سے بھی" پر خط میں نے کھینچا ہے۔

(د) مئی ۱۹۰۸ء کو آپ نے اپنی آخری تصنیف "حقیقۃ الوحی" میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور واقعی سچ ہے۔کہ کھل کر دعویٰ کیا۔

(ذ) ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو آپ بمقام لاہور اگلی دنیا کو سدھار گئے۔اور اپنے اس دعوے پر مہر ثبت فرما گئے۔کہ "مدعی نبوت کاذبہ ۲۳ سال تک زندہ نہیں رہ سکتا"۔

(ر) گویا آپ اپنی پیش کردہ دلیل کی رو سے جھوٹے ثابت ہوئے ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

تصریحات آیات

آؤ متذکرہ آیات کی ربانی روشنی میں مرزا صاحب کی نبوت پر غور کریں
(الف) سورہ حاقہ مکی ہے۔ حضورؐ نے چالیس سال کی عمر میں نبوت کا
دعویٰ فرمایا۔ آپ ۱۳ سال مکہ مکرمہ میں رہے۔ کوئی احمدی بھائی یہ ثابت نہیں
کرسکتا۔ کہ جس وقت زیر بحث آیت اُتری۔ اس وقت آپ کو نبوت کا دعویٰ کئے
ہوئے ۲۳ سال گذر چکے تھے۔ لہٰذا مرزا صاحب کا ۲۳ سال کی مدت پر
زور دینا بے معنی چیز ہے۔ "نبی" بے معنی باتیں نہیں کیا کرتے۔
(ب) نبی کریمؐ شاعر نہیں تھے۔ اُمّی تھے۔ مرزا صاحب شاعر تھے۔ آپ نے
فارسی۔ عربی۔ فلسفہ۔ منطق۔ اور نحو کی تعلیم مقامی علماء سے حاصل کی۔ آپ
سیالکوٹ کی عدالتِ خفیفہ میں محرر مقرر ہوئے۔ مختاری کے امتحان میں
فیل ہوئے۔ قرآن فرماتا ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا جانتے
ہوتے۔ یا دعویٰ نبوت کے وقت تعلیم یافتہ ہوتے۔ تو یہ چیز مخالفوں کیلئے
شک کا باعث ہوسکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ یہی چاہتا تھا۔ کہ حضورؐ کی نسبت کسی کو
ممکن طور پر کوئی شبہ پیدا نہ ہو۔ آپ امین مشہور ہوئے۔ آپؐ کو قوم نے
صادق و امین کا خطاب دیا۔ استاد شاگرد سے مِن وجہ افضل ہوتا ہے
اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا۔ کہ حضور کا بجز خدا کوئی استاد ہو۔ اس لئے فرمایا
علّمناہ من لدنا علماً دہم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود
تعلیم دی)۔ بنابریں جب آپ نے یہ فرمایا۔ کہ دیکھو میں تو اُمّی تھا۔ یہ علوم مجھے

کہاں سے حاصل ہو گئے؟ تو قوم کو لازماً ماننا پڑا کہ آپ کو خدا نے پڑھایا ہے مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ انہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ ان کو مولوی گل علیشاہ نے تعلیم دی۔ آپ نے مولوی نورالدین مولوی محمد احسن صاحب امروہی کی معلومات سے کسب فیض حاصل کیا۔ یہ بھی یاد رہے کہ جیسے ہمارا بے اولاد ہونا محرومی ہے۔ اور خدا کا بے اولاد ہونا دلیل الوہیت ہے۔ ایسے ہی ہمارے لئے اُمّی ہونا اچھا نہیں۔ لیکن نبی کا اُمّی ہونا ہی وصف ہے۔ اس لئے کہ اس کا اُمّی ہو کر سرچشمہ علوم ہونا اسکی نبوت کی واضح ترین دلیل ہے۔ ایسے ہی خدا فرماتا ہے۔ "ما علمنٰہ الشعر وما ینبغی لہ" ہم نے نہ تو نبی کریم کو شعر سکھایا اور نہ شعر اس قابل ہے کہ نبی کو سکھایا جائے۔ گویا واضح کر دیا۔ کہ نبی شاعر نہیں ہوتا اور شاعر نبی نہیں ہوتا۔ شاعر تخیل کا بندہ ہوتا ہے۔ یہ درست ہے کہ اللہ والے شاعر قابل فخر ہیں۔ لیکن فن کے لحاظ سے یا نفسیاتی کیفیت کے لحاظ سے شاعر جذبات و تخیلات کا پیکر ہوتا ہے۔ نبی حقائق ربانی کا ترجمان ہوتا ہے۔ اس کا ہر ملکہ اور ہر جذبہ اللہ کے تصرف میں ہوتا ہے۔ وہی اسکی حفاظت کرتا اور اسکی تربیت کرتا ہے۔ بخلاف ازیں مرزا صاحب شاعر بھی تھے۔ ہجو گو بھی تھے۔ چنانچہ مولانا سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق آپکے مندرجہ ذیل دو اشعار ہجو آثار ملاحظہ ہوں۔ فرماتے ہیں ؎

واہ سعدی دیکھ لی گندہ دہانی آپکی — خوب ہو گی بہتروں میں قدردانی آپکی
بیت ساری آپکی بیت الخلاسی کم نہیں — ہے پسند خاکروباں شعرخوانی آپ کی

قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا۔ دیکھ لیجئے آپ شاعروں کی مانند "بیت" اور "بیت اللہ" تحریر فرما کر صفتِ تجنیس لفظی کا اظہار فرما رہے ہیں۔
یہ بات دوسری ہے کہ ان اشعار کو اچھے اشعار کہنا آخر اللہ کر کی کھلی ہوئی توہین ہے۔ (ج) شاعروں میں شعر نویسی کا ملکہ فطرتاً ہوتا ہے۔ بڑے بڑے فاضل ایسے ہیں۔ جو علم عروض کے مسلمہ استاد ہیں۔ لیکن شعر لکھنا تو کجا بسا اوقات شعر کو صحیح طور پر پڑھتے بھی نہیں۔ ایسے ہی نبی بھی فطرتاً نبی ہوتا ہے۔ اس ادنیٰ مشابہت کے باعث لوگ نبی کو شاعر تصور کر سکتے تھے۔ اسلئے اسکی واضح ترین الفاظ میں مدلل تردید فرمادی۔ (د) قرآن شریف کی نسبت کہا کہ یہ کسی کاہن کی کہانت کا نتیجہ نہیں ہے۔ کہانت کی مماثلت معجزے اور کرامت سے ہو سکتی ہے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بھی اپنا جواب نہیں رکھتے۔ معجزے کے خصوص میں مرزا صاحب کی پوزیشن یہ ہے کہ ع

میں دامن ہی نہیں رکھتا جو اُلجھے خار دامن میں

معجزہ صداقتِ نبوت کا ایک جاذبِ قلوب ذریعہ ہے کرامت اشاعت اسلام کا ایک مؤثر حربہ ہے۔ ہندوستان کے اکثر راجے اولیاء اللہ کی کرامات سے اثر پذیر ہو کر دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ (ملاحظہ ہو پریچنگ آف اسلام" مصنفہ تھامس آرنلڈ) اگر مرزا صاحب کی دعا سے ملکہ وکٹوریہ شفایاب ہو جاتیں یا آپ کی دعا سے کوئی وائسرائے یا ملک معظم یا کوئی راجہ مہاراجہ یا نامور پادری یا پنڈت یا گرو مسلمان ہو جاتا۔ تو اس کا اثر عظیم الشان ہوتا۔

کاش کہ عبد اللہ آتھم ہی مسلمان ہو جاتا - بہر نوع بنا بریں کہ اعجاز و کہانت میں ایک گونہ مشابہت ہے - اسلئے فرمایا کہ رسول کریم کاہن نہیں ہیں۔

دف، اس امر کی تردید کے بعد کہ قرآن شریف کسی شاعر کا کلام نہیں - کسی کاہن کی کہانت کا نتیجہ نہیں۔ خداوند کریم ارشاد فرماتا ہے - کہ قرآن شریف ربانی نوشتہ ہے - کلام ایزدی ہے - پیام رسول کریمؐ ہے۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

معلوم ہوا کہ آیت سے مقصود قرآنِ کریم اور رسول کریمؐ کی صداقت ثابت کرنا ہے۔ جس کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے - کہ نبی کریم کی صداقت کو قرآن کریم کی صداقت پر مبنی قرار دیا گیا ہے - اگر اسے صرف رسول کریمؐ کے لئے مخصوص نہ کیا جائے۔ بلکہ صداقت نبوت کا ایک عام کلیہ قرار دیا جائے - تو مجبوراً اس کا تعلق محض ان انبیاء سے ماننا پڑیگا - جو صاحب کتاب ہیں - مرزا صاحب کا دعویٰ صاحب کتاب نبی ہونے کا نہیں - اسلئے آپ تو اس آیت کو اپنی صداقت میں پیش کرنے میں قطعاً حق بجانب نہیں ہو سکتے۔

حضورؐ آخری نبی ہیں

دس، اگر اس آیت شریفہ پر غور اور انصاف سے توجہ کی جائے تو صاف عیاں ہو سکتا ہے - کہ اس کا تعلق صرف حضور کی ذات ستودہ صفات

سے ہے۔ (۱) ہم بھی اور احمدی حضرات بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم سے پہلے نبی آتے رہے۔ ہر آنے والا نبی پہلے نبی کی تصدیق کرتا رہا۔ اور جو خرابیاں پیدا ہو چکی تھیں۔ ان کا سدباب کرتا رہا۔ اسلئے اگر کسی جھوٹے مدعی نبوت کو نہ بھی ہلاک کیا جاتا۔ تو کوئی ہرج کی بات نہ تھی۔ کیونکہ جب نبوت کا سلسلہ جاری تھا تو سچے نبیوں کے ذریعے جھوٹے نبیوں کی ہزلیات کی تردید کرائی جا سکتی تھی۔ لیکن جب خدا کو نبوت کا سلسلہ ختم کرنا منظور ہوا۔ تو اس نے اس کو ایسی ذات پر ختم کیا۔ جو تمام نبیوں کے کمالات کی جامع تھی۔ اور جن کے آنیکا ایک مقصد یہ بھی تھا۔ کہ اللہ کے پاک رسولوں پر جسقدر الزامات لگائے گئے تھے۔ یا انہوں نے انکی حیثیت کے متعلق خلاف حقیقت اعتقادات جمالئے تھے۔ انکی تردید کریں۔ چنانچہ آپ نے اس فرض کو بطرز احسن سرانجام دیا۔ ایسا نبی جس کے بعد کوئی کتاب نازل ہوتی نہ تھی کسی نئے رسول کو مبعوث نہ ہونا تھا ایسی کی ذات اس قابل تھی۔ کہ آپ نسبت یہ اعلان کردیا جاتا۔ کہ آپ کا ہر پیام واجب التسلیم ہے۔ مما ینطق عن الھوئ۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نطق نفسانی خواہش کی آلائش سے مبرا و منزہ ہے۔ رسول کریم کی ہر سنت اللہ کو ماننے والوں اور قیامت کے دن کو ماننے والوں کیلئے بہترین نمونہ ہے۔ ولقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ) اور یہ کہ رسول کریم کو ہر شرعی جالے میں حاکم اور قاضی بنائے بغیر کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا۔ رحیم و کریم خدا فرماتا ہے۔ کہ جس کام سے رسول کریم روک دیں۔ اس سے رک جاؤ۔

جس کام کو کرنے کا حکم دیں۔ اس پر عمل کرو۔ جب آپ کی ذات ایسی تھی تو
لازمی تھا۔ کہ یہ فرمایا جاتا۔ کہ کبھی ہو نہیں سکتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہماری نسبت ایسی بات اپنی طرف سے گھڑ لیں جو ہم نے نہ کہی ہو
یا جسکی تبلیغ کا حکم ہم نے رسول کریم کو نہ دیا ہو۔ ایسا رسول ناممکن تھا۔
کہ افترا پردازی سے کام لے۔ اگر ایک شخص بازار میں کھڑا ہو کر یہ کہے۔
کہ میری وساطت سے ملک معظم جارج پنجم نے رعایا کے نام یہ پیغام
ارسال کیا ہے۔ تو اسے دیوانہ تصور کیا جائیگا۔ لیکن اگر بفرض محال وزیر ہند
وزیر اعظم کی نسبت کوئی غلط فہمی پھیلائے یا وائسرائے وزیر ہند یا وزیر
اعظم کی نسبت ایسی بات کہے۔ جو بدیہی طور پر غلط ہو۔ اور انہوں نے
ہرگز نہ کہی ہو۔ تو فی الفور اسکی تردید کر دی جائے گی۔ جو شخص ذمہ دار
ہو کر غیر ذمہ دارانہ باتیں کرے۔ اس کا فوراً انسداد کر دیا جاتا ہے۔ لیکن
غیر ذمہ داروں کو ڈھیل دینا ہی ان کی موثر تذلیل ہے۔ ارشاد ہوتا ہے
من کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمٰن مدًّا (جو شخص گمراہی
میں ہوتا ہے اُسے رحمٰن مہلت دیتا ہے) اُملی لھم ان کیدی متین
(میں انہیں ڈھیل دیتا ہوں اسلئے کہ میری پکڑ برمحل ہوتی ہے) ۵

ہاں مشو مغرور بر حلمِ خدا
دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

(۲) شیطان مفتری ہے۔ لیکن ہنوز زندہ ہے۔ اس کی ذریت
روبہ اضافہ ہے۔ (۳) مرزا صاحب مانتے ہیں۔ کہ انجیل محرف ہے۔

توریت اپنی اصلی حالت میں نہیں۔ بااین ہمہ یہ ایک واقعہ ہے کہ عیسائی اور موسائی ان کو کتاب الٰہی کہتے ہیں۔ انہیں خدا کا کلام یقین کرتے ہیں مرزا صاحب کا تحقیق بھی یہ ہے۔ کہ جناب پولوس نے تعلیم مسیح کو بگاڑا مسخ کیا۔ سوال یہ ہے۔ کہ خدا نے جناب پولوس کا ہاتھ کیوں نہ پکڑا۔ کیوں ان اشخاص کی رگِ حیات نہیں کاٹی جاتی۔ جو اپنے کلام کو خدا کا کلام ظاہر کر رہے ہیں۔ جن بدبختوں نے بیت اللہ میں ۳۶۰۔ اصنام لٹکائے۔ کیوں ان کے ہاتھ نہ شل کر دیئے؟ کیوں نہ کہا جائے۔ کہ یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا۔ کہ ان کو پامال کرنے کیلئے آخری نبی مبعوث ہونے والے تھے۔ حضورؐ ان کا ابطال کرنے والے تھے۔ اصل انجیل قرآن کی صورت میں جلوہ گر ہونے کو تھی۔ سب الہامی نوشتے۔ دائم البقا صداقتیں قرآن کی پناہ میں آنے کو تھیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ تھا قرآن کے بعد کوئی کتاب نہ تھی۔ اس لئے جس احتیاط کا رسول کریمؐ اور قرآن کریم کے باب میں ملحوظ رکھنا ضروری تھا۔ کوئی اور کتاب اور کوئی اور ہستی اسکی مستحق نہ تھی۔ (۵) مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ آپ آخری زمانے کے قریب میں تشریف فرما ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی آپ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ کے بعد بھی نبی آسکتے ہیں۔ دوسرا قول پہلے کی تردید کرتا ہے۔ اس لیئے کہ پہلے قول کے رو سے آپ آخری نبی ہیں۔ اور دوسرے کے رو سے آخری نبی نہیں ہیں۔ بلکہ کہا نہیں جا سکتا کہ آخری نبی کون ہے؟ برخلاف ازیں اگر آخری نبی حضورؐ کو تسلیم کیا جائے۔ تو قطعاً کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا۔

(۵) مرزا صاحب اپنے آپ کو "محمد ثانی" ٹھیراتے ہیں۔ آپ کی نسبت قرآن فرماتا ہے۔ "وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ" (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر آخری گھڑی پہلی سے بہتر ہے) یہ شہادت یزدانی ظاہر کرتی ہے۔ کہ آپ ہر لمحہ عروج روحانی کے بالاتر زینہ پر جلوہ فرما ہیں۔ آپکے کمالات کی کوئی انتہا نہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ آپ اپنی بعثت ثانی کے وقت نہ خاتم النبیین ہوں اور نہ صاحب کتاب ہوں۔ اس لئے کہنا پڑتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کا یہ ادعا سراسر بے بنیاد ہے۔ کہ آپ "محمد ثانی" ہیں۔

ہمارا ایمان ہے۔ قرآن کریم اس پر شاہد ہے کہ نبی کریم سید الاولین والآخرین ہیں۔ اور خاتم النبیین ہیں۔ احادیث نبوی میں بھی اس واقعیت کو واضح کیا گیا ہے۔ اجماع امت بھی اسی پر ہے۔ اسلئے ہر مسلم کو چاہیئے کہ نبی کریم کو سب سے آخری اور اکمل نبی تسلیم کرے۔ اور آپ کے بعد مدعی نبوت کو کاذب جانے۔ اور دعا کرے کہ مسلمانوں کا خاتمہ اسی عقیدہ پر ہو۔ ع

بیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ
ہر چند کہ آخر بہ ظہور آمدہ
اے ختم رسل قرب تو معلومم شد
دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

دکتبہ۔ ایم فقیر اللہ قریشی خوشنویس۔ موچی دین گیٹ۔ وزیر آباد

عرضِ حال

مولانا محمد الدین صاحب دیپارچہ و کلاہ فروش دہلی دروازہ لاہور ہمیرے واجب التعظیم بہی خواہ ہیں۔ آپ پابند صوم و صلوٰۃ اور راسخ الاعتقاد حنفی ہیں۔ آپ نے اپنی گرانمایہ عمر کا اکثر حصہ دین حضرت کی خدمت میں صرف کیا ہے۔ ایک مُسِن احمدی مبلغ صاحب آپکی دکان پر تشریف لایا کرتے ہیں۔ اور آپ سے احمدیت کے متعلق مبادلۂ خیالات کیا کرتے ہیں۔ دو تین صحبتوں میں خاکسار بھی شریک گفت و شنید ہُوا۔ میں نے بھی احمدی صاحب کی خدمت میں چند گذارشات پیش کیں۔ اسی اثنا میں احمیوں نے ایک دو ٹریکٹ مولانا محمد الدین صاحب کو دیئے۔ میں نے مولانا کے ارشاد کی تعمیل میں ان دلائل پر بحث کی جو متذکرہ ٹریکٹوں میں مرقوم تھے۔ میرے محترم دوست نے میرے جوابات کو پسند فرمایا۔ اور یہ خواہش ظاہر کی۔ کہ میں انہیں کتاب کی صورت میں شائع کروں۔ چنانچہ میں نے کتاب ختمِ رسالت آپکے فرمان کی تعمیل میں لکھی اور شائع کی۔ واللہ میں نہ مناظر ہوں۔ نہ عالم نہ واعظ محض ایک دردمند ملت مسلمان ہوں۔ اسلئے اگر کسی بزرگ کو کوئی نکتہ پسند آئے تو مجھے دعائے خیر سے یاد کریں۔ اور اگر کوئی امر ناگوار خاطر دکھائی دے تو میری کم علمی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مجھے معاف فرمادیں اور عفو بصبر سے کام لیں ؛

مُسلم

سہوِ نظر سے کتابت کی بعض غلطیاں رہ گئی ہیں۔
جن کے لئے میں مستدعی عفو ہوں"

"مسلم"